سازش تیار تھی
اشتیاق احمد

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان اور نہایت رحم کرنے والا ہے۔

محمود، فاروق، فرزانہ اور انسپکٹر جمشید سیریز 656

سازش تیار تھی

اشتیاق احمد

خوب

اور خوبصورت کتابیں

ناشر ---------------- اشتیاق احمد

تزئین ---------------- محمد سعید نامدار

سرکولیشن ---------------- محمد یار میجر

کمپیوٹر کمپوزر ---------------- ظہیر غوری

Rs- 30/-

گنج شکر پرنٹرز سے چھپوا کر انداز بک ڈپو لاہور سے شائع کیا۔

انداز بک ڈپو

3۔عابد مارکیٹ' جوائے شاہ روڈ ساندہ کلاں۔ لاہور

فون 7112969-7246356

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا:

- قبروں کو پختہ کرنے سے۔
- قبروں پر کتبے لگانے سے۔
- قبروں پر عمارتیں بنانے سے۔
- قبروں کو سجدہ گاہ بنانے سے۔
- قبروں پر عرس کرنے سے۔
- قبروں پر چراغاں کرنے سے۔
- قبروں پر عورتوں کے جانے سے۔
- قبروں کو بلند کرنے سے۔
- قبروں پر میلہ لگانے سے۔
- قبروں کو پوجنے سے۔

بحوالہ:

بخاری — مسلم — ترمذی — ابنِ ماجہ —
ابو داؤد — نسائی — موطا امام مالک — مشکوٰۃ

ناول پڑھنے سے پہلے یہ دیکھ لیں کہ.

- یہ وقت نماز کا تو نہیں —
- آپ کو اسکول کا کوئی کام تو نہیں کرنا —
- کل آپ کا کوئی ٹسٹ یا امتحان تو نہیں —
- آپ نے کسی کو وقت تو نہیں دے رکھا —
- آپ کے ذمے گھر والوں نے کوئی کام تو نہیں لگا رکھا.

اگر ان باتوں میں سے کوئی ایک بات بھی ہو تو ناول الماری میں رکھ دیں. پہلے نماز اور دوسرے کاموں سے فارغ ہو لیں، پھر ناول پڑھیں. شکریہ!

خلوص:

اشتیاق احمد

دو باتیں

السلام علیکم! سازش تیاری تھی، پڑھتے وقت آپ کو چکر پر چکر آئیں گے.... واقعات کی تیزی آپ کو اپنے ساتھ اس طرح بہا لے جائے گی جیسے سیلاب میں تنکے.... اور آپ خود کو کسی طرح اس سیلاب میں بہنے سے روک نہیں سکیں گے.... اس وقت شاید آپ کو احساس ہو کہ جو لوگ سیلاب زدہ ہوتے ہیں.... ان پر کیا گزرتی ہے۔

بات کیا شروع کی تھی اور پہنچ گیا سیلاب پر.... ہے کوئی تک.... ہاں تو میں کہہ رہا تھا.... نہیں.... لکھ رہا تھا.... سازش تیار تھی پڑھتے وقت.... لیکن نہیں.... آخر یہ لکھنے کی کیا ضرورت ہے.... ناول تو آپ پڑھ ہی لیں گے.... اور جان ہی لیں گے.... کہ آپ نے کیا محسوس کیا ہے.... یا اس میں کیا کچھ تھا.... چکر آئے یا نہیں.... حیرت زدہ ہوئے یا نہیں.... وغیرہ وغیرہ.... اور آپ اپنے خط میں مجھ لکھ ہی دیں گے.... کہ جناب ناول ایسا تھا، ویسا تھا.... لہٰذا دو باتیں کا میں ان باتوں سے پیٹ کیوں بھروں.... چلیے کوئی اور بات کر لیتے ہیں.... لیکن کیا.... سوال تو یہ ہے.... چلیے اب آپ بتا

دیں.... میں دو باتیں کیا لکھوں.... آپ کہہ اٹھیں گے.... ہے کوئی تک.... ہم کیسے بتا دیں.... ہمیں تو یہ ناول ملے گا ہی اس وقت جب اس ناول کی دو باتیں لکھی جا چکی ہوں گی بلکہ اس ناول سے پہلے شائع ہو چکی ہوں گی۔

دھت تیرے کی.... آپ اتنی سی بات نہیں سمجھتے.... بھئی اگلے ناول کی دو باتیں تو وہ ہو سکتی ہیں نا.... جو آپ بتائیں گے.... لہٰذا آئندہ ماہ دیکھتے ہیں.... کس قاری کی دو باتیں شائع ہوتی ہیں۔

واہ.... دو باتیں لکھنے کے چکر میں دو باتیں کا یہ رنگین پروگرام بن گیا.... جی.... ہاں.... اب دو باتیں قارئین لکھا کریں گے.... اور فوری طور پر جو اچھی اور ذرا ڈھنگ کی دو باتیں نظر آئیں.... ان کو شائع کر دیا جائے گا.... کیوں رہے گا نا مزا.... مزا رہے یا نہ رہے.... کام تو چل جائے گا.... اس طرح میں ایک دو ماہ.... یا چند ماہ.... یا اس سے بھی زیادہ عرصے تک دو باتیں لکھنے سے نجات حاصل کر لوں گا.... لیکن ہو سکتا ہے.... ایک قاری کی طرف سے بھی دو باتیں موصول نہ ہوں.... اس صورت میں میں صبر شکر کروں گا اور مجھ سے جیسی بھی ٹوٹی پھوٹی دو باتیں بن پڑیں.... آپ کے لیے لکھ دوں گا.... پھر نہ کہئے گا.... خبر نہ ہوئی.... ورنہ ہم بھی آدمی تھے کام کے!!

والسلام

اشتیاق احمد

ہیلو!

"ہیلو بھائی صاحب.... بات سنئے گا ذرا"۔

ڈاکیے نے یہ آواز سنی تو خیال کیا کہ اسے نہیں کسی اور کو بلایا گیا ہے، لیکن جب اس نے اپنے آس پاس دیکھا تو وہاں اور کوئی نہیں تھا.... وہ شام کی سیر کے لیے گھر سے نکلا تھا.... روزانہ شام کی سیر کرنا اس کا شوق تھا.... صبح کی سیر کے لیے اس سے نکلا نہیں جاتا تھا، صبح کے وقت مصروفیات بہت ہوتی تھیں۔

اس نے مڑ کر دیکھا.... چند قدم کے فاصلے پر ایک لمبے قد کا آدمی کھڑا تھا.... اس کے سر پر ہیٹ بھی تھا.... سیاہ رنگ کا ہیٹ.... اس ہیٹ نے اس کی پیشانی کو تو بالکل چھپا دیا تھا.... آنکھیں بھی صاف طور پر نظر نہیں آ رہی تھیں.... نہ جانے کیوں، اسے دیکھ کر ڈاکیے کا دل دھڑکا.... اس نے مشکل سے کہا۔

"جی فرمائیے"۔

یہ کہتے ہوئے اس کی آواز گھٹ گئی.... ان دنوں ویرانوں میں کوئی پاگل یا جنونی شخص بلاوجہ لوگوں کو قتل کرتا پھر رہا تھا، اس کے بارے میں روزانہ اخبارات میں آ رہا تھا.... اور اس کی وجہ سے

لوگوں نے ویرانوں کا رخ کرنا چھوڑ دیا تھا..... لیکن وہ تو ایک معمولی سا ڈاکیا تھا..... اسے خیال تک نہ آیا' لیکن اب اس شخص کو اپنے سامنے دیکھ کر اس کی ٹی گم ہو گئی..... اسے خیال گزرا' اب آئی مصیبت..... یہ ضرور وہی جنونی قاتل ہے۔

"مجھے آپ سے ایک کام ہے"۔ اس نے مسکرا کر نرم گرم آواز میں کہا۔

اس آواز سے اور مسکراہٹ سے اسے قدر حوصلہ ہوا..... اس نے جلدی سے کہا۔

"جی فرمایئے"۔

"وہ اس طرف..... کھنڈر سا نظر آ رہا ہے نا..... میرے ساتھ وہاں تک چلیے..... یہاں راستے میں رک کر بات کرنا مناسب نہیں' گزرنے والے شک کی نظروں سے دیکھیں گے"۔

"جی نہیں..... آپ کو جو کچھ کہنا ہے..... یہیں کہہ لیں..... میں اس طرف نہیں جاؤں گا..... کھنڈرات سے مجھے بہت خوف محسوس ہوتا ہے"۔ اس نے کانپ کر کہا۔

"او کے..... آپ کی مرضی..... آپ ڈاکیے ہیں نا محکمہ ڈاک کے ملازم؟"

"جی ہاں بالکل"۔ اب اس کے لہجے میں حیرت در آئی۔

"آپ کا گزارا بھی بہت مشکل سے ہوتا ہو گا"۔

"تو پھر؟" اس کا دل اور زور سے دھڑکا..... یہ شخص تو اس

کے بارے میں بہت کچھ جانتا ہے..... اس نے سوچا۔

"میں آپ کو دس ہزار روپے نقد دے سکتا ہوں..... یہ دیکھیے..... یہ رہے"۔ اس نے جیب سے پیکٹ نکال کر دکھایا۔

نوٹوں کا پیکٹ دیکھ کر اس کی حالت بری ہو گئی..... آج کل واقعی گزارا بہت مشکل سے ہو رہا تھا۔

"یہ..... یہ کیا..... آپ بھلا یہ مجھے کیوں دینے لگے"۔

"بالکل دے سکتا ہوں..... اگر آپ میرا ایک کام کر دیں"۔

"اور وہ کام کیا ہے..... میں کوئی غیر قانونی کام نہیں کروں گا"۔

"میرے خیال میں وہ کوئی غیر قانونی کام نہیں ہے"۔

"کیا کہا آپ نے..... آپ کے خیال میں؟" اس نے حیران ہو کر پوچھا۔

"ہاں جناب! میں نے یہی کہا ہے"۔

"خیر..... پہلے تو آپ یہ بتائیں..... وہ کام ہے کیا"۔

"آپ دلدار حاتمی کو جانتے ہیں"۔

"دلدار حاتمی..... جی نہیں..... میں اس نام کے کسی آدمی کو نہیں جانتا"۔

"حد ہو گئی..... خطوط تقسیم کرتے وقت کیا آپ نے کبھی دلدار حاتمی کے نام کا خط اس کے گھر میں نہیں دیا"۔

"اوہ! اب سمجھا"۔ وہ حیران ہو کر بولا۔

"ہاں! میں اسی دلدار حاتمی کی بات کر رہا ہوں"۔

"لیکن میں انہیں نہیں جانتا.... میرا کام تو بس اتنا ہے جس کا جو خط ہوتا ہے اسے دے دیتا ہوں اور بس"۔

"ہونا بھی یہی چاہیے"۔ وہ مسکرایا۔

"خیر.... آپ مجھ سے کیا چاہتے ہیں؟"

"دلدار حاتمی کا جو خط بھی آئے.... آپ وہ خط مجھے دے دیا کریں.... یہیں.... جب آپ شام کو سیر کرنے کے لیے آئیں.... تو میں آپ کو راستے میں مل جایا کروں گا.... اور خط آپ سے لے لیا کروں گا.... اتنے سے کام کے یہ دس ہزار تو ایڈوانس دوں گا آپ کو.... اور ہر خط کے بدلے میں پانچ ہزار دیا کروں گا"۔

"نہیں جناب.... میں یہ کام نہیں کر سکتا.... ظاہر ہے.... اس طرح میں پھنس جاؤں گا.... جب دلدار حاتمی کو اپنے خطوط نہیں ملیں گے تو وہ میرے محکمے والوں سے شکایت کرے گا.... اس طرح میرے خلاف انکوائری ہو گی اور مجھے ملازمت سے نکال دیا جائے گا.... بلکہ مجھے سزا ہو جائے گی.... اور میں کوئی ایسا کام نہیں کر سکتا"۔

"اوہو.... آپ غلط سمجھے"۔ اس نے جھلا کر کہا۔

"میں کیا غلط سمجھا.... پہلے تو آپ یہ بتائیں"۔ اب اس کا وہ جنونی قاتل والا خوف ختم ہو گیا تھا.... لہٰذا کافی سنبھلا ہوا نظر آ رہا تھا۔

"آپ دلدار حاتمی کو وہ خط اگلے دن دے دیا کریں"۔

"لیکن خط تو آپ لے لیا کریں گے مجھ سے.... پھر بھلا میں کس طرح انہیں دے سکوں گا"۔

"آپ اب بھی نہیں سمجھے.... میں خط صرف ایک دن اپنے پاس رکھا کروں گا"۔

"ایسے پھر انہیں وہ خط دو دن بعد ملا کرے گا.... ایک دن میں آپ کو دوں.... دوسرے دن شام کو آپ مجھے دیں گے.... اور تیسرے دن میں انہیں دوں گا.... جی نہیں.... اس طرح بھی میں پکڑا جاؤں گا"۔

"اچھا.... میں اسی روز آپ کے گھر وہ خط پہنچا دیا کروں گا.... اس طرح کسی کو پتا بھی نہیں چلے گا"۔

"وہ کیسے؟" اب وہ اس کی باتوں میں بہت دلچسپی لے رہا تھا۔

وہ ایسے کہ رات کے وقت میں کسی بہانے دستک دیا کروں گا.... آپ دروازہ کھولا کریں گے اور میں خط آپ کو دے کر آگے بڑھ جایا کروں گا.... بھلا اس طرح کسی کو کیا پتا چلے گا"۔

"پھر بھی یہ کام غیر قانونی ہے"۔

"اوہو.... تو پانچ ہزار فی خط بھی تو ملا کریں گے آپ کو"۔ اس نے جل کر کہا۔

"نہیں.... مجھے نہیں چاہییں ایسے روپے"۔

"اچھا دس ہزار.... ایڈوانس بیس ہزار"۔ اس نے گویا بولی

لگائی۔

"کیا!!!" وہ دھک سے رہ گیا۔

"ہاں! میں آپ کو بیس ہزار روپے اسی وقت دوں گا..... اور ہر خط دس ہزار میں لیا کروں گا..... وہ بھی صرف تھوڑی دیر کے لیے..... اسی رات واپس کر دیا کروں گا"۔

"نن نہیں..... یہ غیر قانونی ہے"۔

"حد ہو گئی..... ارے تو میں دس ہزار روپے اسی لیے تو دیا کروں گا"۔

"م..... میں مارا جاؤں گا"۔

"کسی کو کانوں کان پتا نہیں چلے گا"۔

"آخر آپ ان خطوط کا کیا کریں گے"۔

"اس سوال کا آپ سے کوئی تعلق نہیں"۔

"میرا جواب اب بھی انکار میں ہے"۔

"ہر خط کے بدلے پندرہ ہزار روپے..... ایڈوانس تیس ہزار روپے"۔ اس نے پھر بولی لگائی۔

ڈاکیے کو ایک جھٹکا لگا..... سر گھومتا محسوس ہوا..... اس نے پتھرائی آنکھوں سے اس شخص کی طرف دیکھا..... آخر تھکی تھکی آواز میں اس نے کہا۔

"میں..... میں ہار گیا..... آپ جیت گئے..... میں دلدار حاتمی کا ہر خط آپ کو دیا کروں گا..... پھر بعد میں اسے، لیکن یہ محفوظ طریقہ

نہیں ہے"۔

"وہ کیسے؟"

"خط اسے اسی روز مل جایا کرے تو پھر خطرہ نہیں ہو گا..... آپ صبح سویرے خط مجھ سے حاصل کر سکتے ہیں..... مثلاً" آپ جی پی او آ جایا کریں..... جب میں ڈاک لے کر نکلوں..... تو آپ مجھ سے سرسری انداز میں ملیں اور پوچھیں..... میرا کوئی خط تو نہیں ہے..... اگر ہے تو مجھے یہیں دے دیں..... اس طرح میں خطوط کو دیکھوں گا اور وہ خط نکال کر آپ کو دوں گا..... آپ اسی وقت اپنے گھر جائیں..... اور خط کے ساتھ آپ کو جو کرنا ہے، کر لیں..... دو گھنٹے کے اندر اندر مجھے واپس کر دیں..... ہم ایک جگہ طے کر سکتے ہیں کہ دو گھنٹے بعد وہاں ملاقات ہو جایا کرے گی..... بس ملاقات کیا..... آپ گزرتے ہوئے وہ خط چپکے سے مجھے تھما دیں گے اور میں اس خط کو دلدار حاتمی تک پہنچا دیا کروں گا..... یہ کام اگر ہو گا تو اسی طرح ہو گا..... جیسے آپ کہہ رہے ہیں..... اس طرح ہرگز نہیں ہو گا..... کیونکہ اس طرح میں پھنس جاؤں گا..... ان کے اکثر خط رجسٹرڈ ہوتے ہیں..... خط دے کر وصولی کے دستخط لینے ہوتے ہیں..... وصول کرنے والا تاریخ بھی ساتھ ہی لکھتا ہے..... اب جب میں پوسٹ ماسٹر صاحب کو رجسٹرڈ خطوط کی وصولی والی لسٹ دوں گا تو وہ یہ دیکھ کر حیران ہوں گے کہ خط جو مجھے کل دیا گیا تھا وہ آج کیوں دیا گیا..... جب کہ خط پر یہ نہیں لکھا ہو گا کہ وصول کرنے والا نہیں مل

سکا.... وغیرہ"۔ یہاں تک کہہ کر وہ خاموش ہو گیا۔

"ہاں! میں سمجھ گیا.... اس میں واقعی الجھن پیش آ سکتی ہے.... خیر ہم یہی کر لیا کریں گے.... میں ہر روز جی پی او پہنچ جایا کروں گا اور خط لے لیا کروں گا.... پھر ٹھیک دو گھنٹے بعد میں کہاں مل کر وہ آپ کو دوں.... یہ آپ بتا دیں"۔

"رام گلی میں ہوتا ہوں میں اس وقت"۔ اس نے کہا۔

"بہت خوب.... پھر کل ملاقات ہو گی"۔

"لیکن جناب.... دلدار حاتمی کے خطوط روز نہیں آتے"۔

"کوئی بات نہیں.... جس روز آئے گا.... میں صرف اسی روز تو لیا کروں گا.... مگر پوچھنا تو روز ہی پڑے گا"۔

"ٹھیک ہے.... اس صورت میں یہ سودا منظور ہے"۔

"تب پھر یہ تیس ہزار روپے ایڈوانس رکھ لیں"۔

اس نے کانپتے ہاتھوں سے نوٹ لے لیے اور وہاں سے آگے بڑھ گیا.... اسے طرح طرح کے خیالات آ رہے تھے.... دل دھڑک رہا تھا.... دوسرے دن جب وہ دفتر پہنچا اور اپنے علاقے کی ڈاک چھانٹنے بیٹھا تو اس میں دلدار حاتمی کا خط بھی موجود تھا.... اس کا دل یک دم زور سے دھڑکا.... اسے یہ محسوس ہوا جیسے.... باقی سب ملازمین اسی کو گھور رہے ہوں لیکن یہ اس کا وہم تھا.... وہاں تو سب اپنے کام میں مصروف تھے.... اس نے اس خط کو رکھ لیا.... اور باقی ڈاک چھانٹنے لگا.... آخر وہ اپنے کام سے فارغ ہو کر باہر

نکلا۔

وہ پراسرار آدمی باہر موجود تھا.... اس نے آگے بڑھ کر کہا۔

"میرا کوئی خط تو نہیں ہے.... اگر ہے تو یہیں دے دیں"۔

"اوہ جی ہاں.... ایک منٹ"۔

اس نے خط الٹ پلٹ کرنا شروع کیا.... تاکہ معلوم ہو.... وہ اس کا خط تلاش کر رہا ہے.... پھر اس نے کہا۔

"اوہ.... یہ رہا جناب"۔

اس نے حاتمی کا خط اس کے ہاتھ میں تھما دیا اور آگے بڑھ گیا.... گویا پہلے دن کا پہلا مرحلہ بخیر و خوبی ٹل گیا تھا۔

"آپکا نام اقبال گورا ہے نا"۔ اس آدمی نے ڈاکیے سے پوچھا۔

"جی ہاں"۔ ڈاکیا بولا.... اور وہ دوسری طرف مڑ گیا.... ٹھیک دو گھنٹے بعد ان کی ملاقات رام گلی میں ہوئی.... گزرتے وقت وہ اقبال سے ٹکرا گیا.... اور اس نے خفیہ طور پر خط نیچے گرا دیا۔

"معاف کرنا بھائی صاحب.... اوہو.... آپ کا تو خط گر گیا"۔

"تک.... کوئی بات نہیں"۔

وہ آگے بڑھ گیا.... اور اس کے قدم دلدار حاتمی کی طرف اٹھ گئے.... دروازے پر پہنچ کر اس نے گھنٹی بجائی.... ملازم باہر نکلا۔

"حاتمی صاحب کا خط ہے.... رجسٹرڈ.... یہاں دستخط کر دیں"۔

"اچھا"۔ اس نے کہا اور دستخط کر کے خط وصول کر لیا۔

جب وہ واپس آ رہا تھا تو اسے یقین نہیں آ رہا تھا کہ اتنے بے کام کے اسے پینتالیس ہزار روپے مل چکے ہیں.... اب وہ اس رقم کے بارے میں پریشان ہو گیا کہ اس کو کہاں رکھے.... کس طرح رکھے.... وہ تو اس رقم کے بارے میں کسی کو بتا بھی نہیں سکتا تھا.... کیا بتاتا.... کہاں سے آئی ہے.... گھر کے افراد تک یہ خیال کرتے کہ ضرور چوری کی ہو گی.... ڈاکا ڈالا ہو گا.... یا کسی کے خط میں سے یہ رقم نکل آئی ہو گی.... ساتھ ہی وہ سوچ رہا تھا کہ آخر اس نامعلوم شخص نے اس خط کا کیا کیا ہے.... ظاہر ہے، اس نے اس کو کھولا ہو گا اور خط کی فوٹو کاپی تیار کرائی ہو گی.... لیکن آخر اس خط میں کیا تھا.... جس کی اتنی قیمت دی گئی.... یہ تمام خیالات اس کے لیے الجھن پیدا کرنے والے تھے.... اور لمحہ بہ لمحہ اس کی الجھن بڑھتی ہی جا رہی تھی.... اب وہ سوچ رہا تھا.... وہ کیا کرے.... کیا نہ کرے.... آخر ڈیوٹی سے فارغ ہو کر وہ اپنے گھر پہنچ گیا.... رقم اس نے اپنی الماری میں رکھی اور تالا لگا دیا.... بیوی نے چپ چپ دیکھا تو وجہ پوچھی.... اس نے کام کی زیادتی کہہ کر بات ٹال دی.... اور کھانا کھا کر لیٹ گیا۔

ایسے میں اس کے دروازے پر کسی نے دستک دی.... وہ چونک اٹھا.... فوراً دروازے پر پہنچا اور اس کو کھول دیا۔

باہر ایک نوعمر لڑکا کھڑا تھا.... اس کے چہرے پر ایک سادہ سی مسکراہٹ تھی۔

"آپ کا نام اقبال گورا ہے"۔

"جی.... جی ہاں.... اس نے دھک دھک کرتے دل کے ساتھ کہا۔

"لیکن آپ کا رنگ تو سانولا ہے"۔ لڑکا بولا۔

"میرا نام.... میرا رنگ دیکھ کر تو رکھا نہیں گیا تھا جناب"۔ اس نے منہ بنایا۔

"اوہ ہاں! یہ بات بھی ہے.... خیر.... کیا آپ پوسٹ مین ہیں؟"

"جی ہاں"۔ اس کا دل اور زور سے دھڑکا۔

"کیا آپ دلدار حاتمی کو جانتے ہیں"۔

"ک.... کیا مطلب؟"

وہ دھک سے رہ گیا.... اس کا رنگ اڑ گیا۔

○☆○
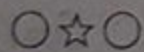
فائل

"ایسے تو کام نہیں چلے گا جناب"۔ لڑکے کی آواز نے اسے چونکا دیا۔

"کیا کہا آپ نے، میں سمجھا نہیں"۔

"میرا مطلب ہے.... ہم یہاں کھڑے رہ کر کب تک بات کریں گے.... اندر کہیں بیٹھ کر بات نہیں کر سکتے"۔

"اوہ ہاں.... آیئے"۔

وہ اسے اپنے چھوٹے سے گھر کے چھوٹے سے ڈرائنگ روم میں لے آیا.... وہاں تین کرسیاں اور ایک چھوٹی سی میز موجود تھی.... دونوں بیٹھ گئے تو لڑکا بولا۔

"آپ نے میرے سوال کا جواب نہیں دیا"۔

"کیا مطلب.... کون سے سوال کا جواب؟"

"کیا آپ دلدار حاتمی کو جانتے ہیں؟"

"میں ایک پوسٹ مین ہوں جناب.... اس نام کے ایک صاحب میرے علاقے میں ہیں.... ان کے خط آتے ہیں تو مجھے ان کے گھر وہ خط دینا ہوتے ہیں.... بس اس حد تک میں ان کا نام جانتا

ہوں"۔

"کیا آپ نے ان کا کوئی خط پینتالیس ہزار روپے لے کر کسی اور کو تو نہیں دیا؟"

"کیا!!!" وہ چلا اٹھا۔

"کیا یہ بات درست نہیں ہے؟"

"نن نہیں"۔ وہ بولا۔

"آپ نے کیا فرمایا.... ہاں یا نہیں"۔

"یہ بات غلط ہے.... میں نے ان کا کوئی خط کسی کو نہیں دیا.... میں ان کے ہر خط پر ان کے دستخط لیتا ہوں اور آپ یہ سارا ریکارڈ جی پی او میں چیک کر سکتے ہیں"۔

"لیکن میرے پاس اس بات کا ثبوت ہے.... کہ آپ نے ایسا سودا کیا ہے"۔

"اور وہ ثبوت کیا ہے؟"

"جب آپ اس پراسرار آدمی سے ملاقات کر رہے تھے.... تو میں بھی وہاں سے زیادہ دور نہیں تھا"۔

"یہ تو کوئی ثبوت نہ ہوا"۔ اس نے جھلا کر کہا۔

"ابھی آپ نے پوری بات کب سنی ہے.... اس جگہ سے نزدیک ایک کھنڈر بھی تھا نا"۔

"کھنڈر.... کیا مطلب؟" وہ کانپ گیا.... پہلی بار اسے احساس ہوا کہ اس نوجوان کی معلومات فرضی نہیں۔

"ہاں جناب! کھنڈر.... اس کھنڈر میں میں چھپا ہوا تھا اور میرے پاس ایک وڈیو کیمرہ تھا.... میں نے آپ کی اور اس شخص کی فلم بنائی تھی.... میرے پاس ایک ٹیپ ریکارڈر بھی تھا.... بہت زیادہ حساس ٹیپ ریکارڈر.... وہاں تک آپ کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں.... لہٰذا میں نے وہ آوازیں بھی ریکارڈ کی تھیں.... اگر آپ وہ فلم دیکھنا چاہتے ہیں.... اور وہ آوازیں سننا چاہتے ہیں تو آپ کو میرے گھر چلنا ہو گا.... ورنہ پھر عدالت میں دیکھ لیجیے اور سن لیجیے گا"۔

"نن نہیں.... آپ مجھ سے چاہتے کیا ہیں؟" اس نے بوکھلا کر کہا۔

"ہاں! اب آئے ہیں سیدھے راستے پر.... آپ کو پتا ہے.... آپ نے جو جرم کیا ہے.... اس کی سزا کیا ہے؟"

"کک.... کیا ہے؟" وہ اور زرد پڑ گیا۔

"ملازمت سے آپ کو نکال دیا جائے گا.... پولیس آپ کو گرفتار کرلے گی.... اور اس کے بعد آپ پر مقدمہ چلے گا.... یہ مقدمہ ایک سال تک چلے.... دو سال تک چلے.... آخر فیصلہ سنایا جائے گا اور اس ثبوت کی موجودگی میں آپ کو سزا سنائی جائے گی.... جو زیادہ سے زیادہ تین سال ہو گی.... اگر یہ سب کچھ برداشت کر سکتے ہیں تو چند دن بعد آپ سے ہم عدالتِ میں ملاقات کریں گے اور اگر اس سارے چکر سے بچنا چاہتے ہیں تو...."

نوجوان کہتے کہتے رک گیا۔

"تو کیا؟" وہ جلدی سے بولا۔

"تو آپ کو ہمارا ایک کام کرنا ہو گا"۔

"اب آپ خود کو ہمارا کیوں کہہ رہے ہیں"۔

"جس نے مجھے آپ کے پاس بھیجا ہے.... وہ بھی تو اس سارے پروگرام میں شریک ہے نا.... لہٰذا ہم دونوں کے لیے ہمارا کا لفظ استعمال کر رہا ہوں"۔

"اوہ! آخر آپ کیا چاہتے ہیں مجھ سے؟"

"جنرل پوسٹ ماسٹر کے گھر آپ کا آنا جانا ہے.... ہے نا"۔ اس نے مسکرا کر کہا۔

وہ اس کی معلومات پر دھک سے رہ گیا۔

"ہاں.... ہے"۔ اس نے کھوئے کھوئے انداز میں کہا۔

"ان کی سیف میں ایک فائل ہے.... بس ہمیں وہ فائل چاہیے"۔

"لل.... لیکن.... بھلا میں فائل سیف میں سے کس طرح نکال کر سکتا ہوں.... میرا اس کے گھر میں آنا جانا ضرور ہے.... لیکن ایسا کام تو میں کسی صورت میں نہیں کر سکوں گا"۔

"تب پھر جیل جانے کے لیے تیاری کر لیں"۔

"نن نہیں"۔ وہ کانپ گیا۔

"ارے بھائی تو ترکیب مجھ سے سن لیں.... اور جا کر فائل

لے آئیں"۔ نوجوان ہنسا۔

"ترکیب.... کیا مطلب؟"

"فائل اڑانے کی ترکیب بھی آپ کو بتا دوں گا.... اس ترکیب کے ذریعہ آپ بہت آسانی سے فائل لا سکیں گے"۔

"آخر کیسے؟"

"پوسٹ ماسٹر جنرل.... یعنی سلمان آفاقی رات گئے تک دفتر میں کام کرتے ہیں.... آپ وہاں جائیں ان کی بیگم سے کہیں.... صاحب نے سیف سے ایک فائل منگائی ہے.... بس وہ فائل آپ کو نکال کر دے دیں گی"۔

"بالکل دے دیں گے.... میں ایسے کام ان کے کرتے رہتا ہوں.... لیکن جب انہیں فائل کے بارے میں معلوم ہو گا.... تو کیا میں اس صورت میں جیل نہیں جاؤں گا"۔

"نہیں جائیں گا.... یہی تو کمال ہے"۔

"میری سمجھ میں کچھ نہیں آ رہا"۔

"تو بھئی میں سمجھا دیتا ہوں نا"۔

"ہاں تو پھر سمجھائیں"۔

"فائل لے کر آپ باہر آ جائیں.... میں وہاں پر موجود ہوں گا.... میں ایک کار میں بیٹھا ہوں گا.... اور میرے پاس ایک خودکار مائیکرو کیمرہ ہو گا.... اس کے ذریعے اس فائل کی فلم بنا لوں گا.... اور فائل آپ کو واپس دے دوں گا، آپ اسی وقت جا کر وہ بیگم کو

واپس دے دیں گے.... یہ کہہ کر کہ صاحب نے فائل نہیں منگوائی تھی.... بھول سے لے گیا تھا"۔

"اس طرح پھر تو میں شک کی زد میں آؤں گا"۔

"بھئی تم کہہ سکتے ہو.... تم شام کے وقت سو گئے تھے.... تم نے خواب میں دیکھا کہ صاحب نے وہ فائل منگائی ہے.... جاگنے پر تمہیں یہی بات بس یاد رہ گئی.... اور تم سوچے سمجھے بغیر یہاں آ گئے.... لیکن جب تم فائل لے کر جا رہے تھے تو اس وقت تمہیں وہ خواب یاد آ گیا.... اور تم گھبرا گئے.... لہٰذا فائل واپس دینے کے لیے آئے ہو"۔

"اوہ.... اوہ.... اس طرح تو واقعی ہو سکتا ہے"۔ اس نے خوش ہو کر کہا۔

"اور تم پر کوئی شک بھی نہیں کر سکے گا"۔

"بالکل.... لیکن.... آپ کو اس فائل کی کیا ضرورت ہے؟"

"بس آپ یہ نہ پوچھیں.... جس کے لیے میں کام کرتا ہوں.... ایسی باتیں وہ کسی کو نہیں بتاتا.... یہاں تک کہ مجھے بھی نہیں"۔

"اوہ.... اوہ"۔ وہ دھک سے رہ گیا۔

"ہاں تو پھر.... تم اس کام کے لیے تیار ہو؟"

"ہاں بالکل"۔

"تب پھر فائل کا نام سن لو"۔

"لیکن اس سے پہلے میں وہ کھنڈر والی فلم دیکھنا چاہتا ہوں.... کیا خبر یہ سب جھوٹ ہو"۔ اس نے کہا۔

"او کے.... آؤ میرے ساتھ"۔

وہ اسے ایک چھوٹے سے گھر میں لے آیا.... وہاں فلم دیکھنے کا سامان موجود تھا.... اس نے فلم دیکھی.... وہی کچھ نظر آیا.... جو کھنڈر کے پاس ہوا تھا.... آخر اس نے ہتھیار ڈال دیے۔

"اب سنو.... فائل کا نمبر جی ٹو تھری"۔

"یعنی جی تئیس"۔ اس نے چونک کر کہا۔

"کیوں! کیا ہوا؟" نوجوان نے اسے گھورا۔

"اس.... اس فائل کا ذکر میں نے دفتر میں سنا ہے"۔

"میں نے کب کہا.... کہ اس میں کچھ نہیں ہے"۔

"لیکن آخر اس میں ہے کیا؟"

"وہ فائل دراصل.... سلمان آفاقی کی اپنی فائل نہیں ہے.... نہ اس فائل کا تعلق ان کے محکمے سے ہے.... بلکہ وہ فائل تو انہیں ایک اجنبی شخص نے دی تھی.... کہ وہ اس کو حکومت کے حوالے کر دیں.... لیکن انہوں نے فائل حکومت کو نہیں دی.... وہ اس فائل کو پڑھنے کی کوشش کرتے رہتے ہیں.... لیکن پڑھ نہیں سکے اور یہ بات بھی آپ کے حق میں جاتی ہے"۔

"کک.... کون سی بات؟"

"یہی کہ انہوں نے فائل حکومت کو نہیں دی.... اس طرح

اگر انہیں آپ کی اس حرکت کے بارے میں معلوم ہو جائے تب بھی وہ آپ کے خلاف کوئی کارروائی نہیں کر سکیں گے.... اس لیے کہ خود وہ مجرم ثابت ہو جائیں گے اس طرح"۔

"لیکن سوال یہ ہے کہ آپ کو یہ سب باتیں کس طرح معلوم ہیں؟"

"افسوس! میں اس بات کا جواب نہیں دے سکتا"۔

"اچھی بات ہے.... میں آج رات ہی یہ کام کروں گا.... آپ مجھے تیار ملئے گا"۔

"آپ فکر نہ کریں"۔

مغرب کے بعد اقبال گورا اپنے آفیسر کے گھر پہنچ گیا.... اس نے بیگم صاحبہ کو سلام کیا اور بولا

"صاحب نے سیف میں سے ایک فائل منگائی ہے.... فائل کا نمبر G-23 ہے"۔

"اچھی بات ہے.... آؤ بیٹھو"۔

اسے برآمدے میں بٹھا کر بیگم صاحبہ اندر چلی گئیں.... تھوڑی دیر بعد واپس لوٹیں تو ان کے ہاتھ میں ایک فائل تھی.... اس پر G-23 لکھا تھا.... وہ انہوں نے اقبال کو تھما دی.... فائل لے کر وہ باہر نکلا.... کچھ ہی فاصلے پر ایک کار میں وہ نوجوان نظر آیا.... وہ سیدھا کار کی طرف بڑھا.... جونہی وہ نزدیک پہنچا.... کار سے ایک ہاتھ باہر نکلا.... اس ہاتھ نے فائل تھام لی.... پھر فوری طور

پر ایک بے آواز پستول سے فائر کیا گیا.... گولی اقبال گورا کی پیشانی پر
لگی.... وہ تیورا کر گرا.... ساتھ ہی کار رفتار پکڑ چکی تھی جب تک
لوگ اس کے گرد جمع ہوتے.... کار غائب ہو چکی تھی.... کسی کو کار کا
نمبر دیکھنے کا خیال تک نہ آیا' اس لیے کہ فائر بے آواز تھا.... اقبال
گورا کو گرتے دیکھ کر پہلے تو لوگ یہ سمجھے کہ چکر کھا کر گر گیا
ہے.... اس لیے کسی نے کار کی طرف دیکھا تک نہیں.... وہ تو اس
وقت بوکھلائے جب انہوں نے اس کے سر سے خون بہتے دیکھا۔

اور پھر وہاں پولیس پہنچ گئی.... پولیس نے لوگوں کو پیچھے ہٹا
دیا.... اور پھر ایک سب انسپکٹر وہاں پہنچ گیا.... اس نے لاش کا معائنہ
کیا.... پہلے پولیس والوں سے.... پھر وہاں کھڑے لوگوں سے سوالات
کیے.... اتنے میں اس کا ایک ماتحت نزدیک آ گیا۔

"سر.... اس کی جیب سے یہ شناختی کارڈ نکلا ہے.... اور
ضرورت کی چند چیزیں ہیں' مثلاً" ایک کنگھا' سگریٹ کا پیکٹ' ایک
لائٹر اور چند کرنسی نوٹ اور بس"۔

سب انسپکٹر نے شناختی کارڈ دیکھا۔

اس کا نام اقبال گورا تھا.... اور یہ جنرل پوسٹ آفس میں
ملازم تھا.... بطور ڈاکیے کے۔

"او سر وہ سامنے جنرل پوسٹ ماسٹر کی کوٹھی ہے.... شاید یہ
اس کوٹھی میں کسی کام آیا تھا.... ہو سکتا ہے.... اسے فون کر کے بلایا
گیا ہو.... میرا خیال ہے.... اس کوٹھی سے اس کے بارے میں ضرور

کچھ معلوم کیا جا سکتا ہے"۔ پولیس مین نے پرجوش انداز میں کہا۔

"ہاں! ٹھیک ہے.... تم لوگ یہاں چوکس رہو.... میں کوشش
کرتا ہوں"۔ سب انسپکٹر نے کہا۔

"یس سر"۔ وہ بولا۔

سب انسپکٹر سلمان آفاقی کے دروازے پر پہنچا.... دستک دی تو
اندر سے بیگم آفاقی کی آواز سنائی دی۔

"جی فرمائیے"۔

"باہر سب انسپکٹر عاقل موجود ہے"۔

"اچھا تو پھر.... آپ کیسے آئے؟"

"شاید آپ کو ابھی تک معلوم نہیں ہوا"۔ اس نے کہا۔

"کیا مطلب.... کیا معلوم نہیں ہوا؟"

"آپ کی کوٹھی کے سامنے.... کچھ ہی فاصلے پر ایک شخص کو
قتل کر دیا گیا ہے"۔

"کک.... کیا.... نہیں!!!" وہ چلائیں۔

"اور جس شخص کو قتل کیا گیا ہے.... اس کا نام اقبال گورا
تھا"۔

"کیا!!" اس بار وہ پوری قوت سے چلائیں۔

"تو آپ انہیں جانتی ہیں؟"

"جانتی کیوں نہیں.... وہ سلمان آفاقی صاحب کا ماتحت تھا اور
آفاقی صاحب اکثر اسے گھر کسی کام سے بھیجتے رہتے تھے.... کبھی کوئی

سلمان بھیج دیتے ہیں تو کبھی دفتر کی کوئی فائل یا کاغذات اس کے ذریعے گھر بھیجتے تھے یا گھر سے منگواتے تھے.... اس وقت بھی.... ایک فائل لینے ہی آیا تھا.... ارے ہاں.... کیا لاش کے پاس سے کوئی فائل ملی؟"

"جی نہیں"۔

"کیا کہا.... نہیں ملی؟"

بیگم کے چیخنے کی آواز سنائی دی.... پھر ان کے بے ہوش ہو کر گرنے کی آواز گونج اٹھی۔

سب انسپکٹر کی بوکھلاہٹ کا کیا پوچھنا.... ایسے میں ایک کار وہاں آکر رکی۔

○☆○
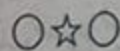
چھے ماہ پہلے

کار سے ایک صحت مند آدمی باہر نکلا۔

"کیا بات ہے جناب؟" اس نے عاقل کو مخاطب کیا۔

"آپ کون صاحب ہیں؟"

"خادم کو سلمان آفاقی کہتے ہیں"۔

"تب پھر پہلے آپ اندر جا کر خبر لیں.... اندر شاید آپ کی بیوی بے ہوش ہو چکی ہیں"۔

"ارے باپ رے.... یہ آپ نے کیا خبر سنائی"۔

یہ کہہ کر وہ اندر کی طرف دوڑے.... پھر پریشانی کے عالم میں باہر نکلے۔

"وہ بالکل بے ہوش ہیں.... ڈاکٹر کو بلانا ہو گا"۔

"تو پھر بلائیے جناب.... روکا کس نے ہے"۔ سب انسپکٹر نے منہ بنا کر کہا۔

اسی وقت ڈاکٹر کو فون کیا گیا.... وہ جلد پہنچ گیا' شاید اس کا کلینک نزدیک ہی تھا.... اس نے بیگم صاحبہ کو ایک انجکشن لگایا.... پھر بولا۔

"فکر نہ کریں.... یہ جلد ہوش میں آجائیں گی"۔

"اوہ اچھا.... شکریہ ڈاکٹر"۔

یہ کہہ کر سلمان آفاقی سب انسپکٹر کی طرف مڑے۔

"اب آپ بتائیں.... آپ کیسے آئے تھے؟"

"کیا آپ نے اب تک نہیں سنا"۔

"کیا نہیں سنا؟"

"باہر ایک آدمی کا خون کر دیا گیا ہے.... آپ کی کوٹھی کے سامنے"۔

"اوہ.... اچھا.... مجھے یہ بات آپ سے ہی معلوم ہوئی ہے"۔

"اور مرنے والے کا نام اقبال گورا تھا"۔ سب انسپکٹر عاقل نے بتایا۔

"کیا" اس بار سلمان آفاقی بہت زور سے چلایا۔

عین اس وقت ان کی بیگم نے آنکھیں کھول دیں.... ان کی کمزور آواز سنائی دی۔

"مم.... میں کہاں ہوں؟"

"بیگم.... یہ میں ہوں.... آپ اپنے کمرے میں ہی ہیں.... آپ کو کیا ہوا تھا؟"

"وہ.... انہوں نے خبر سنائی تھی کہ اقبال گورا کی باہر لاش ملی ہے.... مجھے ایک زبردست جھٹکا لگا اور میں بے ہوش ہو گئی"۔ انہوں نے کہا۔

"لیکن کیوں.... یہ تو خیر ٹھیک ہے کہ اقبال گورا ہمارے دفتر کا ملازم ہے.... لیکن اس کے قتل کی خبر نے آپ کو اس قدر صدمہ کیوں پہنچایا"۔ سلمان آفاقی نے حیران ہو کر پوچھا۔

"آپ نے اس کے ذریعے جو فائل منگوائی تھی.... وہ فائل لاش کے پاس نہیں ہے"۔

"مم.... میں نے فائل منگوائی تھی.... نہیں تو.... میں نے تو اس سے کوئی فائل نہیں منگوائی تھی.... ارے باپ رے.... وہ کون سی فائل لے گیا تھا"۔

"جی ۲۳"۔ بیگم نے بتایا۔

"کیا!!!" وہ چلائے.... اور اس بار وہ تڑ سے گرے اور بے ہوش ہو گئے۔

"ارے باپ رے.... یہ یہاں کیا ہو رہا ہے"۔ ڈاکٹر صاحب نے بوکھلا کر کہا۔

"اب آپ انہیں ہوش میں لانے کی کوشش کریں.... میں ذرا بیگم صاحبہ سے سوالات کر لوں"۔ سب انسپکٹر عاقل نے کہا اور پھر ان کی طرف بڑھا۔

"آپ مہربانی فرما کر پوری بات تفصیل سے بتائیں"۔

"وہ تھوڑی دیر پہلے آیا تھا' اس نے صرف اتنا کہا کہ صاحب فائل جی ۲۳ مانگ رہے ہیں' جو سیف میں ہے.... میں نے فائل سیف سے نکال کر اسے دے دی اور بس.... تفصیلات تو بس اتنی سی

ہیں.... پھر آپ نے آ کر مجھے اس کے قتل کی خبر سنائی تو فوری طور
پر میرا خیال فائل کی طرف گیا.... آپ نے بتایا کہ اس کے پاس کوئی
فائل نہیں ملی تو میں بے ہوش ہو گئی"۔

"کیا اس سے پہلے بھی سلمان آفاقی صاحب اس شخص اقبال
گورا کے ذریعے فائلیں وغیرہ منگواتے رہے ہیں"۔

"جی ہاں.... اکثر"۔

"ہوں اچھا.... اب یہ تو ان کے ہوش میں آنے پر ہی پتا چلے
گا کہ اس فائل میں کیا تھا"۔ یہ کہہ کر سب انسپکٹر سلمان آفاقی کی
طرف مڑ گیا۔

"آفاقی صاحب.... آپ کو کیا ہوا تھا.... کیا وہ فائل اس قدر
اہم تھی"۔

"جی.... جی نہیں"۔ انہوں نے کھوئے کھوئے انداز میں کہا۔

"آپ نے کیا فرمایا.... جی نہیں.... یعنی وہ فائل اہم نہیں
تھی.... تب پھر آپ بے ہوش کیوں ہو گئے تھے؟"

"میں نے یہ نہیں کہا کہ فائل اہم نہیں تھی"۔

"تب پھر؟"

"اس نمبر کی فائل کے بارے میں میرے علاوہ کسی کو معلوم
نہیں تھا.... پھر اقبال گورا کو کس نے بتایا"۔

"مم.... میں سمجھا نہیں جناب"۔ سب انسپکٹر نے بوکھلا کر
کہا۔

"وہ ایک بہت خفیہ قسم کی فائل تھی.... اس کے بارے
میں.... میں نے کسی کو نہیں بتایا تھا.... آخر اقبال گورا وہ فائل کس
طرح لے گیا.... اور اسے قتل کر کے فائل کون لے گیا"۔

"یہ تو بہت زیادہ الجھن والا معاملہ شروع ہو گیا ہے.... خیر
پہلے آپ یہ بتائیں.... فائل میں تھا کیا"۔

"افسوس! میں نہیں جانتا"۔

"کیا فرمایا.... آپ نے.... آپ نہیں جانتے؟"

"ہاں! میں نے یہی کہا ہے.... میں نہیں جانتا.... اس فائل
میں کیا تھا"۔

"کیا آپ ایک عجیب بات نہیں کر رہے جناب"۔ انسپکٹر
عاقل نے حیران ہو کر کہا۔

"یہ ٹھیک ہے.... یہ بات میرے لیے بہت عجیب تھی....
لیکن بات ہے یہی"۔

"آخر کیسے؟"

"یہ ایک حیرت انگیز کہانی ہے"۔

آپ کا مطلب ہے.... اس فائل کی کہانی؟"

"ہاں.... بالکل"۔

"اور وہ کہانی کیا ہے جناب.... شاید وہ کہانی اس قتل کے معمے
کو حل کر دے"۔

"آج سے چھ ماہ پہلے ایک رات ایک اجنبی میرے گھر آیا

تھا.... اس نے بتایا تھا کہ کچھ خونخوار لوگ اس کے پیچھے ہیں.... وہ موت بن کر اس کا تعاقب کر رہے ہیں.... اور اسے ہر حال میں مار ڈالنے پر تلے ہوئے ہیں.... میری ایک امانت آپ اپنے پاس رکھ لیں.... اگر میں ان کے ہاتھوں سے بچ گیا تو آکر اپنی امانت واپس لے لوں گا.... اگر نہ آسکا تو آپ صرف چھ ماہ میرا انتظار کیجئے گا.... اس کے بعد آپ وہ فائل محکمہ سراغرسانی کے انسپکٹر جمشید کو دے دیجئے گا.... لیکن اس سے پہلے نہ دیجئے گا.... اس لیے کہ ہو سکتا ہے.... ان لوگوں سے بچنے کے لیے مجھے کہیں چھپنا پڑے.... پھر میں کئی ماہ تک چھپا ہی رہوں گا.... اور آخر کار واپس آکر اپنی امانت لے لوں گا.... پھر میں خود یہ فائل انہیں دوں گا اور اس فائل کے بارے میں چند ضروری باتیں انہیں بتاؤں گا.... یہ ہے اس فائل کی کہانی.... فائل کاغذ میں اچھی طرح لپٹی ہوئی تھی.... میں نے کاغذ اتار کر دیکھا.... تو اس میں فائل تھی.... اس کے سرورق پر G-23 لکھا تھا.... میں نے اس کو سیف میں رکھ دیا.... اس وقت تک قریباً ساڑھے پانچ ماہ گزر چکے ہیں.... وہ لوٹ کر نہیں آیا.... مزید پندرہ دن گزرنے پر میں وہ فائل انسپکٹر جمشید کے حوالے کرتا.... لیکن اب.... اب کیا ہو گا.... میں تو وہ انہیں نہیں دے سکوں گا"۔

"لیکن آپ بے ہوش کیوں ہو گئے تھے؟"

"یہی سوچ کر.... کہ امانت جو ہاتھ سے نکل گئی.... نہ جانے اس میں کیا تھا.... وہ کس قدر اہم تھی"۔ انہوں نے کہا۔

"کیا آپ نے فائل کو کھول کر نہیں دیکھا تھا؟"

"ہاں! میں اس کو دیکھنے پر مجبور ہو گیا تھا.... اس لیے کہ سپنس نے میری راتوں کی نیند اڑا دی تھی"۔

"تب پھر.... اس میں کیا تھا؟" سب انسپکٹر نے بے قراری کے عالم میں کہا۔

"افسوس.... میں نہیں بتا سکتا"۔

"کیا مطلب.... آپ نہیں بتا سکتے.... لیکن کیوں.... کیوں نہیں بتا سکتے"۔ سب انسپکٹر نے چیخ کر کہا۔

"اس لیے کہ.... فائل لکھنے کے لیے جو زبان استعمال کی گئی تھی.... وہ مجھے نہیں آتی تھی.... وہ انگریزی، فرانسیسی یا لاطینی وغیرہ تو تھی نہیں.... ورنہ میں یہ ضرور جان لیتا کہ وہ ہے کون سی زبان.... اور اس زبان کے کسی ماہر کو بلا کر اس کو پڑھواتا بھی ضرور.... لیکن افسوس.... مجھے پتا ہی نہیں چل سکا کہ وہ کون سی زبان ہے"۔

"کہانی بہت سسپنس فل ہے.... میرا خیال ہے.... یہ معاملہ انسپکٹر جمشید صاحب کے ہی حوالے کرنا پڑے گا"۔ سب انسپکٹر نے کہا۔

"اسی وجہ سے میں پریشان ہوں.... میں انہیں کیا جواب دوں گا.... وہ فائل کہاں سے لا کر دوں گا انہیں"۔

"لیکن اس میں آپ کا کیا قصور.... فائل ان لوگوں نے ہی حاصل کر لی ہے جو اس کے پیچھے شروع سے تھے.... جن سے بچنے

کے لیے اجنبی آپ کے گھر میں داخل ہوا تھا.... اور پھر فائل دے کر چلا گیا تھا.... میرا خیال ہے.... آپ انسپکٹر جمشید کو فون کریں.... وہ اس قسم کے معاملات کے ماہر ہیں.... ہم لوگ تو بس چوری چکاری کے معاملات کو دیکھ سکتے ہیں.... پراسرار قسم کے معاملات ہم لوگوں کے بس کے نہیں ہوتے"۔

"اچھی بات ہے.... اب یہی کرنا ہو گا"۔

اور پھر انسپکٹر جمشید کے نمبر ملائے گئے.... اس وقت سورج غروب ہونے والا تھا.... دفتر سے بتایا گیا کہ وہ گھر جا چکے ہیں.... اب گھر کے نمبر ڈائل کیے گئے.... ایک لڑکے کی آواز سنائی دی۔

"جی.... فرمایئے.... اگرچہ میں جانتا ہوں' آپ ہمارے لیے کچھ مشکلات کھڑی کرنے کا پروگرام بنا چکے ہیں"۔

"کیا مطلب جناب.... میں سمجھا نہیں آپ کیا کہنا چاہتے ہیں؟"

"پہلے تو آپ یہ بتایئے.... آپ کون صاحب ہیں.... پھر میں ضرورت سمجھی تو اپنی بات کی وضاحت کروں گا"۔

"میرا نام سلمان آفاقی ہے.... جنرل پوسٹ ماسٹر ہوں.... ۹ شان روڈ پر رہتا ہوں.... یہاں میرے ساتھ ایک حیرت انگیز معاملہ ہو گیا ہے.... یہاں موجود پولیس آفیسر کا خیال ہے.... انسپکٹر جمشید اس معاملے سے اچھی طرح نبٹ سکیں گے"۔

"ان پولیس آفیسر سے بات کرائیں آپ میری"۔ دوسری

طرف سے کہا گیا۔

"لیجئے جناب.... وہ آپ سے بات کرنا چاہتے ہیں.... کیا انسپکٹر جمشید بالکل بچے سے ہیں؟" انہوں نے حیران ہو کر کہا۔

"نہیں.... لیکن فون پر ان کے بیٹے ہوں گے"۔

"اوہ ہاں! ضرور یہی بات ہے.... خیر.... آپ بات کریں"۔

"ہاں جناب! فرمائیں"۔ سب انسپکٹر عاقل نے کہا۔

"آپ کا نام؟"

"خادم کو سب انسپکٹر عاقل بیگ کہتے ہیں"۔

"اللہ تعالیٰ آپ کو مزید عاقل بنائے"۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"جی.... میں سمجھا نہیں"۔

"کیا نہیں سمجھے آپ"۔

"آپ نے یہ دعا کیوں دی؟" اس نے منہ بنایا۔

"بھئی دعا دینا کوئی بری بات تو نہیں"۔

"ہاں! یہ تو ہے"۔ اس نے گڑبڑا کر کہا۔

"یہاں کیا معاملہ ہے؟"

اس نے جلدی جلدی لاش اور فائل اور فائل دینے والے کی وصیت کے بارے میں بتایا۔

"ہوں.... یہ تو واقعی بہت پیچ دار معاملہ ہے.... اچھا ہم آ رہے ہیں"۔

"شکریہ جناب"۔

فون بند کر کے وہ ان کی طرف مڑا۔

"لیجیے.... وہ آ رہے ہیں.... آپ کے حق میں یہ بہتر ہو گیا.... اب وہ سارے معاملے کو خود دیکھ لیں گے.... آپ کو پریشان نہیں ہونا پڑے گا"۔

"اللہ کرے ایسا ہی ہو.... میں تو بہت الجھن محسوس کر رہا ہوں"۔

"آپ کو معلوم نہیں ان کے بارے میں.... وہ بہت حیرت انگیز ہیں"۔

"آپ کا مطلب ہے.... انسپکٹر جمشید؟" سلمان آفاقی نے پوچھا۔

"صرف انسپکٹر جمشید نہیں.... ان کے بچے بھی"۔

"ہاں! بات کرنے کے انداز سے تو یہی معلوم ہو رہا تھا.... اچھا خیر"۔ انہوں نے سرد آہ بھری۔

اور پھر ان کے دروازے کی گھنٹی بجی.... اس وقت سب انسپکٹر لاش کی دیکھ بھال کے لیے جا چکا تھا.... انہوں نے دروازہ کھولا تو باہر ایک کار کے پاس دو لڑکے اور ایک لڑکی کھڑے نظر آئے۔

"فرمایئے.... آپ لوگ کیا چاہتے ہیں؟" سلمان آفاقی نے پوچھا۔

"جی ہم کیا چاہیں گے.... چاہنا تو اب آپ کو ہے"۔

"میں سمجھا نہیں"۔ وہ حیران ہو کر بولے۔

"آپ نے خود ہی تو فون کیا تھا"۔

"اوہ.... تت.... تو کیا.... آپ لوگ وہ ہیں"۔ وہ گڑبڑا کر بولے۔

"خدا کا شکر ہے.... آپ نے ہمیں بڑے وہ نہیں کہہ دیا.... ہمارے نام محمود، فاروق اور فرزانہ ہیں.... انسپکٹر جمشید ہمارے والد ہیں"۔

"اوہ.... لیکن وہ کیوں نہیں آئے؟"

"جب آپ کا فون ملا.... وہ گھر نہیں تھے.... چند منٹ پہلے ہی کسی کا فون آیا تھا اور انہیں جانا پڑ گیا تھا.... ہمارے ساتھ تو دن رات اسی طرح ہوتا رہتا ہے"۔

"ہوں.... اچھا خیر.... آیئے"۔

وہ انہیں ڈرائنگ روم میں لے آئے۔

"آپ باہر لاش دیکھ کر آئے ہیں"۔

"ہاں! لیکن ابھی ہم نے باقاعدہ معائنہ نہیں کیا.... پہلے آپ کی باتیں سنیں گے.... پھر لاش کا رخ کریں گے.... ان میں سے ایک نے کہا۔

"تشریف رکھیے.... میں بتاتا ہوں"۔

وہ اگرچہ سب انسپکٹر عاقل کی زبانی مختصر طور پر بات سن چکے تھے.... لیکن اب ان کی زبانی بھی انہوں نے پوری بات غور سے

سنی.... پھر اٹھ کھڑے ہوئے۔

"آپ کی کہانی ہم نے سن لی.... اب ذرا ہم لاش کی کہانی سنیں گے"۔

"کک.... کیا.... کیا کہا.... لاش کی کہانی"۔ دوسرے لڑکے نے کھوئے کھوئے انداز میں کہا۔

"کیوں.... تمہیں کیا ہوا فاروق؟" فرزانہ نے حیرت زدہ انداز میں پوچھا۔

"میرا مطلب ہے.... یہ تو کسی ناول کا نام ہو سکتا ہے"۔

"یہ کیا بات ہوئی؟" سلمان فاروقی نے حیران ہو کر کہا۔

"ابھی بے شمار باتیں آپ کے سامنے آئیں گی.... جو آپ کی سمجھ میں نہیں آئیں گی.... لہٰذا آپ ابھی سے پریشان نہ ہوں.... ہم پہلے لاش کو چیک کریں گے.... پھر آپ کی طرف لوٹ کر آئیں گے"۔

"جی اچھا.... معافی چاہتا ہوں.... میں آپ کے ساتھ نہیں جا سکتا.... لاش دیکھ کر میرا سر چکرانے لگا تھا"۔

"کوئی بات نہیں.... اسے دیکھنے کے لیے ہم ہی بہت کافی ہیں"۔

اب وہ لاش کے پاس آئے۔

"آپ نے اب تک کوئی نتیجہ نکالا؟"

"جی صرف اتنا کہ فائل اڑا لے جانے والا چاہتا تھا.... ڈاکیا

اس کے بارے میں کسی کو کچھ نہ بتا سکے.... یعنی اس کا حلیہ وغیرہ"۔

"لیکن بات صرف حلیئے کی نہیں ہو سکتی.... یعنی قاتل نے اسے صرف اس لیے قتل نہیں کیا ہو گا.... کہ وہ اس کا حلیہ نہ بتا دے.... جی نہیں.... اپنا حلیہ تو وہ تبدیل کر کے یہ کام کر سکتا تھا"۔

"جی.... جی.... کیا مطلب.... پھر آپ کے خیال میں کیا بات ہو سکتی ہے"۔ سب انسپکٹر عاقل نے کہا۔

"اس معاملے سے اس ڈاکیے کا گہرا تعلق ہے.... صرف اتنی سی بات کی بنیاد پر وہ اسے قتل نہیں کر سکتا تھا کہ کہیں یہ اس کا حلیہ نہ بتا دے.... اور اس کا ثبوت یہ ہے کہ سلمان آفاقی نے اس سے وہ فائل نہیں منگوائی تھی.... اس کا صاف مطلب ہے.... قاتل نے پہلے اس سے یہ کام لیا.... یعنی اسے لالچ دیا.... اس کے ذریعے فائل منگوائی.... کیونکہ اس قسم کے کام ڈاکیہ سلمان آفاقی کے لیے کرتا رہتا تھا"۔

"ہوں.... واقعی.... آپ لوگ کمال کے ہیں"۔

"جی نہیں تو.... آپ کو خوش فہمی ہوئی ہے.... ہم تو انسپکٹر جمشید کے ہیں"۔ فاروق نے مسکرا کر کہا۔

"اوہ.... آپ میرا مطلب غلط سمجھے ہیں"۔

"خیر کوئی بات نہیں.... اب ہم کوشش کریں گے کہ آپ کا مطلب ہرگز غلط نہ سمجھیں"۔ محمود مسکرایا۔

اب انہوں نے لاش کو بغور دیکھا.... گولی چونکہ بہت نزدیک

سے ماری گئی تھی.... اس لیے اس کے سر پر بارود کے نشانات موجود تھے.... اس کی کھلی آنکھوں سے اب تک حیرت جھانک رہی تھی.... شاید اسے اپنے اس انجام کے بارے میں گمان بھی نہیں گزرا تھا.... گولی ٹھیک پیشانی کے درمیان میں لگی تھی.... اور دماغ میں ہی کہیں رہ گئی تھی.... کھوپڑی کو توڑ کر دوسری طرف سے نکلی نہیں تھی۔

"وہ ایک چھوٹا سا پستول تھا جس سے فائر کیا گیا.... قاتل پہلے ہی پوری طرح تیار تھا.... جونہی اس نے فائل قاتل کو دی، اس نے فائر کر دیا.... پستول بے آواز تھا.... کسی کو اس وقت پتا نہیں چلا کہ کیا ہوا ہے.... جب پتا چلا تو کار جا چکی تھی.... مطلب یہ کہ قاتل ماہر تھا.... اسے اپنی کامیابی کا یقین تھا، گویا.... وہ اس قسم کے کام پہلے بھی کرتا رہتا ہے"۔

"ہوں! لیکن ہمیں ان باتوں سے کیا فائدہ.... ہمیں تو دیکھنا یہ ہے کہ یہ چکر کیا ہے.... فائل میں کیا تھا.... جس شخص نے فائل سلمان آفاقی کو دی تھی.... وہ کون تھا.... قاتل کو اس فائل کے بارے میں کیسے معلوم ہو گیا تھا.... سب سوالات جواب طلب ہیں.... اور قاتل یہاں اپنا کوئی سراغ نہیں چھوڑ گیا.... کار پختہ سڑک پر کھڑی کی تھی اس نے.... لہٰذا ٹائروں کے نشانات بھی نہیں مل سکتے.... اب ان کے سوا کیا کہا جا سکتا ہے.... کہ لاش اٹھوا دی جائے.... ہم ذرا اس کے گھر کا چکر لگائیں گے.... ہو سکتا ہے وہاں سے کوئی سراغ لگ جائے"۔ محمود نے جلدی جلدی کہا۔

سب انسپکٹر عاقل نے سر ہلا دیا.... اور وہ اپنی کار میں بیٹھ کر ڈاکیے کے گھر پہنچ گئے.... دستک کے جواب میں اندر سے ایک عورت کی آواز سنائی دی۔

"جی.... کیا بات ہے؟"

"اقبال گورا کا گھر یہی ہے محترمہ؟"

"جی ہاں.... لیکن وہ اس وقت گھر میں نہیں ہیں"۔ اندر سے کہا گیا۔

"آپ کون ہیں؟" محمود نے پوچھا۔

"میں.... میں ان کی بیوی ہوں"۔

"گھر میں اور کون کون ہے؟"

"ان کے والد.... ان کی والدہ.... اور بس"۔

"ہمیں افسوس ہے.... ہمیں ذرا اس گھر کی تلاشی لینا ہے"۔

"کیا مطلب.... تلاشی لینا ہے"۔

"جی ہاں! ہمارا تعلق پولیس سے ہے"۔

"پ.... پولیس.... کیا مطلب.... پولیس کو ہمارے گھر کی تلاشی لینے کی کیا ضرورت پیش آ گئی"۔ عورت نے بوکھلا کر کہا۔

"آپ ہمارے کاغذات دیکھنا چاہیں تو دیکھ لیں.... پھر پہلے ہم تلاشی لیں گے.... اس کے بعد بات بتائیں گے"۔

"کیا.... یہ بہتر نہیں ہو گا کہ انہیں آ لینے دیں اور آپ تلاشی ان کی موجودگی میں لیں"۔

"جی نہیں.... ہمارے پاس اتنا وقت نہیں ہے"۔
"اچھی بات ہے.... آپ اندر آجائیں.... ہم ایک طرف ہو
جاتے ہیں"۔
"ضرور.... کیوں نہیں"۔
پھر وہ اندر داخل ہوئے.... صحن میں اقبال کے والد بیٹھے نظر
آئے.... ان کی آنکھوں میں الجھن تھی۔
"آپ لوگ تو بچے ہیں؟"
"جی ہاں.... لیکن ہمارا تعلق محکمہ سراغرسانی سے ہے....
آپ پسند کریں تو ہمارے کاغذات دیکھ لیں"۔
"ہاں! دکھا ہی دیں"۔
انہوں نے اپنے کاغذات دکھا دیئے۔
"آخر مسئلہ کیا ہے؟" بوڑھا بولا۔
"ابھی بتاتے ہیں.... پہلے ذرا ہم اقبال کے کمرے کی تلاشی
لیں گے"۔
"آیئے.... میں آپ کے ساتھ چلتا ہوں"۔
"ضرور.... کیوں نہیں.... لیکن پہلے آپ ہماری تلاشی لے
لیں"۔
"کیا مطلب.... میں پہلے آپ کی تلاشی لے لوں"۔
"ہاں! اس لیے کہ بعد میں آپ کہہ سکتے ہیں کہ یہ چیز جو
اس گھر سے برآمد کی گئی ہے، یہ تو ہم اپنے ساتھ چھپا کر لائے

تھے"۔
"نہیں.... ہم ایسا کیوں کہیں گے.... اور یہاں سے بھلا آپ
کیا برآمد کریں گے.... یہ ایک غریب ڈاکیے کا گھر ہے"۔
"یہی تو دیکھنا ہے.... یہ ایک غریب ڈاکیے کا گھر ہے یا امیر
ڈاکیے کا"۔
کیا مطلب.... میں سمجھا نہیں"۔ اس نے حیران ہو کر کہا۔
"ابھی معلوم ہو جائے گا.... آپ پہلے ہماری تلاشی لے
لیں"۔
"میں اس کی ضرورت محسوس نہیں کرتا"۔
"اچھی بات ہے.... آپ ہمارے ساتھ تو چلیں نا"۔
"ہاں! ضرور.... کیوں نہیں.... یہ میں کروں گا"۔
وہ اس کے ساتھ اقبال گورا کے کمرے میں آئے.... اب
انہوں نے کمرے کی تلاشی شروع کی.... بہت جلد انہوں نے ایک
ٹرنک میں چھپائے ہوئے پینتالیس ہزار روپے نکال کر فرش پر ڈھیر کر
دیئے۔
"یہ.... یہ.... یہ کیا؟"
"یہ وہ رقم ہے.... جو اقبال صاحب نے کسی سے وصول کی
ہے.... تاکہ وہ اپنے آفیسر کے گھر سے ایک فائل لا کر اسے دے
دے"۔
"کسے دے دے؟" باپ نے حیران ہو کر کہا۔

"جس نے اسے یہ رقم دی"۔

"میری تو کچھ سمجھ میں نہیں آ رہا"۔

"ہمیں افسوس ہے"۔ محمود نے دکھ بھرے انداز میں کہا۔

"افسوس.... کس بات پر افسوس ہے"۔ اس نے چونک کر کہا۔

"اس بات پر کہ ہمارے پاس آپ کے لیے کوئی اچھی خبر نہیں ہے"۔

"جلدی بتائیں.... کیا بات ہے"۔

محمود نے انہیں ساری بات بتا دی.... پہلے تو وہ چلا اٹھے۔

"نن نہیں.... نہیں"۔

اور پھر رونے لگا.... ساتھ والے کمرے سے بھی رونے کی آواز سنائی دی.... ان کے دل بوجھل ہو گئے.... وہ جلدی سے باہر نکل آئے.... بوڑھا باپ دوڑ کر ان تک آیا۔

"میرے.... میرے بیٹے کی لاش کہاں ہے.... وہ ہمیں کب ملے گی"۔

"تین گھنٹے بعد مل سکے گی.... ہم خود یہاں بھجوائیں گے"۔

یہ کہہ کر وہ چلے آئے۔

"کیا یہ کہانی بس اتنی سی ہے.... کہ ایک نامعلوم آدمی چھ ماہ پہلے سلمان آفاقی پوسٹ ماسٹر جنرل سے ملاقات کی.... ا اسے ایک فائل بطور امانت دی.... یہ کہہ کر کہ وہ اس فائل کو لے

کے لیے اگر چھ ماہ تک نہ آ جائے تو وہ اس فائل کو انسپکٹر جمشید کے حوالے کر دیں.... لیکن چھ ماہ گزرنے پر کسی نامعلوم آدمی نے وہ فائل ڈاکیے کے ذریعے حاصل کر لی اور اسے قتل کر دیا.... کیا یہ کہانی بس اتنی سی ہے؟" محمود یہاں تک کہہ کر چپ ہو گیا۔

"نہیں"۔ فرزانہ نے انکار میں سر ہلایا۔

"کیا کہا.... نہیں"۔

"ہاں! جہاں تک میرا خیال ہے.... کچھ لوگ مسلسل اس کے پیچھے لگے رہے.... یعنی اس شخص کے اور فائل کے.... آخر انہوں نے اسے پکڑ لیا اور زبردستی اس سے معلوم کرنے کی کوشش کی کہ فائل کہاں ہے.... آخر اس نے بتا دیا کہ فائل اس نے سلمان آفاقی کے حوالے کی تھی.... اب اس کے بعد والی کہانی بہت عجیب ہے.... انہوں نے زبردستی اس سے فائل حاصل کرنے کی کوشش نہیں کی.... بلکہ اس کے لیے اس کے ڈاکیے کو چارہ بنایا.... انہوں نے ڈاکیے کو پینتالیس ہزار کا لالچ دیا.... کہ وہ فائل آفاقی صاحب کے گھر سے لا دے.... تو وہ اسے پینتالیس ہزار دیں گے.... لیکن جب اس نے یہ کام کرنے کا ارادہ ظاہر کیا تو رقم غالباً" ایڈوانس طلب کی.... انہوں نے اس کا مطالبہ مان لیا اور رقم اسے دے دی.... اس طرح وہ آفاقی صاحب کے گھر پہنچ گیا.... ان کی بیوی سے فائل مانگی.... یہ کہہ کر کہ آفاقی صاحب منگوا رہے ہیں.... انہوں نے نکال کر دے دی.... وہ جونہی فائل لے کر باہر نکلا.... قاتل تیار تھا' اس نے فائل لی

فائر کیا اور یہ جا وہ جا.... یہ تو ہے کہانی.... لیکن اس کہانی میں ایک بہت زوردار الجھن ہے"۔

"کک.... کیا کہا.... زوردار الجھن"۔ فاروق نے کھوئے کھوئے انداز کہا۔

"ہاں! کیوں.... کیا زوردار الجھن نہیں ہو سکتی؟" محمود نے اسے گھورا۔

"ضرور ہو سکتی ہے.... اس لیے کہ اس دنیا میں کیا نہیں ہو سکتا"۔ فرزانہ مسکرائی۔

"مطلب یہ کہ آخر قاتل کو کیسے پتا چل گیا کہ آفاقی صاحب اقبال گورا سے اس قسم کے کام لیتے رہتے ہیں"۔

"کیا!!!"

دونوں زور سے چلا اٹھے۔

○☆○

سٹی گم

تینوں نے حیرت زدہ انداز میں ایک دوسرے کی طرف دیکھا۔

"یہ واقعی ایک بہت اہم سوال ہے اور ہمیں یہ سوال سلمان آفاقی صاحب سے پوچھنا چاہیے.... ہو سکتا ہے.... وہ اس بارے میں کچھ بتا سکیں"۔

"آؤ پھر پہلے یہی بات پوچھ لیں ان سے"۔

وہ ایک بار پھر سلمان آفاقی کے گھر پہنچے' انہوں نے حیران ہو کر ان کی طرف دیکھا۔

"بہت جلد پھر آ گئے آپ"۔

"ہمیں تو جناب! اب اسی طرح چکر پر چکر لگانا پڑیں گے.... جب تک کیس ختم نہیں ہو جاتا.... ہم مجرم کو پکڑ نہیں لیتے.... ہمارا یہی حال رہے گا"۔

"آپ جیسے اور لوگ پولیس کے محکمے میں آج تک نظر نہیں آئے"۔

"کچھ ہیں ضرور"۔ محمود مسکرایا۔

"ہوں گے.... خیر فرمائیں.... اب میں کیا خدمت کر سکتا

ہوں؟"

"اس کیس میں جو سب سے عجیب بات ہے.... وہ یہ ہے کہ مجرم کو یہ کیسے معلوم تھا کہ آپ اقبال گورا کے ذریعے گھر سے فائلیں وغیرہ منگواتے رہتے ہیں"۔

"اس بات پر تو مجھے بھی حیرت ہے.... تاہم یہ کوئی ایسی خفیہ بات نہیں.... دفتر کے کئی لوگ یہ بات جانتے ہوں گے.... دوسرے یہ کہ مجرم لوگ پہلے اس قسم کی معلومات حاصل کرتے ہیں.... پھر اپنی سازش شروع کرتے ہیں.... اب جن لوگوں کو مجھ سے وہ فائل حاصل کرنا تھی.... انہوں نے پہلے یہ سوچا ہو گا کہ وہ اس سلسلے میں کیا قدم اٹھا سکتے ہیں.... کیا کیا طریقہ اختیار کر سکتے ہیں.... اس طرح ان کے علم میں یہ بات آئی ہو گی"۔

"پھر بھی یہ بات عجیب سی معلوم ہوتی ہے"۔

"مجھے بھی.... اس میں کوئی شک نہیں"۔

"او کے.... آپ اس اجنبی کا حلیہ بتائیں.... جس نے فائل آپ کو دی تھی.... اور پھر لوٹ کر نہ آیا"۔

"ہاں! اس کا حلیہ مجھے اچھی طرح یاد ہے.... وہ گورے رنگ کا دبلا پتلا آدمی تھا.... سیاہ آنکھیں.... ناک بہت پتلی سی اور اوپر کو اٹھی ہوئی.... دائیں گال پر ایک سیاہ سا ابھرا ہوا تل.... بال بھی گہرے سیاہ تھے اس کے"۔

"یہ.... یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں جناب"۔ محمود نے بوکھلا کر

کہا۔

"کک.... کیوں.... کیا ہوا؟" وہ حیران رہ گئے۔

"اوہ نہیں.... آؤ بھئی.... جلدی"۔ یہ کہہ کر محمود اٹھ کر دروازے کی طرف دوڑا۔

"ارے ارے.... مجھے تو کچھ بتاتے جائیں"۔

"واپس آ کر بتائیں گے.... اس وقت نہیں بتا سکتے"۔ محمود چلا اٹھا۔

"حد ہو گئی"۔ انہوں نے بھنا کر کہا۔

اور وہ کار میں بیٹھ کر کار کو ہوا کر چکے تھے۔

"کیا سوجھ گئی آخر"۔

"میں اس حلیے کے آدمی کو جانتا ہوں.... اور ہم سیدھے وہیں جا رہے ہیں"۔ محمود نے پرجوش انداز میں کہا۔

"اوہ.... یہی تو ہم جاننا چاہتے ہیں.... وہ کون ہے"۔

"ابھی تم دیکھ ہی لو گے"۔

اور پھر وہ اکرام کے دفتر کے سامنے رکے.... اکرام نے انہیں دیکھا.... مسکرایا اور بولا۔

"کسی خاص الجھن میں نظر آتے ہو"۔

"ایک حلیہ سن لیں"۔ محمود نے کھوئے کھوئے انداز میں کہا۔

"ہوں.... سناؤ"۔ وہ مسکرایا۔

"گورا رنگ دبلا پتلا جسم.... سیاہ آنکھیں، ناک کی نوک اوپر کو اٹھی ہوئی.... اور پتلی سی ناک.... بال سیاہ رنگ کے.... یہ حلیہ کس کا بھلا"۔

"انسپکٹر جاسی کا.... جو آپ لوگوں کا بدترین دشمن ہے"۔

"میرا بھی یہی خیال تھا"۔ محمود مسکرایا۔

"لیکن یہ حلیہ کس سلسلے میں سامنے آیا"۔

اب محمود نے اکرام کو ساری بات بتائی تو اکرام بری طرح اچھلا اور بولا۔

"نہیں.... پھر وہ کوئی اور ہو گا.... انسپکٹر جاسی میں ایسے کام کرنے کی کوئی صلاحیت نہیں"۔

"ہاں یہی بات لگتی ہے.... اس حلیے کا کوئی اور آدمی ہو گا وہ"۔

"لیکن سوال یہ ہے کہ ہم کیا کریں"۔

"انسپکٹر صاحب سے بات کریں.... اس بارے میں وہ زیادہ بہتر مشورہ دے سکتے ہیں"۔

"وہ گھر نہیں آئے.... دفتر سے فارغ ہو کر گھر پہنچے ہی نہیں.... نہ ہمیں ان کے بارے میں کوئی بات معلوم ہے"۔ محمود نے کہا۔

"اور کیا یہ بات عجیب نہیں"۔

"صرف عجیب ہی نہیں.... غریب بھی ہے.... لیکن ہم کیا کر

سکتے ہیں"۔

"او کے.... میں انسپکٹر جاسی کو یہیں کیوں نہ بلا لوں"۔

"اس کی کیا ضرورت؟"

"اسے چیک تو کر لیں.... کیا خبر.... فائل اسی نے سلمان آفاقی کے حوالے کی ہو"۔

"نہیں.... اس بات کا دور دور تک کوئی امکان نہیں ہے"۔

"بات کرنے میں کوئی حرج بھی نہیں ہے"۔

"چلیے پھر کریں فون"۔ فرزانہ مسکرائی۔

اکرام نے انسپکٹر جاسی کے پولیس اسٹیشن کے نمبر ڈائل کیے.... وہاں سے بتایا گیا کہ وہ گھر گئے ہیں.... اب انہوں نے گھر کے نمبر ڈائل کیے.... دوسری طرف سے اس کی آواز سنائی دی۔

"مہربانی فرما کر انسپکٹر جاسی صاحب سے بات کرائیں"۔

"کون صاحب بات کر رہے ہیں"۔

"سب انسپکٹر اکرام"۔

"اچھا"۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

پھر انسپکٹر جاسی کی کھردری آواز سنائی دی۔

"ہیلو انسپکٹر اکرام.... کیسے فون کیا.... کیا تمہارے انسپکٹر جمشید گم ہو گئے ہیں؟"

"آپ سے کچھ کام ہے.... آپ آنا پسند کریں گے یا ہم آئیں"۔

"ہم سے کیا مراد.... تمہارے ساتھ اور کون آئے گا.... کیا
انسپکٹر جمشید؟" اس نے کھردری آواز میں کہا۔

"نہیں.... ان کے تینوں بچے"۔

"اوہ اچھا.... لیکن بات کیا ہے.... میری ضرورت کس سلسلے
میں پیش آگئی ہے"۔

"آپ کی ضرورت ہمیں سلمان آفاقی والی فائل کے سلسلے
میں پیش آگئی ہے"۔

"کیا!!!" وہ چلا اٹھا۔

اور ساتھ ہی وہ بری طرح اچھلے.... ان کی آنکھیں مارے
حیرت کے پھیلتی چلی گئیں.... اور منہ کھلے کے کھلے رہ گئے۔

○

انسپکٹر جمشید نے ہوٹل شاہی کے کمرہ نمبر ۳۰ کے دروازے پر
دستک دی اندر سے فوراً" کسی نے کہا۔

"آجائیے"۔

وہ اندر داخل ہوئے۔

اندر ایک عجیب و غریب سا آدمی بیٹھا تھا۔

"تشریف رکھیے"۔

اس نے سرسراتی آواز میں کہا۔

"آپ نے مجھے یہاں کیوں بلایا ہے"۔

انسپکٹر جمشید نے پرسکون آواز میں پوچھا۔

آپ کی بھلائی کے لیے"۔

اس آدمی نے مسکرا کر کہا۔

"یہی الفاظ آپ نے فون پر کہے تھے"۔ انہوں نے جل کر
کہا۔

"ہاں! میں نے یہی کہا تھا.... اگر آپ اپنی بھلائی چاہتے
ہیں.... تو گھر پہنچنے سے پہلے اور کسی کو کچھ بتائے بغیر مجھ سے مل
لیں.... فون میں نے اس وقت آپ کو کیا تھا جب آپ دفتر سے نکل
کر گھر کی طرف چل پڑے تھے.... اور میں نے آپ کو ہوٹل شاہی
کے کمرہ نمبر ۳۰ میں آنے کے لیے کہا تھا.... سو آپ یہاں موجود
ہیں"۔

"چلیے ٹھیک ہے.... میں یہاں موجود ہوں' اب آپ
بتائیں.... آپ کون ہیں اور مجھ سے کیا چاہتے ہیں؟"

"آپ کی بھلائی کی خاطر بات کر رہا ہوں' ورنہ مجھے اس سے
کوئی غرض نہیں کہ آپ کیا فیصلہ کرتے ہیں"۔

"میں نے یہ بات اچھی طرح ذہن نشین کر لی کہ آپ نے
مجھے یہاں میری بھلائی کے لیے بلایا ہے.... آپ آگے بات کریں"۔

انہوں نے طنزیہ انداز میں برا سا منہ بنا کر کہا۔

"شکریہ! اس طنز کا جواب میں دے سکتا ہوں' لیکن اس کا
کوئی فائدہ نہیں ہو گا"۔

"جس بات میں آپ کو فائدہ نظر آتا ہے' وہ بیان کریں'

لیکن اس سے پہلے تعارف"۔

"تو کیا.... تعارف کرانا ضروری ہے"۔

"ہاں! بہت"۔

"اچھی بات ہے.... میرا نام گمنام سایہ ہے"۔ وہ مسکرایا۔

"یہ کیسا نام ہوا؟"

انسپکٹر جمشید نے جھلا کر کہا۔

"سایہ تو یونہی ہاتھ نہیں آتا.... اور اگر وہ گمنام بھی ہو تو پھر کوئی اس کی گرد کو بھی نہیں پہنچ سکتا"۔ وہ ہنسا۔

"آپ ڈینگیں بہت مار رہے ہیں اور کام کی بات ایک بھی نہیں کر رہے"۔

"اب میں کام کی بات شروع کرنے لگا ہوں"۔ وہ بولا۔

"ہاں اب کر ہی ڈالیں"۔

"ایک قتل ہوا ہے.... ابھی تھوڑی دیر پہلے"۔

"کیا مطلب؟" انسپکٹر جمشید بہت زور سے چونکے۔

"ہاں جناب! قتل ہونے والے کا نام غالباً" اقبال گورا ہے' وہ ایک پوسٹ مین تھا.... بے چارہ"۔ اس نے بے چارہ پر زور دے کر کہا۔

"پتا نہیں آپ کا کیا مقصد ہے اور آپ میری الجھن میں اضافہ کیوں کر رہے ہیں؟"

"آپ اس قتل کے کیس کی تحقیقات نہ کریں اور بس....

اتنی سی بات ہے"۔

"اور اس اتنی سی بات کے لیے آپ نے مجھے یہاں بلا لیا.... یہ بات تو آپ فون پر بھی کر سکتے تھے"۔ انسپکٹر جمشید تلملائے۔

"بالکل کہہ سکتا تھا.... لیکن...." وہ پھر مسکرایا' اس کی مسکراہٹ غصہ دلانے والی تھی۔

"لیکن کیا؟" انہوں نے اسے گھورا۔

"لیکن اس طرح آپ مجھے دیکھ تو نہیں سکتے تھے نا"۔

"اب تو دیکھ لیا ہے نا"۔ انہوں نے جھلا کر کہا۔

"ہاں! اب آپ جا سکتے ہیں"۔

"آپ کا ضرور دماغ خراب ہے"۔

"یہ خوب صورت اندازہ آپ نے کیسے لگا لیا؟"

"ایک سرکاری افسر کو بلا کر کہہ رہے ہیں کہ وہ اپنی ڈیوٹی سرانجام نہ دے.... گویا آپ مجھے فرض کی ادائیگی سے روکنا چاہتے ہیں.... آپ کا دماغ ضرور خراب ہے اور آپ کی جگہ جیل ہے"۔

یہ کہہ کر انہوں نے گھڑی میں لگا ایک بٹن دبا دیا۔

اس نے انہیں بٹن دباتے دیکھا تو ذرا بھی فکرمند نہ ہوا' بلکہ پرسکون انداز میں بولا۔

"جس جس کو بھی بلا سکتے ہو انسپکٹر جمشید بلا لو.... لیکن اس وقت تم ایک چوہے کی طرح بے بس ہو.... اس چوہے کی طرح.... جو پنجرے میں پھنس چکا ہو.... کچھ بھی کرنے سے پہلے ارد گرد نظر

ڈال لو"۔

انہوں نے کمرے کے چاروں طرف دیکھا۔

اور پھر انہیں اپنی سٹی گم ہوتی محسوس ہوئی۔

○☆○

انسپکٹر جاسی

وہ سوچ بھی نہیں سکتے تھے کہ انسپکٹر جاسی یہ جملہ سن کر اس طرح اچھل پڑے گا اور اس کا واضح مطلب یہ تھا کہ وہ فائل واقعی انسپکٹر جاسی نے چھ ماہ پہلے سلمان آفاقی کو دی تھی اور پھر اس کا مطالبہ نہیں کیا تھا اور یہ ایک عجیب ترین بات تھی.... انہوں نے سنا.... انسپکٹر جاسی ہیلو ہیلو کر رہا تھا۔

"اوہ ہاں.... انسپکٹر صاحب"۔ اکرام جلدی سے بولا۔

"یہ آپ نے کیا کہا تھا.... فائل.... سلمان آفاقی.... میں کچھ نہیں سمجھا"۔

"اگر آپ کچھ نہیں سمجھے تھے تو پھر اس طرح اچھلے کیوں تھے؟"

"پتا نہیں!"

"اچھی بات ہے.... آپ وہیں ٹھہریے، ہم آ رہے ہیں"۔

"تم مجھے حکم دینے والے کون ہو.... تم ایک سب انسپکٹر ہو اور میں ایک انسپکٹر"۔

"اچھا.... مہربانی فرما کر آپ پولیس اسٹیشن میں ٹھہریے گا....

ہم آ رہے ہیں"۔

"ہاں! اس لہجے میں بات کرو.... میں یہیں ملوں گا....
جاؤ"۔ اس نے ہنس کر کہا.... لیکن انہوں نے صاف محسوس کیا ک
اس کی ہنسی کھوکھلی تھی۔

"اس طرح اس کے پولیس اسٹیشن جانا مناسب نہیں....
وہاں کا بادشاہ ہے.... اس کے ایک اشارے پر پولیس والے ہم
ٹوٹ پڑیں گے.... اور ہم پولیس پر ہاتھ اٹھانے کے حق میں نہیں
کسی قیمت پر بھی نہیں ہیں' یہ آپ جانتے ہی ہیں انکل"۔ فرزان
نے فوراً" کہا۔

"تب پھر کیا کیا جائے؟" اکرام نے کہا۔

"آئی جی صاحب سے بات کی جائے.... وہ جو مشورہ دیں
کیا جائے"۔ فرزانہ نے کہا۔

"او کے"۔ اکرام نے کہا۔

پھر اس نے آئی جی شیخ نثار احمد کو فون کیا.... انسپکٹر جمشید
نائب ہونے کی وجہ سے وہ ان سے کسی بھی وقت بے فکری س
رابطہ کر سکتا تھا' یہ اسے اجازت تھی.... ان کی آواز سن کر وہ بولا۔

"سر! ایک سنگین مسئلہ ہے.... آپ کے علم میں لانا ضروری
ہے.... اگر ہم آپ کے علم میں لائے بغیر وہاں گئے تو ہو سکتا ہے
ہماری لاشیں بھی نہ ملیں"۔

"کیا کہہ رہے ہو بھئی؟"

"میں وضاحت کیے دیتا ہوں سر"۔

"اچھا ٹھیک ہے.... کرو وضاحت"۔

اکرام نے ساری تفصیل سنا دی.... اس کے خاموش ہونے پر
وہ بولے۔

"تم سے پہلے میں وہاں چلا جاتا ہوں.... گویا تم میری موجودگی
یں وہاں پہنچو گے"۔

"یہ اچھی ترکیب نہیں ہے سر"۔ فرزانہ نے جلدی سے کہا۔

"کیا کہا.... یہ اچھی ترکیب نہیں ہے"۔ شیخ صاحب نے
خوشگوار انداز میں کہا۔

"یس سر"۔

"وہ کیسے؟"

"ایسے کہ.... اس طرح ہمارے ساتھ آپ بھی پھنس جائیں
ے"۔

"کیا بات کرتی ہو فرزانہ.... یہ ہمارا ملک ہے.... ہم اس وقت
پنے ملک کے دارالحکومت میں ہیں.... میں محکمہ سراغرسانی کا آئی
ہوں.... اور ایک پولیس انسپکٹر مجھے اپنے تھانے میں بند کر دے
؟"

"بند کا لفظ درست نہیں سر.... وہ تھانے کے کسی تہہ خانے
ہمیں بند کر دے گا.... اس صورت میں ہم کیا کر سکیں گے....
آپ وہاں آئیں ضرور.... لیکن حفاظتی دستہ ساتھ لے کر....

اور حفاظتی دستہ تھانے کو خفیہ طور پر زد میں لے لے.... پھر ا
اندر داخل ہوں"۔

"اس طرح بھی ہم محفوظ نہیں ہوں گے"۔ فاروق بول ا

"حد ہو گئی.... کیا بچوں جیسی باتیں کر رہے ہیں"۔
صاحب نے جھلا کر کہا۔

"اچھی بات ہے سر.... اب ہم وہ کریں گے.... جو
فرمائیں گے"۔

"بس تو پھر.... میں وہاں پہنچ رہا ہوں.... تم میری جیپ
لینے کے بعد اندر آؤ گے"۔

"بہت بہتر سر"۔

فون بند کر کے فرزانہ نے ایک نمبر ڈائل کیا.... اور پر
آواز میں اس نے کہا۔

"ہم انسپکٹر جاسی کے تھانے جا رہے ہیں اور وہاں اپ
اور آئی جی صاحب کے لیے شدید خطرہ محسوس کر رہے ہیں"۔

"او کے سر"۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اس کی کیا ضرورت تھی؟"

"مسئلہ آئی جی صاحب کا ہے.... ہم تو وہاں ان لوگو
نبٹ لیتے"۔ فاروق مسکرایا۔

"میرے خیال میں یہی مناسب ہے جو فاروق نے کیا"۔

"اچھی بات ہے تو پھر چلیں"۔

"ہاں بالکل.... اب تو جانا ہی ہو گا"۔

وہ اسی وقت انسپکٹر جاسی کے پولیس اسٹیشن کی طرف روانہ
ہوئے.... وہاں پہنچے تو آئی جی صاحب کی جیپ کھڑی نظر آئی.... اب
انہیں باہر رکنے کی ضرورت نہیں تھی.... بے دھڑک اندر داخل ہو
گئے اور اس کمرے میں داخل ہوئے جس میں انسپکٹر جاسی اس وقت
آئی جی صاحب کے ساتھ موجود تھا.... انہیں دیکھ کر آئی جی صاحب
نے حیرت ظاہر کی۔

"اوہو.... تم لوگ.... یہاں.... کیسے؟"

"سر.... ہمیں انسپکٹر جاسی صاحب سے کام ہے.... ایک
معاملے میں ان سے کچھ پوچھنا ہے"۔

"اوہ اچھا.... پہلے تم لوگ فارغ ہو لو.... میں اپنی بات بعد
میں کر لوں گا"۔ وہ بولے۔

"نہیں سر.... آپ بات کریں.... ان کا معاملہ کوئی خاص
نہیں ہے"۔

"لیکن میں یہی پسند کروں گا کہ پہلے آپ انہیں فارغ کر
دیں"۔

"اچھی بات ہے، جیسے آپ کی مرضی"۔ اس نے منہ بنایا....
پھر ان کی طرف مڑا۔

"کیا چاہتے ہیں آپ مجھ سے"۔

"تو فائل G-23 آپ نے سلمان آفاقی کے حوالے ک

تھی؟"

"ہاں! میں نے ہی کی تھی.... چھے ماہ پہلے"۔

"اور یہ ہدایت بھی کی تھی کہ اگر آپ اس فائل کو لینے کے لیے چھے ماہ تک نہ آئیں تو آپ اس فائل کو انسپکٹر جمشید صاحب کے حوالے کر دیں"۔

"ہاں! یہی بات ہے"۔

"لیکن کیوں.... یہ بات کیوں ہے.... آخر یہ کیا چکر ہے.... آپ نے ایک پراسرار فائل، بھلا محکمہ ڈاک کے ایک آفیسر کے پاس کیوں رکھوائی.... آپ نے اپنے حکام کے حوالے وہ کیوں نہیں کی"۔

"میں نے وہی کیا.... جس کی مجھے ہدایت دی گئی تھی"۔

"کیا مطلب.... آپ کو ایسا کرنے کی ہدایت کس نے کی تھی؟"

"آئی جی صاحب نے.... جو اتفاق سے اس وقت میرے پاس موجود ہیں"۔

"کک.... کیا کہا.... یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں.... میں نے آپ سے کہا تھا کہ کوئی فائل آپ جا کر سلمان آفاقی کو دے آئیں"۔ آئی جی صاحب نے آنکھیں نکالیں۔

"جی ہاں جناب.... بالکل یہی بات ہے"۔

"آپ کا دماغ خراب ہے.... انسپکٹر جاسی"۔

"بات یہی ہے سر.... اب آپ کچھ بھی کہہ لیں.... آپ نے خود مجھے وہ فائل دی تھی اور ہدایت کی تھی.... کہ میں وہ فائل سلمان آفاقی کو دے آؤں"۔

"اف توبہ.... یہ میں کیا سن رہا ہوں.... یہ یہاں کیا ہو رہا ہے"۔

"سر.... آپ ہمیں اجازت دیں.... ہم ان سے بات کر لیں ذرا"۔

"اچھی بات ہے"۔ انہوں نے پریشان ہو کر کہا۔

"انسپکٹر صاحب! آپ کا بیان ہے' آپ کو وہ فائل خود آئی جی صاحب نے دی تھی.... اس ہدایت کے ساتھ کہ وہ فائل آپ پوسٹ ماسٹر جنرل سلمان آفاقی کو دے آئیں.... یہ کہہ کر کہ اگر آپ چھے ماہ تک اس امانت کو واپس لینے کے لیے نہ آئیں تو پھر وہ اس فائل کو انسپکٹر جمشید کے حوالے کر دیں"۔

"ہاں! بالکل یہی بات ہے"۔

"اور آپ نے بالکل یہی کیا"۔

"ہاں! اور میں کیا کرتا.... آخر یہ حکم سر کا تھا"۔

"نہیں.... یہ غلط ہے"۔ آئی جی صاحب چلائے۔

"ایک منٹ سر.... آپ پریشان نہ ہوں.... ہاں تو انسپکٹر جاسی صاحب.... وہ فائل انہوں نے کہاں اور کس وقت آپ کو سونپی تھی"۔

"انہوں نے فون پر مجھے اپنے گھر بلایا تھا.... جب میں وہاں گیا.... تو انہوں نے وہ فائل مجھے دی"۔

"جھوٹ.... سو فیصد جھوٹ"۔

"ایک منٹ سر.... اچھا آپ کو وہ فائل انہوں نے دی.... آپ نے آگے سلمان آفاقی کو دی.... اور پھر واپس فائل لینے کے لیے بھی نہیں گئے.... کیوں؟"

"آئی جی صاحب کی ہدایت یہی تھی کہ میں وہ فائل واپس لینے کے لیے ہرگز نہ جاؤں.... اب بتائیے.... اس میں میرا کیا قصور؟"

"اف توبہ.... دن دیہاڑے اتنا بڑا جھوٹ.... انسپکٹر جاسی.... آپ اپنے پاؤں پر کلہاڑا مار رہے ہیں"۔ آئی جی چلائے۔

"ایسی کوئی بات نہیں ہے سر"۔

"محمود.... یار تم جمشید کو فون کرو.... اب اس معاملے کو وہ دیکھیں گے"۔

"لل.... لیکن سر.... ہمیں نہیں معلوم وہ کہاں ہیں"۔

"کیا کہا؟" انہوں نے گھبرا کر کہا۔

"ہاں سر.... دفتر سے وہ گھر کی طرف روانہ ہوئے تھے.... لیکن راستے میں انہیں شاید کوئی کام پڑ گیا.... اس لیے وہ گھر نہیں پہنچے"۔

"دھت تیرے کی.... اسے بھی اسی وقت غائب ہونا تھا"۔ وہ

بولے۔

"چلیے پھر.... اب یہاں رک کر کیا کرنا"۔ محمود نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"ضرور چلے جائیں.... لیکن اب یہ معاملہ یہاں تو ختم نہیں ہو جائے گا"۔ انسپکٹر جاسی مسکرایا۔

"کیا مطلب؟"

"مطلب یہ کہ اب آپ تیار رہیں.... اس فائل کے بارے میں اعلیٰ حکام آپ سے سوالات پوچھیں گے"۔

"آپ میرے لیے فکرمند نہ ہوں.... میں جواب دے لوں گا"۔ انہوں نے برا سا منہ بنایا۔

اب وہ وہاں سے باہر نکلے تو خفیہ فورس کے کارکن تھانے کو گھیرے نظر آئے.... لیکن ایسا بالکل خفیہ انداز میں تھا.... کسی کو احساس تک نہیں ہوا تھا.... کہ تھانہ گھیرے میں ہے.... خود آئی جی صاحب نہ محسوس کر سکے.... محمود نے انہیں ہاتھ کے اشارے سے بتایا کہ وہ جا سکتے ہیں.... اب وہ دفتر کی طرف روانہ ہوئے۔

"یہ کیا ہوا بھئی؟"

"کوئی بہت چالاک ذہن اس ساری کہانی کے پیچھے ہے سر.... وہ بہت تیزی سے پینترے بدل رہا ہے.... اور ہمیں الجھائے رکھنا چاہتا ہے.... یہاں تک کہ اس نے آپ کو بھی لپیٹ میں لے لیا ہے"۔

"لیکن اب ہم کریں کیا؟"

"دفتر جا کر ہم غور کرتے ہیں اور اباجان کا سراغ لگانے کی کوشش کرتے ہیں"۔

"ہاں! یہ ٹھیک رہے گا"۔

وہ دفتر پہنچے.... پہلے انسپکٹر جمشید کے موبائل نمبر ڈائل کیے.... لیکن ان کا موبائل بند تھا.... عین اس وقت آئی جی کے فون کی گھنٹی بج اٹھی.... انہوں نے ریسیور اٹھایا تو دوسری طرف سے ہوم سیکرٹری کی آواز تھی۔

"شیخ صاحب.... یہ فائل g-23 کی کیا کہانی ہے.... آخر اس فائل میں کیا ہے؟"

"اوہ سر.... یہ آپ مجھ سے پوچھ رہے ہیں"۔ وہ دھک سے رہ گئے۔

"تو پھر اور کس سے پوچھوں.... مجھے بتایا گیا ہے کہ اس نمبر کی فائل آپ نے انسپکٹر جاسی کو دی تھی.... اس ہدایت کے ساتھ کہ وہ اس فائل کو سلمان آفاقی کے حوالے کر دے.... ایک اجنبی کی حیثیت میں اور اس سے کہہ دے کہ اگر وہ اپنی امانت لینے کے لیے چھ ماہ تک نہ آئے تو وہ اس فائل کو انسپکٹر جمشید کے حوالے کر دے.... لیکن ابھی چھ ماہ پورے ہونے ہی والے تھے کہ سلمان آفاقی کے گھر سے ان کے دفتر کے ملازم اقبال گورا کے ذریعے.... وہ فائل وہاں سے منگوالی گئی.... اور اقبال گورا کو قتل کر دیا گیا.... آخر

یہ سب کیا ہے شیخ صاحب؟"

"سر.... یہ کوئی بہت گہرا چکر ہے.... کوئی خوفناک سازش ہے.... ہم ان شاء اللہ بہت جلد اس سازش سے پردہ اٹھائیں گے"۔

"ناممکن"۔ ہوم سیکرٹری نے کہا۔

"جی.... کیا مطلب.... کیا ناممکن ہے؟"

"آپ تو خود اس سازش میں شامل ہیں.... آپ کیا پردہ اٹھائیں گے"۔

"نہیں سر.... میں اس سازش میں شریک نہیں.... مجھے تو بلاوجہ لپیٹ میں لیا گیا ہے"۔ انہوں نے جلدی جلدی کہا۔

"اس بات کو پھر آپ کو عدالت میں ثابت کرنا پڑے گا.... میں یہ کیس خود اپنے ہاتھ میں لے رہا ہوں.... اور کل تک معاملہ عدالت کے حوالے کر رہا ہوں.... جب محکمہ کے آئی جی ہی اس قسم کی سازش کریں گے تو پھر ملک کا اللہ ہی حافظ ہے"۔ دوسری طرف سے سخت لہجہ میں کہا گیا اور فون بند کر دیا گیا۔

وہ سکتے کی حالت میں بیٹھے رہ گئے.... آخر آئی جی صاحب بولے۔

"یہ.... یہ.... یہ سب کیا ہے.... کس قدر خوفناک ہے.... اف"۔

"آپ پریشان نہ ہوں.... اباجان کے ملنے کی دیر ہے.... وہ

اس سازش کے بخیے ادھیڑ کر رکھ دیں گے"۔

"اور.... اور اگر وہ نہ آئے؟" شیخ صاحب نے تیز نظروں سے انہیں دیکھا۔

"جی.... جی.... کیا فرمایا.... اگر وہ نہ آئے؟"

"ہاں! اگر وہ نہ آئے"۔

"یہ ایک خوفناک سوال ہے.... لیکن بہرحال.... اگر وہ نہ آئے تو ہم اس سازش کی دھجیاں اڑائیں گے"۔

"خدا کا شکر ہے.... تم تو یہ کہنے والے باقی ہو"۔

عین اس وقت قدموں کی آواز ابھری۔

○☆○
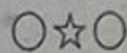
کالیا

کمرے کی چاروں دیواروں میں تین تین کلاشن کوفوں کی نالیں جھانکتی نظر آ رہی تھیں.... گویا دیواروں میں تین تین سوراخ کیے گئے تھے.... ہر سوراخ میں ایک ایک کلاشن کوف کی نال داخل کی گئی تھی.... ہر سوراخ کے اوپر ایک اور چھوٹا سوراخ کیا گیا تھا.... اس سوراخ سے آنکھ لگائی گئی ہو گی.... تاکہ کمرے کے اندر دیکھا جا سکے.... گویا ان پر چاروں طرف سے بارہ فائر ایک وقت میں کیے جا سکتے تھے.... اور اگر برسٹ مارا جائے تو چاروں طرف سے ان گنت گولیاں ان کے جسم میں داخل ہو جائیں.... اور واقعی اس وقت وہ پوری طرح زد پر تھے.... اور وہ اپنی خاص قسم کی اچھل کود سے بھی خود کو نہیں بچا سکتے تھے.... پوری طرح کمرے کا جائزہ لینے کے بعد وہ بولے۔

"آپ چاہتے کیا ہیں؟"

"اس کہانی کو یہیں دفن کرنا"۔ اس نے کہا۔

"آپ کا مطلب ہے.... فائل کی کہانی"۔

"ہاں! فائل کی کہانی کو"۔

"آپ ایک بات بھول گئے"۔ یہ کہتے وقت انسپکٹر جمشید مسکرائے۔

"اور وہ کیا چالاک انسپکٹر صاحب"۔ اس نے طنزیہ انداز میں کہا۔

"آپ خود اس کمرے میں موجود ہیں.... کیا ان کلاشن کوفوں کی گولیاں آپ کو نہیں لگیں گے"۔

"اوہ! یہ بات ہے"۔ اس نے خوش ہو کر کہا۔

"ہاں! یہ بات ہے"۔ وہ بولے۔

"تب آپ کو فکرمند ہو جانا چاہیے.... اس لیے کہ میں یہ بات نہیں بھولا تھا.... میں مکمل طور پر بلٹ پروف لباس میں ہوں"۔

"اوہ اچھا.... تو یہ وجہ ہے آپ کی بے فکری کی"۔ انہوں نے بھی پرسکون انداز میں کہا۔

"ہاں! یہی بات ہے.... لیکن تمہارے پاس بچت کا کون سا راستہ ہے"۔

"پہلے یہ بتائیں.... آپ مجھ سے کیا منوانا چاہتے ہیں"۔

"کچھ بھی نہیں.... میں نے تو یہاں تمہیں بلایا ہی اس لیے تھا کہ ٹھکانے لگا سکوں اور بلانے سے پہلے میں نے مکمل طور پر اس کا انتظام کر لیا کہ تم بچ کر نہ جا سکو.... اور میرے خیال میں میرا انتظام کچا نہیں ہے"۔

"خیر.... یہ تو وقت بتائے گا.... کس کا انتظام کچا ہے اور کس کا پکا.... آپ کا اس معاملے سے تعلق کیا ہے.... کم از کم اتنا تو بتا دیں"۔

"سوری! یہ راز کی بات ہے"۔

"لیکن آپ کے خیال میں تو میں مرنے والا ہوں.... یعنی یہ راز کی بات کسی کو بتا تو نہیں سکوں گا"۔

"پھر بھی.... احتیاط کا تقاضا یہ ہے کہ میں تمہیں کچھ نہ بتاؤں"۔

"آپ کی مرضی.... ان ان کلاشن کوفوں والوں کو حکم دیں.... کہ یہ مجھ پر فائر کریں"۔ انہوں نے پرسکون آواز میں کہا.... ان کی نظریں بدستور اپنی گھڑی پر جمی تھیں۔

"تو کیا تمہارے خیال میں تم ان کی گولیوں سے بچ جاؤ گے"۔

"اگر اللہ کو منظور ہوا تو"۔ وہ بولے۔

"تب پھر میں حکم دینے لگا ہوں.... کوئی آخری خواہش ہو تو بتاؤ"۔

"میری پہلی اور آخری خواہش یہی ہے کہ میری آخرت اچھی ہو جائے.... اور بس"۔

"یہ کیا خواہش ہوئی؟"

"جیسی بھی ہے.... بس یہی ہے"۔ وہ بولے۔

"او کے.... آخری بار اس دنیا کو دیکھ لو"۔

"میں تو ایک کمرے میں ہوں.... دنیا کو کیسے دیکھ لوں"۔

"عالم تصور میں"۔ وہ ہنسا۔

"اوہ اچھا.... لیکن کیا فائدہ.... دوسری دنیا اس سے سو گنا سے بھی کہیں زیادہ پرکشش ہے"۔

"حد ہو گئی.... تم تو بالکل بے وقوف آدمی ہو.... موت کو دیکھ کر بھی نہیں ڈرے"۔

"اب ڈرنے کا کیا فائدہ.... ڈر کر میں خود کو بچا تو نہیں لوں گا"۔

"فائر کھول دو.... اس کے جسم میں اس قدر گولیاں داخل کرو کہ گنی نہ جا سکیں"۔ اس نے چیخ کر کہا۔

جواب میں ایک فائر بھی نہ ہوا۔

"الو کے پٹھو.... کیا سب کے سب سو گئے"۔ وہ گرجا۔

اب بھی باہر کی طرف سے کوئی جواب نہ ملا.... اب تو اس کے چہرے کا رنگ اڑ گیا.... اس نے سنا، انسپکٹر جمشید کہہ رہے تھے۔

"اب یہ پنجرہ صرف میرے لیے نہیں.... آپ کے لیے بھی پنجرہ بن گیا ہے.... اب آپ کیا کہتے ہیں"۔

"یہ.... یہ کیا ہوا؟"

"اصل بات یہ ہے کہ تم صرف کل کے بچے ہو"۔

ان الفاظ کے ساتھ ہی وہ تڑ سے گرا اور ساکت ہو گیا۔

"ارے ارے.... یہ کیا بھائی.... میں نے تو آپ پر ابھی پستول بھی نہیں تانا"۔ وہ چلائے۔

اس کے جسم میں کوئی حرکت نہ ہوئی۔

"آ جاؤ بھئی.... تم لوگ بہت ٹھیک وقت پر آئے.... ورنہ یہ بدبخت تو مجھے ختم کرنے کا مکمل منصوبہ ترتیب دے چکا تھا"۔ انہوں نے قدرے بلند آواز میں کہا، پھر دروازہ کھول دیا۔

خفیہ فورس والے اندر داخل ہوئے۔

"باہر والے کس حال میں ہیں؟"

"ہم نے انہیں صرف بے ہوش کیا ہے سر"۔ ایک نے کہا۔

"اچھا کیا.... اب ذرا ہوٹل کے مالک کو یہیں لے آؤ.... کیونکہ اس کی مرضی کے بغیر یہاں اتنا کچھ نہیں ہو سکتا"۔ انہوں نے منہ بنایا۔

"یس سر"۔ ایک نے کہا اور باہر کی طرف گھوم گیا۔

جلد ہی ایک ادھیڑ عمر آدمی اندر داخل ہوا.... اس کے چہرے پر ہوائیاں اڑ رہی تھیں۔

"آپ شاہی ہوٹل کے مالک ہیں؟"

"ج.... جی.... نہیں.... م.... مینیجر"۔ اس نے بوکھلا کر کہا۔

"ہوٹل کے مالک کہاں ہیں؟"

"بیرون ملک گھومنے پھرنے گئے ہوئے ہیں.... اپنی بیوی بچوں سمیت"۔

"اوہ اچھا.... آپ کا نام؟"

"جی جمال بیگ"۔ اس نے فوراً کہا۔

"تو جناب جی جمال بیگ صاحب.... یہ سب کیا ہے؟"

"آپ غلط سمجھے.... میرا نام جی جمال نہیں.... جمال ہے"۔

"اوہ اچھا.... معافی چاہتا ہوں.... ہاں تو یہ سب کیا ہے؟"

"میں تو خود حیرت زدہ ہوں.... کہ یہاں یہ اتنے لوگ کیوں بے ہوش پڑے ہیں.... ان کے سروں پر گومڑ ابھرے ہوئے ہیں.... کیا یہ سب آپ نے کیا ہے؟"

"اگر میں یہاں موجود ہوں اور یہ بندھے ہوئے ہیں تو ضرور یہ میرا ہی کیا دھرا ہوگا"۔ وہ مسکرائے۔

"تب تو پھر آپ پر کیس بن گیا"۔ وہ مسکرایا۔

"کیا کہا.... مجھ پر کیس بن گیا"۔ وہ چونکے۔

"جی ہاں! یہ اس ہوٹل کے باڈی گارڈ ہیں.... ہوٹل کی حفاظت کے لیے انہیں ملازم رکھا گیا ہے.... آپ نے ان پر حملہ کیوں کیا؟"

"اس لیے کہ یہ مجھ پر حملہ کرنا چاہتے تھے.... میں نے تو صرف خود کو بچانے کے لیے ایسا کیا ہے"۔

"اور یہ کون لوگ ہیں؟" اس نے الجھن کے عالم میں خفیہ والوں کی طرف اشارہ کیا۔

"یہ.... یہ میرے ماتحت ہیں.... یہ لوگ ذرا دیر بعد آئے تھے

یہاں"۔

"اوہ اچھا.... لیکن چکر کیا ہے؟"

"چکر ذرا گہرا لگتا ہے.... لیکن آپ کو تو سب کچھ معلوم ہے.... انجان نہ بنیں"۔

"توبہ توبہ.... یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں"۔

"ارے تو یہ سب باڈی گارڈ آپ کو بتائے بغیر مجھے جان سے مار ڈالنے کے لیے یہاں آ گئے تھے؟"

"یہ تو یہی بتائیں گے جناب.... اور یہ ادھر کون پڑا ہے.... ارے.... یہ.... یہ کون ہے.... یہ تو باڈی گارڈوں میں سے نہیں ہے.... کیا یہ آپ کے ساتھیوں میں سے کوئی ایک ہے"۔

"نہیں! اس معرکے میں میرے کسی ساتھی کو خراش تک نہیں آئی"۔ وہ مسکرائے۔

"اوہ اچھا.... تب پھر یہ کون ہے؟"

"اسی نے مجھے فون کر کے یہاں بلایا تھا.... اور پھر مجھے قتل کرانے کی کوشش ان باڈی گارڈوں کے ذریعے کی تھی"۔

"نن نہیں.... میں نہیں جانتا' یہ کون ہے.... اور اس کا ان باڈی گارڈوں سے کیا تعلق ہے"۔

"اگر بات یہی ہے تو آپ کو ذرا بھی پریشان ہونے کی ضرورت نہیں.... ہم صرف اس سے پوچھیں گے.... یہ کون ہے.... لیکن آپ ادھر ادھر ہونے کی کوشش نہیں کریں گے.... اب ہم

آپ کی نگرانی کرائیں گے.... اور جونہی آپ نے فرار ہونے کی
غائب ہونے کی کوشش کی تو ہم آپ کو پکڑ لیں گے اور اس وقت
میں آپ سے پوچھوں گا کہ آپ کا نام جمال بیگ ہے یا جی جمال
بیگ"۔

"یہ.... یہ تو آپ مجھ سے ابھی پوچھ لیں"۔ اس نے بوکھلا کر
کہا اور وہ مسکرا دیے۔

ایسے میں اکرام اندر داخل ہوا.... اس کے چہرے پر گھبراہٹ
تھی۔

"کیا.... ہوا بھئی خیر تو ہے"۔ انسپکٹر جمشید نے حیران ہو کر کہا
کیونکہ ابھی انہوں نے اکرام کو تو بلا ہی نہیں تھا۔

"سر.... مجھے ایک فون موصول ہوا تھا.... یہ کہ تمہارے
انسپکٹر جمشید قتل کر دیے گئے ہیں، یقین نہیں آتا تو ہوٹل شاہی کے
کمرہ نمبر ۳۰ میں جا کر ان کی لاش دیکھ لو"۔

"ارے تو دیکھ لو.... روکا کس نے ہے"۔ انسپکٹر جمشید
بولے۔

"ک.... کیا دیکھ لوں سر"۔ وہ گڑبڑا سا گیا۔

"میری لاش.... اور کیا.... بلکہ تم یوں کرو کہ مجھے دیکھ لو اور
تصور کر لو.... آخر ایک نہ ایک دن تو مجھے لاش میں تبدیل ہونا ہے
گا"۔

"ماجرا کیا ہے سر؟"

"میرے قتل کا منصوبہ اگرچہ ان لوگوں نے کافی احتیاط سے
بنایا تھا.... لیکن ان بے چاروں کو میرے بارے میں کیا معلوم"۔

"لیکن یہ بے چارے ہیں کون؟"

"یہ دیکھنے کے لئے تو انہیں کمرۂ امتحان میں لے جانا ہو گا
اکرام"۔

"تو پھر چلیے.... لے چلتے ہیں"۔

"ٹھیک ہے.... لیکن روانہ ہونے سے پہلے اپنے دو تین
ماتحت محترم جمال بیگ کی نگرانی پر مقرر کر دو"۔

"او کے.... آپ فکر نہ کریں"۔ اس نے فوراً کہا۔

یہ انتظام کر کے وہ وہاں سے رخصت ہوئے.... جمال بیگ
کے چہرے پر ناخوش گواری ہی ناخوش گواری تھی.... اب انہیں کمرۂ
امتحان میں لایا گیا۔

"پہلے تو اکرام تم اسے دیکھو.... جس نے مجھے بلایا تھا.... یہ
ضرور میک اپ میں ہے"۔

اس کے چہرے کو ٹٹولا گیا.... آخر وہ میک اپ اتارنے میں
کامیاب ہو گیا.... ساتھ ہی اکرام بلند آواز سے چلا اٹھا۔

"ارے.... یہ تو کالیا ہے"۔

"کالیا.... کون کالیا؟" انسپکٹر جمشید نے حیران ہو کر کہا۔

"چھ ماہ پہلے آپ نے جوئے کے ایک خطرناک ترین اڈے
پر چھاپہ مارا تھا نا سر.... اس سے پہلے جتنے آفیسرز نے بھی چھاپہ

مارا.... چھاپہ ناکام رہا.... ہر بار وہ لوگ صاف بچ جاتے رہے.... آخر
یہ مہم آپ کو سونپی گئی.... آپ نے کچھ ایسے خفیہ انداز میں چھاپہ
مارا کہ وہ سب لوگ پکڑے گئے تھے.... یہ کالیا اس جوئے خانے کا
انچارج تھا"۔

"اوہ! اب یاد آیا.... لیکن بھئی.... صرف چھے ماہ بعد یہ باہر
کیسے نکل آیا"۔

"یہ بات بھی کم حیرت انگیز نہیں ہے سر.... اسے تو غالباً
چھے سال کی سزا ہوئی تھی.... اور یہ باہر نظر آ رہا ہے"۔

"آؤ جلدی.... اس سے بعد میں بات کریں گے"۔ انہوں
نے گھبرا کر کہا۔

وہ اسی وقت جیل پہنچے.... ایس پی جیل نے انہیں ہاتھوں ہاتھ
لیا اور گرم جوشی سے بولا۔

"آپ کو دیکھ کر خوشی ہوئی.... فرمایئے.... کیا کام ہے؟"

"چھے ماہ پہلے جوئے کے ایک اڈے کے مالک کو چھے سال کی
سزا ہوئی تھی.... اس کا نام کالیا ہے.... ہم اس سے ملنا چاہتے ہیں"۔

"اوہ اچھا.... میں اپنے نائب کے ساتھ آپ کو بھیجتا ہوں"۔

"شکریہ"۔ وہ ایک ساتھ بولے۔

پھر جیل کا ایک ملازم انہیں ایک کوٹھڑی کی طرف لایا.... اس
میں کالیا بے فکری سے سوتا نظر آیا۔

"ہیلو مسٹر کالیا.... دیکھو تمہیں کون ملنے آیا ہے؟"

کالیا کے جسم میں حرکت ہوئی.... پھر اس نے لیٹے لیٹے ان کی
طرف سر گھمایا.... جونہی اس کی نظریں انسپکٹر جمشید پڑیں.... اس
کے ہونٹ سکڑ گئے۔

"انہیں یہاں لانے کی کیا ضرورت تھی.... میں ان سے نہیں
مل سکتا"۔

"ان کے سوالات کے جوابات تو تمہیں دینا ہی پڑیں گے
کالیا"۔ ملازم نے منہ بنایا۔

"کیوں جناب.... کیس ختم ہو چکا.... مقدمے کا فیصلہ سنایا جا
چکا.... مجھے سزا ہو چکی.... اب کیا باقی رہ گیا ہے.... بات سننے سنانے
کے لیے"۔ اس نے جھلا کر کہا۔

"قتل کی ایک واردات ہوئی ہے کالیا"۔ انسپکٹر جمشید نے
فوراً کہا۔

"حیرت ہے.... کمال ہے"۔ اس کے منہ سے نکلا۔

"اور تمہارا ایک ہم شکل پکڑا گیا ہے"۔

"کیا.... کیا کہا.... میرا ہم شکل"۔ وہ دھک سے رہ گیا۔

"ہاں! تمہارے ہم شکل نے انسپکٹر صاحب کو قتل کرنے کی
کوشش کی تھی.... لیکن خود پھنس گیا.... اب تم بتاؤ.... وہ کون
ہے؟"

"م.... میں کیسے بتاؤں.... میں کیا جانوں.... میں تو یہاں جیل
میں ہوں.... مجھے کیا پتا کہ باہر کی دنیا میں کیا ہو رہا ہے؟"

"اکرام.... اسے بھی کمرۂ امتحان میں لے چلو.... اب ساری بات وہیں ہو گی.... جب یہ دونوں آمنے سامنے ہوں گے"۔

"اوہ بہت بہتر سر"۔

اکرام کے ماتحت اس کی طرف بڑھے ہی تھے کہ انہیں ایک شدید جھٹکا لگا۔

○☆○

فائل G-23

انہوں نے دیکھا.... آنے والے صدر صاحب تھے.... وہ بوکھلا کر اٹھ کھڑے ہوئے.... ان کے چہروں کے رنگ اڑ گئے.... کہ یہ اس وقت' اس طرح اچانک.... صدر صاحب آئی جی صاحب کے دفتر میں کیسے آ گئے.... اب جو انہوں نے صدر صاحب کے چہرے پر نظر ڈالی تو وہاں غصہ ہی غصہ تھا۔

"السلام علیکم سر.... خیریت تو ہے؟"

"خیریت دور دور تک نظر نہیں آتی"۔

"اللہ اپنا رحم فرمائے سر.... ہوا کیا ہے.... سر؟" آئی جی صاحب پریشان ہو گئے۔

"آپ تو ایسے پوچھ رہے ہیں جیسے کچھ معلوم ہی نہ ہو آپ کو"۔ صدر صاحب چلائے۔

"جی.... کیا مطلب.... یہ آپ نے کیا فرمایا؟"

"فائل G-23 کہاں ہے"۔

"کک.... کیا.... سر.... کیا.... یہ کیا بات ہوئی.... آپ بھی مجھ سے اس فائل کے بارے میں پوچھ رہے ہیں.... آپ"۔ وہ دھک

سے رہ گئے۔

''اور میں کیوں نہ پوچھوں.... جب کہ خود میں نے وہ فائل آپ کو دی تھی''۔

''یہ.... یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں سر.... آپ نے مجھے فائل G-23 دی تھی''۔ آئی جی صاحب کے ہوش اڑ گئے.... چہرہ دھواں ہو گیا۔

''بالکل! میں نے آپ کو فائل دی تھی.... اور کہا تھا.... یہ فائل بہت خفیہ ہے.... ہر حال میں اس کی حفاظت کی جائے.... اور جب میں طلب کروں تو اس وقت یہ فائل آپ خود لے کر میرے پاس آئیں.... لیکن اب.... میرے سننے میں یہ بات آئی ہے کہ آپ نے وہ فائل.... انسپکٹر جاسی کے حوالے کر دی تھی.... اور انسپکٹر جاسی نے وہ فائل سلمان آفاقی کو دی.... یہ کہہ کر کہ وہ اس کو چھ ماہ تک اپنے پاس رکھیں.... اگر وہ لوٹ کر نہ آئے تو فائل انسپکٹر جمشید کے حوالے کر دی جائے.... لیکن.... پھر سلمان آفاقی سے وہ فائل اس کے دفتر کے ایک ملازم کے ذریعے کسی نامعلوم آدمی نے حاصل کر لی اور ملازم کو قتل کر دیا.... گویا اب ہم وہ فائل کھو چکے ہیں.... اب بتائیں.... ہم کیا کریں.... ہم کیا کریں گے.... کیونکہ اس فائل میں....''

وہ کہتے کہتے رک گئے.... ان کا چہرہ پہلے کی نسبت اور زیادہ تاریک ہو گیا۔

''اس فائل میں کیا ہے سر.... آپ کہتے کہتے رک گئے''۔

''سوری! میں آپ کو نہیں بتا سکتا.... آپ تو خود اس سازش کے مہرے ہیں.... میں اپنی فورس کو ہدایت دیتا ہوں کہ آپ کو گرفتار کر لیا جائے.... آپ نے وہ فائل گم کر دی ہے جس کی اس وقت ملک کو بہت ضرورت ہے''۔

''لیکن سر.... آپ نے مجھے وہ فائل نہیں دی تھی.... میرے پاس فائل G-23 نام کی کوئی فائل کبھی آئی ہی نہیں.... میں نے کبھی اس نام کی فائل دیکھی تک نہیں.... اس معاملے میں ضرور کوئی غلط فہمی ہو گئی ہے''۔ آئی جی صاحب جلدی جلدی بولے۔

''اچھا! اس معاملے میں کوئی غلط فہمی ہو گئی ہے.... ارے تو کیا.... محکمہ ڈاک کے ملازم اقبال گورا کا قتل بھی نہیں ہوا ہے''۔

''اس کا قتل ہوا ہے سر.... اور اس نے واقعی سلمان آفاقی کے گھر سے فائل حاصل کی تھی.... لیکن سلمان آفاقی کے گھر میں وہ فائل کیسے پہنچی.... اس بارے میں میں کچھ نہیں جانتا.... اس لیے کہ میں نے وہ انسپکٹر جاسی کو نہیں دی.... نہ آپ نے مجھے دی.... انسپکٹر جاسی جھوٹا ہے''۔ آئی جی صاحب نے تیز آواز میں کہا۔

''اور میں.... میرے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے.... میں بھی جھوٹا ہوں''۔

آئی جی صاحب سکتے میں آ گئے.... پھر فوراً'' وہ بولے۔

''نہیں سر.... آپ کیوں ہونے لگے جھوٹے.... لیکن اس

معاملے میں کوئی چکر ضرور ہے.... اگر آپ ٹھنڈے دل سے غور کریں.... بلکہ انسپکٹر جمشید کو یہاں بلالیں.... تو وہ بہت جلد اس سازش کو ادھیڑ کر رکھ دیں گے.... دودھ کا دودھ، پانی کا پانی ہو جائے گا سر"۔

"اچھی بات ہے.... بلائیں انسپکٹر جمشید کو"۔ وہ بھنا کر بولے۔

"اس وقت ان کا کوئی پتا نہیں چل رہا"۔

"خیر.... یہ لوگ تو یہاں موجود ہیں.... کیا آج یہ بھی آپ کی مدد نہیں کر سکیں گے"۔ صدر صاحب نے محمود، فاروق اور فرزانہ کی طرف اشارہ کیا۔

"سر! ہم تو پہلے ہی اس مسئلے پر بات کر رہے تھے.... کہ آپ آ گئے"۔

"اور میں کیوں نہ آتا.... جب ہوم سیکرٹری نے یہ خوفناک خبر سنائی تو میں وہاں رہ نہ سکا.... فون بھی نہ کر سکا.... بلکہ خود اٹھ کر یہاں آ گیا.... خدا کے لیے شیخ صاحب جلدی بتائیں.... آپ نے فائل انسپکٹر جاسی کو کیوں دی تھی؟"

"سر! میں ایک بار پھر نہایت ادب سے کہوں گا.... میرے پاس تو وہ فائل کبھی آئی ہی نہیں.... رہی ہی نہین.... فرض کر لیں.... اگر آپ نے اس نام کی یا نمبر کی فائل مجھے دی ہوتی.... تو میں اس کو انسپکٹر جاسی کے حوالے کیوں کرتا.... اگر کسی کے حوالے

کرنا ہی تھی تو میں صرف اور صرف انسپکٹر جمشید کے حوالے کر سکتا تھا.... اور یہ بات آپ بھی اچھی طرح جانتے ہیں"۔

صدر صاحب کو ایک زبردست جھٹکا لگا.... کیونکہ وہ آئی جی صاحب کی اس عادت سے بہت اچھی طرح واقف تھے.... انہوں نے ڈھیلی آواز میں کہا۔

"واقعی شیخ صاحب! اس بات میں کوئی شک نہیں.... لیکن مجھے اس بات میں بھی کوئی شک نہیں کہ میں نے فائل آپ کو دی تھی.... اور جب میں نے فائل آپ کو دی تھی تو.... آپ خود بتائیں.... فائل کہاں ہے؟"

"اسی سلسلے میں تو غلطی ہوئی ہے سر.... یا پھر بھول.... آپ نے مجھے وہ فائل ہرگز نہیں دی"۔

"حد ہو گئی.... میری یادداشت اس قدر کمزور نہیں.... اور پھر میں نے اپنی ڈائری میں یہ بات نوٹ کی تھی.... نہ صرف میں نے.... بلکہ میرے سیکرٹری نے بھی یہ چیز نوٹ کی تھی.... ٹھہریں میں انہیں یہیں بلاتا ہوں.... تاکہ آپ کو معاملے کی سنگینی کا احساس ہو جائے"۔

"معاملے کی سنگینی کا احساس مجھے ہے سر"۔ آئی جی جلدی سے بولے۔

"ابھی اور ہو گا.... انہوں نے ناخوشگوار انداز میں کہا اور پھر فون کرنے لگے.... فارغ ہو کر وہ بولے۔

"وہ چند منٹ میں یہاں آجائیں گے"۔

"سر... معاف کیجیے گا... کیا ہمیں کچھ کہنے کی اجازت ہے؟" محمود نے ڈرے ڈرے انداز میں کہا۔

صدر صاحب ہنس پڑے... پھر فوراً سنجیدہ ہو گئے... شاید انہیں فائل کا خیال آگیا تھا۔

"یہ تم مجھ سے ڈر کر کیوں بات کر رہے ہو؟" وہ بولے۔

"حالات کی سنگینی نے سمجھا دیا ہے سر"۔ محمود نے کہا۔

"خیر... کہو... میں تمہاری بھی سننے کے لیے تیار ہوں"۔

"واقعات کی ترتیب کچھ یوں بنتی ہے... آپ نے ایک فائل شیخ صاحب کو دی... ایک منٹ شیخ صاحب... ہم فی الحال یہ فرض کر رہے ہیں"۔ محمود نے درمیان میں رک کر ان سے کہا... کیونکہ وہ کچھ کہنے کے لیے بے چین نظر آئے تھے... اس کا جملہ سن کر انہوں نے سر ہلا دیا... اور محمود پھر صدر صاحب کی طرف مڑا۔

"شیخ صاحب نے وہ فائل انسپکٹر جاسی کو دی، انہوں نے وہ سلمان آفاقی کو دی، سلمان آفاقی کے گھر سے وہ فائل ان کے محکمے کے ملازم اقبال گورا نے حاصل کی... اور اس سے قاتل نے... یہاں اس سارے کھیل میں دو باتیں جواب طلب ہیں... پہلے ہمیں ان دو باتوں کا جواب حاصل کرنا ہوں گے... پھر ہم اس معاملے میں کوئی قدم آگے بڑھا سکیں گے... ویسے اس وقت تک اس کیس پر صرف ایک بات یقینی ہے... اور وہ یہ کہ اقبال کا قتل ہوا... لہٰذا ہم

کہہ سکتے ہیں... یہ سارا معاملہ بہت الجھا ہوا ہے... اور صرف قاتل ہی ایک ایسا شخص ہے... جو اس سارے راز سے باخبر ہے... اور ہم سب اس وقت اس کی سازش کے مہرے بن کر رہ گئے ہیں"۔

"وہ دو سوال کیا ہیں؟" صدر صاحب بے چین ہو کر بولے۔

"پہلا سوال... آپ کو وہ فائل کہاں سے ملی تھی... میرا مطلب ہے، وہ فائل آپ تک کیسے پہنچی تھی؟" محمود نے ٹھہرے ہوئے انداز میں کہا۔

"ہاں! یہ ایک بالکل الگ سوال ہے... مجھے وہ فائل ہمارے کمانڈر انچیف کمال فیاضی صاحب نے دی تھی... شارجستان کی سرحد پر ایک نامعلوم آدمی کی لاش ملی تھی... اس لاش کے بارے میں تمام تر تفصیلات اس فائل میں جمع کی گئی تھیں... یعنی اس کی تلاشی لینے پر اس سے کیا کچھ ملا تھا... اس کا حلیہ وغیرہ کیا تھا... مطلب یہ کہ اس کے بارے میں ملٹری پولیس بھی کچھ معلوم نہیں کر سکی تھی... جب معاملہ حل نہ ہو سکا... اور وہ کچھ بھی معلوم نہ کر سکے... تو کمال فیاضی نے وہ فائل خود مجھے دی... تاکہ میں وہ انسپکٹر جمشید کے حوالے کر سکوں... اور وہ اس کیس پر کام کر سکیں... کمال فیاضی صاحب اور بڑے بڑے فوجی آفیسرز یہ جاننے کے لیے بری طرح بے تاب تھے کہ وہ لاش آخر کس کی تھی... لہٰذا میں نے انسپکٹر جمشید کو براہ راست وہ فائل نہیں دی تھی... آئی جی صاحب کے ذریعے انہیں بھجوائی تھی... لیکن اب یہ کہتے

ہیں کہ میں نے انہیں وہ فائل نہیں دی.... یہ ہے محمود کے پہلے سوال کا جواب.... دوسرا سوال کیا ہے محمود؟"

"دوسرا سوال یہ ہے سر کہ انسپکٹر جاسی اس معاملے میں ایسا شخص موجود ہے.... جو یہ تسلیم کرتا ہے کہ شیخ صاحب نے فائل اسے دی تھی.... وہ یہ بھی مانتا ہے کہ اس نے فائل سلمان آفاقی کو دی تھی.... یہ کہہ کر اگر وہ چھ ماہ تک فائل واپس لینے نہ آیا تو وہ اس کو انسپکٹر جمشید کے حوالے کر دیں.... اب سوال یہ ہے کہ یہ درمیان مین سلمان آفاقی صاحب کہاں سے ٹپک پڑے.... انسپکٹر جاسی تو براہ راست فائل ہمارے والد کو دے سکتا تھا.... آخر اس نے فائل سلمان آفاقی کو کیوں دی.... ان کا اس معاملے سے کیا تعلق؟"

"ہاں! یہ سوال واقعی بہت اہم ہے.... شیخ صاحب آپ ذرا انسپکٹر جاسی کو یہیں بلا لیں"۔

"جی بہت بہتر"۔ انہوں نے کہا اور انسپکٹر جاسی کے پولیس اسٹیشن کے نمبر ملائے.... وہاں سے بتایا گیا کہ وہ گھر جا چکا ہے.... اب انہوں نے گھر کے نمبر ملائے.... جب سلسلہ نہ ملا تو پھر وائرلیس سیٹ کے ذریعے رابطہ کرنے کی کوشش کی گئی.... لیکن سلسلہ نہ مل سکا۔

"نہ فون ہو رہا ہے سر.... نہ وائرلیس پر بات ہو رہی ہے"۔

"تب پھر آپ لوگ خود وہاں جا کر دیکھیں.... اور بہتر ہو گا کہ

انسپکٹر جمشید کو بھی تلاش کریں.... اب ان کی ضرورت میں بہت شدت سے محسوس کر رہا ہوں"۔

"ہم کوشش کرتے ہیں۔ سر.... بہتر ہو گا کہ آپ چلیں.... ہم ایوان صدر میں آ کر آپ کو رپورٹ کریں گے"۔

"نہیں.... میں یہیں بیٹھوں گا"۔ وہ سرد آواز میں بولے۔

انہوں نے سر ہلا دیے.... اور وہاں سے نکل کر انسپکٹر جاسی کی طرف روانہ ہوئے.... گھر کے سامنے پہنچ کر وہ کار سے اترے.... محمود نے دستک دی.... ایک لڑکا باہر نکلا.... اس کے چہرے سے ہی انہوں نے اندازہ لگا لیا کہ وہ انسپکٹر جاسی کا بیٹا ہے۔

"ہمیں انسپکٹر صاحب سے ملنا ہے"۔

"اوہ.... آپ.... سر.... آپ تو آئی جی صاحب ہیں غالباً" لڑکا بوکھلا اٹھا۔

"آپ انہیں بلائیں"۔

"جی اچھا.... آپ لوگ ڈرائنگ روم میں تشریف رکھیں"۔

وہ انہیں کمرے میں بٹھا کر چلا گیا.... جلد ہی اس کی واپسی ہوئی.... اس کے چہرے پر گھبراہٹ ہی گھبراہٹ تھی۔

"وہ.... ابو کو پتا نہیں کیا ہو گیا ہے.... اٹھ ہی نہیں رہے.... بس ساکت پڑے ہیں"۔

"ہمارے آگے آگے چلیے.... جلدی کریں"۔ محمود چلا اٹھا۔

وہ دوڑتے ہوئے انسپکٹر جاسی کے کمرے میں داخل ہوئے اور

پہلی ہی نظر میں انہوں نے جان لیا کہ وہ مر چکا تھا.... اس کی
آنکھیں کھلی تھیں.... اور ان میں اب تک خوف نظر آ رہا تھا....
عین اس وقت دروازے کی گھنٹی بجی.... وہ اچھل پڑے۔

○☆○

اس کا نام بتاؤ

اپنے ماتحتوں کو اس طرح اچھلے دیکھ کر اکرام بوکھلا اٹھا۔

"کیا ہوا بھئی؟"

"سر.... یہ تو بالکل صاف میک اپ میں ہے"۔

"اوہ اچھا.... اس کا مطلب ہے.... یہ کالیا نہیں ہے.... بلکہ
کالیا وہی ہے.... جسے ہم نے ہوٹل شاہی سے پکڑا ہے"۔

"اس کے سوا کیا کہا جا سکتا ہے سر"۔

"تم کیا کہتے ہو؟" اکرام نے اس سے کہا۔

"بالکل یہی بات ہے.... میں کالیا نہیں ہوں.... میں تو ایک
اور قیدی ہوں.... لیکن میرے چہرے پر کالیا کا میک اپ کر دیا گیا
تھا.... صرف یہ کہ اگر میں نے کالیا بن کر رہنا منظور کر لیا تو اچھے
اچھے کھانے ملیں گے اور بھی کئی سہولتیں ملیں گی.... اب آپ ہی
بتائیں.... جیل میں تو رہنا ہی ہے.... جیل والے جس حالت میں
چاہیں رکھ سکتے ہیں.... اب اتنی سی بات کے لیے مجھے آسانیاں مل رہی
تھیں تو میں کیوں کرتا انکار"۔

"آپ نے اچھا کیا.... آپ کس جرم میں آئے تھے؟"

"بیٹی کی شادی کے لیے میرے پاس جہیز نہیں تھا.... لڑکے
والے اچھے بھلے جہیز کا مطالبہ کرتے تھے.... تنگ آکر میں نے ایک
بڑے گھر میں چوری کرنے کا منصوبہ بنایا.... لیکن پکڑا گیا"۔

"اور تم نے یہ منصوبہ کس طرح بنا لیا.... کیا تم پہلے بھی
چوری چکاری کرتے رہے ہو؟"

"نہیں جناب.... وہ پہلا موقع تھا"۔

"تب پھر.... منصوبہ کس طرح بن گیا؟"

"میں جاسوسی ناول پڑھنے کا شوقین تھا.... بس ان کو پڑھ
پڑھتے ایسا ایک منصوبہ بنانے کے قابل ہو گیا"۔

"لیکن کیوں.... کیا تم ہر جاسوسی ناول میں یہ نہیں پڑھ
رہے تھے کہ مجرم کوئی نہ کوئی غلطی ضرور کرتا ہے.... اور اس غلطی
کی وجہ سے آخر کار وہ پکڑا جاتا ہے.... پھر اسے کئی سال سزا کاٹنا پڑ
ہے.... یا موت کی سزا پاتا ہے.... کیا تم جاسوسی ناولوں میں یہ نہیں
پڑھتے رہے؟" انسپکٹر جمشید نے برا سامنہ بنا کر کہا۔

"ہاں! ہر ناول میں یہی پڑھتا رہا.... لیکن بس.... دماغ
خرابی ہی کہہ سکتے ہیں اسے کہ میں نے سمجھ لیا.... مجھ سے کوئی غلطی
نہیں ہو گی"۔

"اور غلطی کیا ہوئی تھی تم سے؟" انہوں نے پوچھا۔

"اس گھر کے بار بار چکر لگائے تھے میں نے.... تاکہ ہر
ذہن نشین ہو جائے.... لیکن یہ بار بار چکر لگانا ہی میرے

خطرناک ثابت ہوا.... ایک پڑوسی نے مجھے بار بار چکر لگاتے دیکھ لیا
تھا.... اس کے ذہن میں میرا پورا حلیہ موجود تھا.... لہٰذا اس نے
پولیس کو میرا حلیہ نوٹ کروا دیا.... چوری کے دوسرے دن میں یہ
دیکھنے کے لیے وہاں آس پاس چلا گیا کہ دیکھیں.... پولیس کیا کر رہی
ہے.... بس اس پڑوسی نے پولیس والوں کو بتا دیا کہ میں چکر کاٹتا رہا
ہوں.... اس طرح پولیس نے مجھے پکڑ لیا.... اس کے بعد انہوں نے
جو میری حالت بنائی.... خدا کی پناہ.... میں نے اگل دیا کہ ہاں میں
نے ہی چوری کی ہے.... اب میں جیل کی سزا کاٹ رہا ہوں.... اور
میری بیٹی گھر میں بیٹھی میری راہ تک رہی ہے.... مجھے چھ سال کی
سزا ہوئی ہے.... ابھی صرف ایک سال ہوا ہے"۔ اس نے سرد آہ
بھری۔

"اف مالک کیا اس سے یہ بہتر نہیں تھا کہ تم بیٹی کی شادی
کہیں اور کر دیتے.... کسی ایسے گھرانے میں جو جہیز کا مطالبہ نہ کرتا
ہو"۔

"بہت کوشش کی.... بہت گھوما.... پھرا.... مارا مارا پھرا....
لیکن کہیں بات نہ بنی.... بس وہی ایک گھرانہ شادی کے لیے تیار
تھا.... لیکن وہ جہیز مانگتا تھا.... بس.... میں کیا کرتا"۔ یہ کہہ کر وہ
رونے لگا۔

ان کی آنکھوں میں بھی آنسو آ گئے.... آخر انسپکٹر جمشید
بولے۔

"میں تمہیں جیل سے تو نہیں نکلوا سکتا.... ہاں سزا میں کمی ضرور کرا سکتا ہوں.... اور تمہاری بیٹی کی شادی کا انتظام بھی ضرور کروں گا.... ان شاء اللہ ایک آدھ ماہ میں ہی تم سن لو گے.... تمہاری بیٹی کی شادی ہو گئی"۔

"اگر ایسا ہو جائے.... تو میرے سر سے بہت بڑا بوجھ اتر جائے گا.... اور میں سکون سے یہ سزا کاٹ سکوں گا"۔

"تم اپنا پتہ نوٹ کرا دو.... اکرام لکھ لو.... پھر ہم وہاں چلیں گے"۔

"او کے سر"۔

پتا لکھنے کے بعد انہوں نے پوچھا۔

"ہاں! اب بتاؤ.... جیل کے کس ملازم نے تمہیں مجبور کیا تھا کہ اس میک اپ میں اس کوٹھڑی میں رہو"۔

"یہ بتانے کے جرم میں میرا یہاں رہنا اور مشکل ہو جائے گا سر"۔

"تم فکر نہ کرو.... میں تمہاری جیل تبدیل کرا دوں گا.... بلکہ کسی آفیسر کے گھر میں تمہیں رکھوا دوں گا.... تم اپنی سزا وہاں پوری کر سکو گے"۔

"کک.... کیا واقعی؟"

"ہاں! لیکن شرط یہ ہو گی کہ تم فرار نہیں ہو گے.... کیونکہ مجھے تمہاری ضمانت دینا ہو گی"۔ انہوں نے جلدی جلدی کہا۔

"اگر ایسا ہو جائے تو یہ مجھ پر بہت بڑا احسان ہو گا"۔

"تب پھر اس کا نام بتاؤ"۔

"وہ میرے ساتھ کوئی زیادتی تو نہیں کر سکے گا"۔

"اسے تو ہم ابھی آپ کے سامنے گرفتار کریں گے.... وہ زیادتی کیسے کر سکے گا بھلا"۔

"لیکن رہا ہونے کے بعد"۔ وہ کانپ کر رہ گیا۔

"اوہ ہاں! اس کا امکان ہے.... لیکن فکر نہ کرو.... ہم اس کا بھی کوئی نہ کوئی حل اللہ نے چاہا تو سوچ لیں گے"۔

"اچھی بات ہے.... جیل کے انسپکٹر نے مجھے ایسا کرنے کے لیے کہا تھا"۔

"اوہ.... نن نہیں"۔ وہ حیران رہ گئے.... پھر انہوں نے وہیں جیل کے انسپکٹر کو بلوا لیا.... اس کے چہرے پر ایک رنگ آ رہا تھا تو دوسرا جا رہا تھا۔

"آپ کا نام جناب؟" انسپکٹر جمشید نے پوچھا۔

"غالب شیرازی"۔ اس نے فکرمندانہ انداز میں کہا۔

"آپ اس قیدی کو جانتے ہیں؟"

"جی ہاں.... آخر میں اس جیل کا انسپکٹر ہوں"۔ اس نے فوراً کہا۔

"کیا نام ہے ان کا؟"

"تنویر خالد"۔ وہ بولا۔

"ان کا جرم کیا تھا؟"

"انہوں نے چوری کی تھی.... اور پکڑے گئے تھے' عدالت میں انہوں نے فوراً اپنا جرم قبول کیا تھا.... اور جب پولیس نے انہیں گرفتار کیا تھا' اس وقت بھی انہوں نے فوراً ہی اپنا جرم مان لیا تھا.... لہٰذا ان کے ساتھ کوئی ظلم نہیں ہوا' کوئی زیادتی نہیں ہوئی"۔

"بالکل ٹھیک.... یہ ہیں تو تنویر خالد.... جسے آپ نے کالیا بنا دیا.... اور کالیا کو آپ نے کر دیا جیل سے باہر.... سوال یہ ہے کہ آپ جیل کے قیدیوں کی تعداد کیسے پوری کرتے ہیں.... کیونکہ اس طرح ایک قیدی کو جیل سے تو بہرحال نکالا گیا ہے نا"۔

"ہوں.... میں اپنا جرم مانتا ہوں.... خود کو گرفتاری کے لیے پیش کرتا ہوں"۔ اس نے پرسکون انداز میں کہا۔

"کیا مطلب.... کیا آپ یہ اقرار کر رہے ہیں کہ آپ نے کالیا کو جیل سے نکل دیا تھا.... اور اس کی جگہ تنویر خالد کو بطور کالیا رہنے پر مجبور کیا تھا؟"

"ہاں.... یہی بات ہے"۔

"آخر آپ نے یہ جرم کیوں کیا؟"

"کالیا کسی زمانے میں میرا دوست تھا.... وہ جرم کرنے لگا.... میں جیل میں ملازم ہو گیا.... چنانچہ جب وہ گرفتار ہوا اور جیل میں آیا تو میری اس سے ملاقات ہوئی.... اس نے دوستی کا واسطہ دیا تو

میں نے اسے جیل سے نکالنے کے لیے منصوبہ بنایا.... تنویر خالد کو آسانیوں کا لالچ دیا.... اس طرح میں ایسا کرنے میں کامیاب ہو گیا"۔

"لیکن اس طرح جیل کا ایک قیدی کم ہو گیا.... اس کا آپ نے کیا کیا؟"

"کچھ نہیں.... گنتی تو مجھے ہی کرنا ہوتی ہے نا"۔ وہ مسکرایا۔

"گویا اب اس دوست کے لیے آپ کو خود جیل میں رہنا ہو گا"۔

"کوئی بات نہیں.... دوست کی خاطر تو جان بھی حاضر ہے"۔

"اوہ اچھا.... گرفتار کر لو بھئی انہیں.... اور اب ذرا ہم کمرۂ امتحان میں چلیں گے.... کیونکہ ہم کالیا سے پوچھ گچھ کر سکتے ہیں.... غالب شیرازی کو بھی فی الحال وہیں لے چلیں"۔ انہوں نے کہا۔

"بہت بہتر سر"۔ اکرام نے جواب دیا۔

پھر وہ دفتر آ گئے.... کالیا نے غالب شیرازی کو دیکھا تو اس کا رنگ اڑ گیا۔

"یہ لیں مسٹر کالیا.... ہم آپ کے دوست کو بھی یہیں لے آئے ہیں.... اکرام.... ذرا موبائل بند کر دو.... میں نہیں چاہتا.... اس مرحلے پر کوئی دخل اندازی ہو"۔

"یس سر!" اس نے کہا اور موبائل آف کر دیا۔

"اچھا کیا"۔ کالیا نے کہا۔

"اب یہ بات ثابت ہو گئی ہے کہ تم ہی کالیا ہو"۔

"چلو کوئی بات نہیں.... اگر ثابت ہو گئی ہے تو ہوتی رہے"۔

اس نے کندھے اچکائے۔

"اب بتاؤ.... فائل کا کیا چکر ہے.... تم مجھے اس کیس پر کام کرنے سے کیوں روکنا چاہتے تھے؟"

"اسی میں آپ کی بھلائی ہے"۔ اس نے جل کر کہا۔

"تم میری بھلائی کے لیے فکرمند نہ ہو.... اور یہ بتاؤ.... اگر میں نے اس کیس پر کام کیا تو تمہارا کیا نقصان ہو جائے گا؟" انہوں نے روانی کے عالم میں کہا۔

"بہت خوفناک نقصان ہو جائے گا.... آپ سوچ بھی نہیں سکتے، اس لیے میں اب بھی یہی کہوں گا.... اس معاملے کو یہیں دفن کر دیں.... آپ کے بچے جہاں تک آگے بڑھ چکے ہیں.... انہیں وہیں روک دیں.... بلکہ واپس بلا لیں.... ورنہ اس کیس کی لپیٹ بہت خوفناک ہو گی"۔

"پتا نہیں.... تم کیا کہ رہے ہو"۔ انسپکٹر جمشید نے جھلا کر کہا۔

"آپ کو کچھ معلوم نہیں انسپکٹر.... کچھ معلوم نہیں"۔ اس نے نفرت زدہ انداز میں کہا۔

"ارے بھائی.... تو بتا دیں.... کیا معلوم نہیں مجھے"۔ انہوں نے بھنا کر کہا۔

"اس چکر کے بارے میں.... آپ کو کچھ معلوم نہیں"۔

"تو میں ابھی معلوم کر لوں گا.... اور کام شروع کر دوں گا"۔

"اور نقصان میں رہیں گے"۔

"ہم لوگ نفع اور نقصان کے چکر میں نہیں پڑتے، ہم تو بس صرف اپنے دین، ملک اور قوم کے لیے کام کرتے ہیں"۔ انہوں نے جذباتی آواز میں کہا۔

"او کے.... اب جو آپ کے جی میں آئے.... وہ کریں"۔

اس نے منہ بنایا۔

"مطلب یہ کہ آپ کچھ نہیں بتائیں گے"۔ انسپکٹر جمشید نے منہ بنایا۔

"نہیں.... بالکل نہیں.... یہ لو میں ہونٹ سی رہا ہوں.... یاد رکھنا.... تم ان ہونٹوں کو نہیں کھلوا سکو گے.... لگا لو زور"۔ اس نے کہا اور ہونٹ بھینچ لیے۔

"بٹھاؤ بھئی اسے مشین میں"۔ انہوں نے اکرام کی طرف دیکھا۔

اسے مشین میں کسا گیا.... وہ چیختا چلاتا بے ہوش ہو گیا.... دوسری میں کسا گیا.... پھر ایسا ہی ہوا.... تیسری میں بھی اس نے زبان کھولنے کی بات نہ کی اور بے ہوش ہو گیا۔

"اب اسے خفیہ ٹھکانا نمبر ا پر لے چلو"۔ انسپکٹر جمشید پرسکون آواز میں بولے۔

ایسا ہی کیا گیا.... یہاں زبان کھلوانے کے عجیب و غریب طریقے تھے.... اسے فرش پر لٹایا گیا.... ہاتھ ہکوں سے کس دیے

گئے.... اب ایک بٹن دبایا گیا.... آہستہ آہستہ فرش گرم ہونے لگا....
تپنے لگا.... اس کی آنکھوں میں خوف سمانے لگا.... پھر اس نے کہا۔

"نن.... نہیں.... نہیں.... یہ.... یہ ظلم نہ کرو"۔

"حد ہو گئی.... یہ تمہیں ظلم محسوس ہو رہا ہے.... اور تم
ہمارے پورے ملک کے خلاف کوئی سازش کرو.... یہ ظلم ہی نہیں
ہے"۔ انسپکٹر جمشید چلائے۔

"اپنا اپنا کام ہے.... میں اپنے ملک کے لیے کام کر رہا
ہوں"۔ اس نے ہنس کر کہا۔

"کیا مطلب؟" وہ ایک ساتھ بولے۔

"اور میرے ملک کے لوگ مجھے ہیرو لکھیں گے.... وہ میری
داستانیں اپنے بچوں کو سنایا کریں گے.... کہ ہمارا ایک سپاہی تھا....
اس نے دشمن ملک میں جا کر کارنامے انجام دیے.... آخر پکڑا گیا....
لیکن اس نے زبان نہ کھولی.... وقت کا مشہور و معروف انسپکٹر جمشید
اس کی زبان نہ کھلوا سکا"۔

"بہت خوب! تم نے اتنا تو بتایا کہ تم اس ملک کے نہیں
ہو.... کس دشمن ملک سے تعلق ہے تمہارا؟"

"میں تو تمہیں یہ تک نہیں بتاؤں گا"۔

"اکرام.... اسے چھوڑ دو"۔

"جی.... کیا فرمایا.... چھوڑ دوں.... یعنی فرش سے اسے ہٹا
دوں"۔

"نہیں بلکہ آزاد کر دو.... جہاں یہ جانا چاہے.... جانے دو"۔

"سر.... یہ آپ کیا کر رہے ہیں.... اس فائل کے چکر کے
بارے میں اگر کوئی کچھ بتا سکتا ہے.... تو وہ یہی ہے"۔ اکرام نے
بوکھلا کر کہا۔

"میں بھی اسی خوش فہمی میں مبتلا تھا"۔

"کیا فرمایا سر.... آپ بھی اسی خوش فہمی میں مبتلا تھے"۔

"ہاں.... میرا یہی خیال تھا کہ فائل G-23 کے بارے میں
اگر کوئی کچھ بتا سکتا ہے تو وہ یہ ہے.... میں نے کہا نا.... میں بھی اسی
خوش فہمی میں تھا"۔

"آپ کیا کہنا چاہتے ہیں سر.... میں سمجھا نہیں"۔

"یہ اس چکر کے بارے میں کچھ بھی نہیں جانتا"۔

"جی.... کیا مطلب.... کیا مطلب؟" اکرام اور کالیا ایک ساتھ
چلائے۔

"یہ آپ نے کیا کہا سر.... یہ اور اس چکر کے بارے میں کچھ
نہیں جانتا"۔

"ہاں! اسے فرش پر لٹانے کے فوراً بعد مجھے اندازہ ہوا"۔ وہ
مسکرائے۔

"لیکن کیسے؟"

"پہلے جب ہم نے اسے مشین میں کسا تو میں نے ایک لمحے
کے لیے بھی اس کی آنکھوں میں خوف نہیں دیکھا.... یہاں فرش پر

لٹانے کے بعد جب یہ فرش گرم ہونے لگا تو اس کی آنکھوں میں بے پناہ خوف سما گیا... آخر کیوں... یہ خوف صرف اس لیے تھا کہ اسے معلوم تو کچھ ہے نہیں... اور گرم عذاب اس کے لیے ناقابل برداشت ہے... تو اب یہ کیا کرے گا... فائل کے بارے میں معلوم ہوتا تو بتا کر اپنی جان چھڑا سکتا تھا... لہٰذا میں سو فیصد یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ اسے کچھ معلوم نہیں... اور اصل مجرم نے اس سے ایک مہرے کے طور پر کام لیا ہے... لہٰذا تم اسے جانے دو"۔

"کیا ہم اس کی نگرانی کرائیں سر؟" اس نے پوچھا۔

"ہاں اس کی نگرانی کراؤ... دیکھتے ہیں یہ کہاں جاتا ہے؟"

"نن نہیں... نہیں... نہیں"۔ وہ چلا اٹھا۔

"کیا ہوا بھئی... اب کیوں چیخ رہے ہو... تمہیں تو خوش ہونا چاہیے"۔ اکرام نے حیران ہو کر کہا۔

"نن نہیں... نہیں آپ نہیں جانتے... وہ مجھے مار ڈالے گا... جونہی میں اسے نظر آیا... وہ مجھے مار ڈالے گا... کیونکہ اس نے کہا تھا... میں اپنی زبان بند رکھوں گا تو انسپکٹر جمشید میرا کچھ نہیں بگاڑ سکیں گے... اور جیل میں ڈال دیں گے... جیل سے وہ مجھے خود چھڑا لے گا... لیکن اگر میں نے کچھ بتایا تو پھر انسپکٹر جمشید مجھے چھوڑ دیں گے... اس صورت میں وہ مجھے سڑک پر ڈھیر کر دے گا"۔

"تو تم ہمیں کچھ بتا سکتے ہو؟"

"کسی حد تک تو بتا سکتا ہوں... لیکن اصل راز مجھے نہیں معلوم... بلکہ باس کے سوا کسی کو معلوم نہیں"۔

"چلو ٹھیک ہے... ہم تمہیں جیل بھجوا دیتے ہیں... بتاؤ... کیا بتا سکتے ہو؟" انہوں نے برا سا منہ بنایا۔

"شارجستان کی سرحد پر..."

"ایک منٹ... پہلے تو یہ بتاؤ... تمہارا تعلق کس ملک سے ہے... کیا شارجستان سے؟"

"ہاں! بالکل"۔

"چلو... اب بتاؤ"۔

"شارجستان کی ایک سرحد پر ایک لاش پڑی پائی گئی تھی... اس لاش کے بارے میں فوجی تحقیقات کی گئیں... ان تحقیقات کی ایک فائل تیار ہو گئی... کمانڈر انچیف نے وہ فائل صدر صاحب کو دی... صدر صاحب نے وہ فائل آگے آئی جی صاحب کو دی تاکہ وہ انسپکٹر جمشید کو دے دیں... لیکن انہوں نے وہ فائل انسپکٹر جاسی کو دے دی"۔

"یہ... یہ کیسے ہو سکتا ہے؟" انسپکٹر جمشید چلائے۔

○☆○
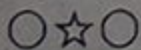
لیکن کیا

"کیوں جناب! کیا ہوا؟"۔ اس نے چونک کر پوچھا۔

"آؤ اکرام چلیں.... جلدی.... انسپکٹر جاسی کی زندگی خطرے میں ہے"۔

"جی.... کیا فرمایا.... انسپکٹر جاسی کی زندگی خطرے میں.... یہ آپ نے کیسے اندازہ لگا لیا"۔

"دیر نہ کرو اکرام.... ہم پہلے ہی بہت لیٹ ہو چکے ہیں نا"۔

وہ دوڑ کر کار میں بیٹھے.... انسپکٹر جاسی کے پولیس اسٹیشن پہنچے.... وہاں انہیں بتایا گیا کہ وہ گھر جا چکا ہے.... چنانچہ وہ اس کے گھر پہنچے.... انسپکٹر جاسی کے گھر کے باہر بچوں کی کار دیکھ کر وہ حیرت زدہ رہ گئے۔

"اکرام.... بچے ہم سے پہلے یہاں پہنچ گئے.... لیکن اس کے باوجود میرا خیال ہے.... تیر کمان سے نکل چکا ہے"۔

"جی کیا فرمایا.... تیر کمان سے نکل چکا ہے"۔

"ہاں.... وہ ضرور مارا جا چکا ہے"۔

اکرام نے خاص انداز میں دستک دی.... انہوں نے محمود کو

دوڑ کر باہر آتے دیکھا.... اس کے چہرے پر نظر پڑتے ہی وہ بولے۔

"تو انسپکٹر جاسی مارا جا چکا ہے"۔

"اوہ.... اوہ.... آپ کو کیسے معلوم ہو گیا ہے ابا جان"۔

"ابھی ابھی یہ اندازہ لگایا تھا.... اندازہ لگاتے ہی ہم ادھر دوڑ پڑے.... لیکن کیا فائدہ"۔

"آئیے پھر اندر.... آپ بھی لاش کا معائنہ کر لیں"۔

وہ اندر آئے.... انسپکٹر جاسی کی لاش بستر پر پڑی تھی.... بے آواز پستول سے فائر کیا گیا تھا.... گولی اس کی پیشانی پر لگی تھی.... اور یہ کام کھڑکی سے کیا گیا تھا.... کھڑکی کی دوسری طرف ایک چھوٹا سا باغیچہ تھا.... قاتل اسی باغیچے میں داخل ہوا، کھڑکی کے نزدیک آیا اور ادھر آہٹ سن کر انسپکٹر جاسی کھڑکی کی طرف مڑا.... بس اسی لمحے قاتل نے فائر کر دیا اور واپس جانے کے لیے مڑ گیا.... دروازے کے پاس سے باغیچہ میں آنے کے لیے تو دروازہ عبور نہیں کرنا پڑتا تھا.... ایک باڑھ لگی ہوئی تھی.... اس کو پھلانگنا ذرا بھی مشکل نہیں تھا.... انہوں نے باغ کا جائزہ لیا.... کھڑکی کے نیچے قدموں کے نشانات دیکھے.... کھڑکی پر سے انگلیوں کے نشانات بھی اٹھوائے.... کھڑکی کے نیچے جوتوں کے نشانات موجود تھے.... لیکن وہ نشانات عام سے تھے.... کسی کے جوتوں سے بھی ایسے نشانات بن سکتے تھے.... ان میں کوئی خاص بات انہیں نظر نہ آئی.... لیکن پھر فرزانہ زور سے چونکی، اس کے منہ سے پرجوش انداز میں نکل گیا۔

"ارے! یہ کیا؟"

"خدا کا شکر ہے.... کسی کو تو کچھ نظر آیا"۔ فاروق خوش ہو

گیا۔

"لیکن کیا.... سوال تو یہ ہے"۔ محمود نے منہ بنایا۔

"یہ تو فرزانہ بتا ہی دے گی"۔

"نہیں"۔ فرزانہ نے منہ بنایا۔

"کیا کہا.... نہیں"۔ فاروق کے لہجے میں حیرت تھی۔

"ہاں! میں نے یہی کہا ہے.... کبھی تم بھی مشاہدے سے کام

لے لیا کرو"۔ فرزانہ نے جل کر کہا۔

"کیا کہنا چاہتی ہو فرزانہ؟" محمود جل گیا۔

"دائیں پیر کے جوتے کے اس نشان کو بہت غور سے دیکھنے

کی ضرورت ہے"۔

"آؤ بھئی محمود.... بہت غور سے دیکھیں"۔

"لو لو.... بہت خوب فرزانہ"۔ ایسے میں انسپکٹر جمشید کے

منہ سے نکلا۔

"کیا مطلب ابا جان.... کیا آپ نے بھی اس چیز کو اب دیکھا

ہے"۔ اس کے لہجے میں حیرت تھی۔

"ہاں! ایسا بھی ہوتا ہے.... چوک ہو جانا لازمی بات ہے"۔ وہ

مسکرائے۔

"حد ہو گئی.... یعنی کہ"۔ فاروق نے جھلا کر کہا۔

"بھئی عقل لڑاؤ.... انگارے نہ چباؤ"۔ فرزانہ ہنسی۔

"حد ہو گئی.... اب میں یہاں عقل کس سے لڑاؤں"۔

فاروق بولا۔

"محمود سے.... اور کس سے"۔

اب تو دونوں پریشان ہو گئے.... کیونکہ اس جوتے کے نشان

میں ان دونوں کو کوئی خاص بات نظر نہیں آئی تھی۔

"جلدی بتاؤ بھئی.... وقت ضائع نہ کرو"۔ انسپکٹر جمشید نے

منہ بنایا۔

"آپ کہتے ہیں تو بتا دیتا ہوں"۔ یہ کہتے ہوئے فاروق مسکرا

دیا۔

"بہت خوب فاروق.... میں تو پریشان ہو چلا تھا"۔ محمود نے

خوش ہو کر کہا۔

"پریشانی اس میں کیسی؟" فاروق نے پوچھا۔

"اس خیال سے کہ میں تو جان گیا ہوں.... فرزانہ کا اشارہ

کس طرف ہے.... میں چاہتا تھا.... تم مجھ سے پہلے بتاؤ"۔

"تو پھر سنو محمود.... دونوں جوتوں کے تلووں میں دائرے اور

نقطے سے بنے ہوئے ہیں.... ایڑی کی طرف سے اگر گنیں تو

دائروں کی قطار میں درمیان والا دائرہ غائب ہے.... جب کہ بائیں

جوتے میں دائرہ موجود ہے.... اس کا مطلب ہے.... کسی اور شخص

نے اگر ایسے جوتے پہن رکھے ہیں تو اس کے تلے میں یہ دائرہ غائب

نہیں ہو گی... اس طرح ہم کم از کم قاتل کے جوتے ضرور پہچان
سکتے ہیں... کیس سے متعلقہ لوگوں کے جوتوں کا معائنہ کروا سکے
ہیں"۔

"ارے باپ رے... اب ہم جوتوں کا معائنہ کریں گے"۔

فاروق بوکھلا اٹھا... اور وہ مسکرا دیے... پھر انسپکٹر جمشید نے چونک
کر کہا۔

"آؤ... باہر چل کر کار میں بیٹھتے ہیں... دائرے والا یہ معاملہ
نوٹ کر لیں"۔

"جی اچھا"۔ محمود نے کہا اور نوٹ بک نکال کر لکھنے لگا۔

پھر وہ باہر آ گئے۔

"ہاں اب تم کہانی سناؤ"۔

"لیکن آپ کہاں چلے گئے تھے اباجان"۔

"فائل G-23 کیس کے ذمے داروں نے مجھے موت کے
گھاٹ اتارنے کی سازش کی تھی... میں ان کی سازش کے جال میں
آ گیا تھا... لیکن اللہ کی مہربانی سے میں جال سے نکل آیا... اور ان
لوگوں کی یہاں موجودگی کا مطلب ہے... تم بھی اسی فائل کے چکر
میں ہو"۔

"ہاں! یہی بات ہے اباجان"۔

"بس تو پھر سناؤ کہانی"۔

انہوں نے پوری تفصیل سے کہانی سنا دی... جب محمود ان

جلے پر آیا کہ آئی جی صاحب نے فائل ان کے بجائے انسپکٹر جاسی کو
دے دی تو وہ چلا اٹھے۔

"یہ کیسے ہو سکتا ہے"۔

"ہم بھی یہی کہتے ہیں اباجان... انکل شیخ صاحب بھی یہی
کہتے ہیں کہ انہیں فائل دینا ہوتی تو وہ آپ کو دیتے... انسپکٹر جاسی
کو دینے کے بارے میں تو وہ سوچ بھی نہیں سکتے تھے... ہم سب کا
بھی یہی خیال ہے... لیکن یہاں سب سے عجیب بات یہ ہے' صدر
صاحب اس بات کو تسلیم کرتے ہیں کہ کمانڈر انچیف کمال فیاضی
صاحب نے فائل انہیں دی تھی... لیکن اس کے بعد ان کا کہنا یہ
ہے کہ انہوں نے فائل انسپکٹر جاسی کو نہیں دی تھی"۔

"تب پھر... ان کا بیان کیا ہے... انہوں نے فائل کسے دی
تھی؟"

"یوں بات نہیں بنے گی... سب کو ایک جگہ جمع ہونا پڑے
گا... معاملہ ہر لمحے مزید الجھتا جاتا ہے"۔ انسپکٹر جمشید نے کہا۔

"یہ ٹھیک رہے گا"۔

اب انہوں نے صدر صاحب کو فون کیا... آئی جی صاحب
سے بات کی... غرض سبھی متعلقہ لوگوں کو فون کیا... آخر وہ ایوان
صدر میں جمع ہوئے... وہاں انہیں خان رحمان اور پروفیسر داؤد بھی
نظر آئے۔

"حیرت ہے انکل... ہم نے تو آپ کو فون نہیں کیا تھا... پھر

بھی آپ یہاں نظر آ رہے ہیں"۔

"یہ بات صدر صاحب بتائیں گے"۔ خان رحمان مسکرائے۔

"انہیں میں نے بلایا ہے.... اس سارے معاملے میں یہ میرا ساتھ دیں گے"۔ انہوں نے کہا۔ "آپ کا ساتھ دیں گے.... کیا مطلب؟"

"میں نے انہیں بھی سارے حالات سنائے ہیں.... گویا اب یہ مشورہ تو ضرور دے سکیں گے"۔

"اوہ اچھا.... خیر.... ہم سمجھے تھے کہ ہمارا ساتھ نہیں دیں گے"۔ فاروق نے بوکھلا کر کہا۔

اور وہ ان حالات میں بھی مسکرا دیے.... آخر انسپکٹر جمشید نے کہا۔

"یہ ایک عجیب کیس ہے.... اس میں اب تک دو قتل ہو چکے ہیں اور قاتل کے ارادے خطرناک نظر آتے ہیں.... وہ قطعاً کوئی رعایت کرنے کے لیے تیار نہیں ہے.... اس میں سب سے حیرت انگیز بات یہ ہے کہ صدر صاحب کا بیان ہے.... انہوں نے فائل شیخ صاحب کو دی تھی جب کہ شیخ صاحب کہتے ہیں، صدر صاحب نے انہیں G-23 نام کی فائل ہرگز نہیں دی.... دوسری طرف ایک شخص انسپکٹر جاسی تھا جسے قتل کر دیا گیا ہے.... اس کا بیان تھا کہ شیخ صاحب نے انہیں وہ فائل دی تھی.... اور اس نے وہ فائل سلمان آفاقی کے حوالے کر دی تھی.... کیا ان بیانات میں کوئی

ربط ہے.... جب کہ فائل واقعی سلمان آفاقی کے گھر میں موجود تھی.... اور ڈاکیے اقبال گورا نے وہ فائل وہاں سے حاصل کی تھی.... لیکن قاتل نے فائل اس سے حاصل کی.... اور اسے قتل کر دیا.... آخر یہ سب کیا چکر ہے.... یہاں موجود حضرات میں سے کوئی وضاحت کر سکتا ہے"۔

"نہیں.... لیکن سوالات کے ذریعے اس معاملے کو سمجھا ضرور جا سکتا ہے"۔ صدر صاحب مسکرائے۔

"ہاں! یہ ٹھیک ہے"۔ شیخ صاحب بولے۔

"تب پھر مجھے سوالات کرنے کی اجازت دی جائے"۔

"ضرور.... کیوں نہیں"۔

"محترم کمال فیاضی صاحب.... یہ معاملہ آپ سے شروع ہوتا ہے.... جب تک آپ نے فائل صدر صاحب کو نہیں دی تھی.... اس معاملے کا کسی کو کوئی پتا نہیں تھا.... پہلے آپ بتائیں.... فائل آپ کو کیسے ملی؟"

"فائل مجھے ملی نہیں.... میں نے تیار کرائی تھی.... جب مجھے بتایا گیا کہ سرحد پر ایک لاش پائی گئی ہے تو میں فوراً وہاں پہنچا.... ملٹری پولیس نے لاش کا معائنہ میرے سامنے کیا تھا.... اس کا چہرہ بری طرح بگاڑ دیا گیا تھا.... ناک، کان، ہونٹ، گال وغیرہ کاٹ دیے گئے تھے.... جسم پر بھی جگہ جگہ سے گوشت کاٹا گیا تھا.... اس کے جسم پر کپڑا نام کی کوئی چیز نہیں رہنے دی گئی تھی.... وہ لاش ہمارے

لیے ایک معمہ تھی.... ایک سوال تھی.... ہم کوئی اندازہ نہ لگا سکے.... فائل میں اس کا حلیہ لکھا گیا تھا.... یعنی جیسا حلیہ بھی ہم اس میں لکھ سکے.... لاش کے پاس ایک سگریٹ لائٹر ملا تھا.... جو سونے کا تھا.... اس پر کسی کی انگلیوں کے نشانات بھی تھے' وہ اس فائل میں لیے گئے تھے.... یہ بھی معلوم نہیں ہو سکا تھا کہ وہ مسلمان تھا یا ہندو.... یا کسی اور مذہب کا کوئی فرد تھا.... کچھ معلوم نہ ہو سکا.... لہٰذا ہم نے فیصلہ کیا کہ اس معاملے کی تحقیقات انسپکٹر جمشید کو سونپ دی جائیں.... لہٰذا میں نے فائل صدر صاحب کو دے دی اور پھر ہمیں یاد تک نہ رہا.... کہ اس فائل کا کیا بنا.... اس پر کام شروع ہوا یا نہیں.... اب معاملہ دوبارہ شروع ہوا تو یاد آیا"۔

یہاں تک کہہ کر وہ خاموش ہو گئے۔

"لاش کا کیا بنا؟"

"ظاہر ہے.... ہم اس کو دفن ہی کر سکتے تھے"۔

"او کے.... اب آپ بتائیں"۔ وہ صدر صاحب کی طرف مڑے۔

"ہاں! پوچھو"۔

"آپ کو وہ فائل فیاضی صاحب نے دی تھی؟"

"بالکل دی تھی"۔

"اور آپ نے واقعات بھی ان کی زبانی سنے تھے"۔

"بالکل سنے تھے"۔

"پھر آپ نے کیا فیصلہ کیا؟"

"یہی کہ اس معاملے کی تحقیقات انسپکٹر جمشید کریں گے"۔

"تب پھر آپ نے فائل شیخ صاحب کو دے دی.... تاکہ یہ انسپکٹر جمشید کے حوالے کر سکیں.... اور ہدایات دے سکیں"۔

"ہاں! بالکل یہی بات ہے"۔

"اب باری آتی ہے آپ کی.... اور یہیں سے اس کہانی میں گڑبڑ ہے"۔

"آپ کا بیان ہے کہ صدر صاحب نے آپ کو کوئی فائل نہیں دی تھی"۔

"بالکل یہی بات ہے"۔

"غلط.... شیخ صاحب.... بالکل غلط.... فائل میں نے آپ کو دی تھی.... میری ڈائری یہاں موجود ہے.... میرے سیکرٹری یہاں موجود ہیں.... ان کے ریکارڈ پر ہر چیز درج ہے.... یہ دیکھیں"۔

یہ کہہ کر صدر صاحب نے ڈائری کھول کر ان کے سامنے کر دی۔

وہاں واقعی یہ درج تھا کہ فائل G-23 آج مورخہ ۹ مئی صبح نو بجے آئی جی شخص نثار احمد کے حوالے کی گئی.... تاکہ وہ انسپکٹر جمشید کے حوالے کر سکیں۔

ڈائری دیکھنے کے بعد سیکرٹری صاحب نے اپنا ریکارڈ بھی انہیں دکھایا.... اس میں یہی تھا۔

"شیخ صاحب.... ان کے بیانات اس بات کی تائید کر رہے ہیں"۔

"تب جمشید.... تم میری ڈائری کیوں نہیں دیکھتے"۔ انہوں نے منہ بنایا۔

"اوہ ہاں.... بالکل"۔

اب انہوں نے ڈائری کھولی.... ۹ مئی کی تاریخ میں ان کی اس روزانہ کی مصروفیات درج تھیں.... ان میں صدر صاحب سے ملاقات کا ذکر تک نہیں تھا، بلکہ صبح نو بجے انہوں نے ایک میٹنگ بلائی تھی، اس کی صدارت کی تھی اور اس میٹنگ کی ساری روداد لکھی تھی.... شیخ صاحب تین گھنٹے تک یعنی صبح نو تا بارہ بجے وہاں موجود رہے تھے۔

اس وقت ایوان صدر میں ڈی آئی جی صاحب بھی موجود تھے.... وہ بھی اس میٹنگ میں شریک تھے.... ان کی ڈائری اس بات کی گواہ تھی.... اب جب یہ ڈائریاں صدر صاحب کے سامنے رکھی گئیں تو نہ صرف وہ بلکہ سب کے سب چکرا کر رہ گئے اور پکار اٹھے۔

"اف مالک! یہ کیا!!!"

○☆○

ن.... نہیں.... سر

وہ سب کتنی ہی دیر بتوں کی طرح بیٹھے رہے.... آخر انسپکٹر جمشید نے کہا۔

"اس طرح خاموش بیٹھے رہنے سے یہ مسئلہ حل نہیں ہو گا"۔

"تب پھر جمشید! تم ہی بتاؤ.... ہم کیا کریں.... دیکھو تو سہی.... میرا سارا ریکارڈ کہ رہا ہے کہ میں نے وہ فائل شیخ صاحب کے حوالے کی.... لیکن ان کا ریکارڈ کہ رہا ہے کہ انہوں نے اس روز مجھ سے ملاقات نہیں کی، بلکہ وہ تو اس روز ایک اور جگہ میٹنگ میں تھے.... اور اس جگہ.... خان صاحب بھی تھے.... ان حالات میں اب ہم کیا کریں.... ہمارے تو سر بری طرح گھوم رہے ہیں"۔

"ایک منٹ سر.... یہ مسئلہ ان شاء اللہ حل ہونے والا ہے.... ویسے کوئی چالاک ترین شخص اس سارے معاملے کے پیچھے ہے.... اور برابر اپنا دماغ لڑا رہا ہے.... وہ ہمیں ہر موڑ پر شکست دے کر ہم پر ہنس رہا ہو گا.... سر آپ صرف اتنا بتا دیں، اس روز یعنی نو مئی کو صبح کے وقت آپ نے آئی جی صاحب سے رابطہ کس

طرح کیا تھا؟"

"میں نے انہیں فون کیا تھا"۔

"نن نہیں.... سر.... اس روز آپ نے مجھے کوئی فون نہیں کیا.... میری ڈائری میں فون کا ذکر بھی نہیں ہے"۔

"ایک منٹ سر.... آپ پریشان نہ ہوں"۔ انہوں نے آئی جی صاحب کی طرف مڑتے ہوئے کہا' پھر صدر صاحب کی طرف متوجہ ہوئے۔

"اس روز آپ نے صبح شیخ صاحب کو فون کیا.... اور فون پر آپ نے ان سے کہا کہ وہ آ کر ان سے مل لیں.... یہ آپ کے پاس آئے.... آپ نے انہیں فائل دی.... اور یہ فائل لے کر چلے گئے"۔

"بالکل ٹھیک"۔ صدر صاحب مسکرائے۔

آئی جی صاحب نے بے چین ہو کر انسپکٹر جمشید کی طرف دیکھا.... وہ پھر بولے۔

"آپ گھبرائیں نہ"۔ یہ کہ کر وہ پھر صدر کی طرف مڑے۔

"فون کیا براہ راست شیخ صاحب نے سنا تھا سر یا ان کے اسسٹنٹ نے؟"

"ان کے آپریٹر نے.... میری نوٹ بک میں درج ہے.... فون ان کے آپریٹر اقرار نامی نے سنا تھا.... پھر انہوں نے ان سے ملا دیا تھا"۔

"بہت خوب! ایک آدمی تو ایسا ملا.... جو ہمارے کام آئے گا"۔ انسپکٹر جمشید نے خوش ہو کر کہا۔

"آپ کا مطلب ہے.... اقرار نامی"۔

"ہاں! میں ذرا ان صاحب سے مل آؤں"۔

"اوہو جمشید.... انہیں یہیں بلا لیتے ہیں"۔ صدر صاحب نے منہ بنایا۔

"جی بہت بہتر"۔ یہ کہ کر وہ آئی جی صاحب کی طرف مڑے۔

"مجھے افسوس ہے.... ایسے میں آئی جی صاحب کی آواز ابھری۔

"جی.... اب آپ کو نیا افسوس کس بات کا ہے؟" فاروق نے بوکھلا کر کہا۔

"آپریٹر اقرار نامی ریٹائر ہو چکے ہیں.... اب وہ شہر میں رہتے بھی نہیں.... اپنے گاؤں میں ملیں گے"۔

"کوئی بات نہیں ہم وہیں جا کر ان سے مل آتے ہیں.... آپ پتا بتا سکتے ہیں"۔

"وہ تو دفتر کے ریکارڈ سے ملے گا"۔

"بہت بہتر.... تو پھر ہمیں اجازت دیں.... میں خطرہ محسوس کر رہا ہوں"۔

"خخ.... خطرہ"۔ صدر بولے۔

"جی ہاں! خطرہ.... اس بات کا کہ کہیں بے چارے اقرار ہی صاحب بھی اللہ کو پیارے نہ ہو گئے ہوں"۔

"تک.... کیا مطلب جمشید.... قاتل کہیں ان تک بھی نہ پہنچ گیا ہو؟" صدر صاحب چلائے۔

"جی ہاں! لیکن میرا خیال غلط بھی ہو سکتا ہے"۔

"اس کا مطلب ہے.... فی الحال یہ میٹنگ ختم"۔

"اب اس کی ضرورت بھی نہیں ہے.... تمام حالات اور واقعات معلوم ہو چکے ہیں.... گڑبڑ آپریٹر سے ہی کہیں ہوئی ہے.... لہٰذا ہم آپریٹر کے پاس جا رہے ہیں.... بہت جلد آپ کو رپورٹ پیش کریں گے"۔

"اور وہ فائل؟"

"ان شاء اللہ فائل بھی آپ کی خدمت میں پیش کریں گے"۔

"اس کی ضرورت نہیں"۔ صدر مسکرائے۔

"جی.... کیا مطلب.... کس کی ضرورت نہیں؟"

"اس کی کہ تم وہ فائل میرے سامنے پیش کرو.... اس کو حاصل کر کے تمہیں تو یہ معلوم کرنا ہے کہ وہ کون تھا.... جس کی لاش سرحد پر ملی تھی"۔

"اوہ ہاں.... جو کام چھ ماہ پہلے ہونا چاہیے تھا.... اور نہیں ہو سکا.... وہ اب ہو گا.... ان شاء اللہ"۔

اور پھر وہ وہاں سے آپریٹر اقرار نامی کے گاؤں پہنچے.... جلد ہی اس کا گھر انہیں مل گیا.... دستک دی گئی.... تو ایک نوجوان آدمی باہر نکلا.... اس نے انہیں حیران ہو کر دیکھا۔

"جی.... فرمائیے"۔

"ہمیں اقرار نامی صاحب سے ملنا ہے"۔

"مجھے افسوس ہے"۔ وہ بولا۔

"جی.... کیا مطلب.... افسوس ہے؟"

"ہاں! آپ دیر سے آئے.... چار دن پہلے اس دنیا سے رخصت ہو گئے"۔ نوجوان کی آواز میں غم شامل ہو گیا۔

"اوہ! یہ سن کر واقعی افسوس ہوا.... ان کی موت کس طرح ہوئی"۔

"آپ شاید شہر سے آئے ہیں"۔

"جی ہاں! ہمارا تعلق آئی جی صاحب کے دفتر سے ہے.... اسی دفتر میں اقرار صاحب ملازم تھے"۔

"جی ہاں.... بالکل.... آئیے پھر بیٹھ کر بات کرتے ہیں.... اس طرح آپ کو کھڑے رکھنا مناسب نہیں"۔

"شکریہ"۔ وہ بولے.... اور اس کے ساتھ چلتے ڈرائنگ روم میں آ گئے.... اطمینان سے بیٹھنے کے بعد وہ بولے۔

"ہاں تو ان کی موت کیسے ہوئی؟"

"رات اچھے بھلے سوئے تھے.... ایسے کوئی آثار نہیں تھے...."

کہ ان کا وقت آ گیا ہے.... لیکن صبح بستر پر مردہ ملے"۔

"ان کے چہرے کا رنگ تو نہیں بدلا تھا؟"

"ہاں! کچھ نیلا تو محسوس ہوا تھا"۔

"کہیں انہیں زہر نہ دیا گیا ہو؟"

"جی.... زہر.... بھلا انہیں کوئی کیوں زہر دے گا.... ان کی ت
کسی سے کوئی دشمنی نہیں تھی.... وہ تو سب کے دوست تھے"۔

"پھر بھی اس کا امکان ہے.... ہمیں نعش نکال کر چیک کرا
ہو گا"۔

"اگر آپ اس کی ضرورت محسوس کرتے ہیں تو ہم کیا کہ
سکتے ہیں.... اس نے کندھے اچکائے۔

انسپکٹر جمشید ان انتظامات میں لگ گئے.... لاش کو شہر لایا
گیا.... ہسپتال کے ڈاکٹروں نے دیکھ کر ہی کہہ دیا کہ زہر کا کیس
ہے.... پھر پوسٹ مارٹم کی رپورٹ سے یہ بات ثابت ہو گئی۔

"گویا قاتل نے سب سے پہلے اقرار نامی کو قتل کیا تھا.... اس
سے دو باتیں واضح ہو گئیں"۔ انسپکٹر جمشید مسکرائے۔

"اور وہ کیا جمشید؟" خان رحمان نے فوراً کہا۔

"پہلی بات تو یہ کہ مجرم نے پوری منصوبہ بندی کر رکھی
ہے.... شہر میں اس کیس پر کام شروع کرنے سے پہلے ہی.... یعنی
ڈاکیے اقبال گورا کے ذریعے فائل اڑانے کا کام اس نے بعد میں
لیا.... لیکن گاؤں آ کر اقرار نامی کا کام پہلے تمام کیا.... اس لیے کہ

اسے معلوم تھا.... ہم تفتیش کرتے یہاں تک ضرور آئیں گے"۔

"اف مالک.... یہ سب کیا ہے؟" پروفیسر داؤد نے بوکھلا کر
کہا۔

"گاؤں میں اقرار کا کام تمام کرنے کے بعد اس نے ڈاکیے والا
چکر شروع کیا.... اس طرح وہ فائل حاصل کی.... سوال یہ ہے کہ
کیسے.... اپریٹر سے اس نے کیا کام لیا تھا.... اسے قتل کرنا اس کے
لیے.... ارے.... ہاں.... یاد آیا"۔ انسپکٹر جمشید چونک اٹھے۔

"ہم سے بڑی غلطی ہوئی.... ہمیں گاؤں میں ٹھہر کر اس کی
ڈائریوں اور نوٹ بکوں کو دیکھنا چاہیے تھا"۔

"تو اب ایسا کر لیتے ہیں"۔

"اوہ ہاں.... بالکل"۔

وہ ایک بار پھر گاؤں پہنچے.... نوجوان انہیں دیکھتے ہی پکار اٹھا۔

"کیا رہا؟"

"موت زہر سے ہوئی ہے.... انہیں کسی نے زہر دیا تھا....
اور ہمیں اسی مجرم کی تلاش ہے"۔

"م.... مجرم کی تلاش"۔ فاروق نے حیران ہو کر کہا۔

"کیوں.... تمہیں کیا ہوا؟" انسپکٹر جمشید نے اسے گھورا۔

"م.... میرا مطلب ہے.... یہ تو کسی ناول کا نام ہو سکتا
ہے"۔

"حد ہو گئی"۔ انہوں نے اسے گھورا اور وہ سہم گیا۔

"آپ ذرا ان کی ڈائریاں اور نوٹ بکیں نکال لائیں"۔

"جی اچھا"۔ اس نے کہا اور اندر چلا گیا۔

وہ واپس آیا تو کئی ڈائریاں اور نوٹ بکیں اس کے ہاتھوں میں تھیں.... اس نے وہ ان کے سامنے رکھ دیں.... انہوں نے نو مئی کی تاریخ والے صفحات کھولے۔

دفتر والی فائل میں کہیں بھی صدر کے فون کا ذکر نہیں تھا.... نہ کسی اور نوٹ بک میں اس تاریخ کے تحت ایسے کسی فون کا اندراج تھا۔

آخر وہ تھک کر کھڑے ہو گئے۔

"مجرم اتنا سیدھا نہیں"۔ انسپکٹر جمشید نے مسکرا کر کہا۔

"جی.... کیا مطلب.... یہاں اس نے کیا چالاکی کی ہے"۔

"اس روز اس نے اقرار صاحب کو ڈائری میں صدر کا فون نوٹ نہ کرنے کی ہدایت دی ہو گی.... لہٰذا قرار صاحب نے اس فون کا ذکر کیا ہی نہیں.... خیر ہم اس بات کا جائزہ اور طرح لیتے ہیں"۔ یہ کہ کر وہ لڑکے کی طرف مڑے۔

"کیا ان کا کسی بنک میں اکاؤنٹ تھا؟"

"اکاؤنٹ.... جی ہاں شہر کے بنک میں ان کا اکاؤنٹ تھا"۔

"ان کی کوئی پرانی چیک بک.... یا سلپ بک دے دیں"۔

چیک بک لے کر وہ شہر آئے.... اس بنک میں پہنچے.... مینیجر سے ملے.... تعارف کرایا گیا.... پھر نو مئی کے روز بلکہ ۸ مئی سے ۱

مئی تک کے اکاؤنٹ نمبر چیک کرنا شروع کیے۔

وہ یہ دیکھ کر اچھل پڑے.... کہ ۹ مئی کو اقرار نامی نے پانچ لاکھ روپے اپنے اکاؤنٹ میں جمع کرائے تھے۔

"اب اس بات میں شک نہیں رہ گیا.... کہ یہ معاملہ رشوت کے ذریعے حل کیا گیا تھا.... مجرم نے آپریٹر کو پانچ لاکھ کا لالچ دیا.... اور کہا کہ اگر صدر کا فون آئے تو آئی جی کو رنگ نہ کیا جائے.... بلکہ ان کی بات آئی جی سے نہ کرائی جائے.... اقرار نامی صاحب نے پانچ لاکھ روپے لے لیے اور یہ کام کر ڈالا.... اس طرح مجرم کامیاب ہوا.... افسوس"۔

"لیکن اباجان.... اب بھی معاملہ صاف نہیں ہوا.... چلیے مان لیا کہ اقرار نامی نے صدر صاحب سے آئی جی صاحب کی بات نہیں کرائی تھی.... اس کے بعد بھی.... آخر وہ خود صدر کے پاس جا کر فائل کیسے لے آیا.... محمود نے حیران ہو کر پوچھا۔

"میک اپ میں.... وہ آئی جی صاحب کے میک اپ میں گیا تھا"۔ انسپکٹر جمشید ہنس کر بولے۔

"کیا مطلب؟" وہ چونک اٹھے۔

"ہاں وہ وہاں آئی جی صاحب کے میک اپ میں گیا تھا"۔

"لیکن کیسے.... کسی کو اس پر شک کیوں نہیں گزرا"۔

"بھئی پہلی بات تو یہ کہ صدر صاحب نے خود آئی جی صاحب کو فون کیا تھا.... اس مجرم نے ہی فون پر صدر صاحب سے آئی جی

صاحب کی آواز میں بات کی تھی.... لہٰذا صدر صاحب نے اپنے استقبالیہ کو بتا دیا ہو گا.... کہ شیخ صاحب آ رہے ہیں.... انہیں فوراً ان تک آنے دیا جائے.... اس طرح وہ بغیر کسی روک ٹوک کے صدر صاحب تک پہنچ گیا.... ان سے فائل لی اور نکل گیا.... یہ ہے وہ کہانی.... جو حل نہیں ہو رہی تھی"۔

"لیکن ابا جان.... کہانی تو حل ہو گئی.... فائل کہاں ہے؟"

"مجرم کے پاس"۔

"اور مجرم کہاں ہے؟"

"مجرم سات پردوں میں چھپا ملے گا.... وہ کوئی عام مجرم نہیں ہے"۔

"اللہ اپنا رحم فرمائے.... ہماری تفتیش کی گاڑی تو یہاں آ کر بالکل رک گئی"۔

"نہیں رکی نہیں.... اس کہانی میں ایک اور عجیب بات ہے"۔

انسپکٹر جمشید نے پراسرار انداز میں کہا۔

○☆○

اوہ ہاں!!

انہوں نے چونک کر ان کی طرف دیکھا۔

"اور وہ عجیب بات کیا ہے ابا جان؟" محمود نے بے چینی کے عالم میں کہا۔

"اس معاملے سے.... میرا مطلب ہے.... اس سارے معاملے سے آخر سلمان آفاقی کا کیا تعلق ہے؟"

"اوہ ہاں.... واقعی.... یہ بات غور طلب ہے"۔ فاروق چونکا۔

"تو پھر اس پر غور کر لیتے ہیں.... ہمارا کیا جاتا ہے"۔ فرزانہ مسکرائی۔

"اس سے یہ بہتر رہے گا کہ ہم سلمان آفاقی سے ایک ملاقات کر لیں.... میں تو ابھی تک اس سے ملا ہی نہیں"۔ انسپکٹر جمشید بولے۔

"تو پھر چلو جمشید.... مارے سسپنس کے ہمارا برا حال ہے.... اس قدر عجیب کیس سے تو شاید ہی کبھی پالا پڑا ہو گا"۔ پروفیسر داؤد بے قراری کے عالم میں بولے۔

وہ اسی وقت روانہ ہو گئے اور سلمان آفاقی کی کوٹھی کے

دروازے پر آ کر دستک دی.... دروازہ کھلا تو خود آفاقی صاحب نظر
آئے.... وہ ان لوگوں کو دیکھ کر گھبرا گئے۔

"اتنے بہت سے لوگ.... خیریت تو ہے؟" انہوں نے حیران
ہو کر کہا۔

"مجھے انسپکٹر جمشید کہتے ہیں"۔ انہوں نے تعارف کرایا۔

"فرمایئے.... میں کیا خدمت کر سکتا ہوں.... باقی لوگوں سے تو
میں مل چکا ہوں"۔

"جی نہیں.... آپ مجھ سے اور خان رحمان سے بھی نہیں
ملے"۔ پروفیسر داؤد مسکرائے۔

"اوہ ہاں.... واقعی"۔ وہ مسکرائے۔

"آپ کو فائل والی کہانی تو اب تک پوری طرح معلوم ہو
چکی ہوگی"۔

"میں کہہ نہیں سکتا.... وہ کہانی پوری ہے یا نصف.... جو مجھے
معلوم ہے"۔

"چلیے.... آپ کو جو معلوم ہے.... وہ سنا دیں"۔

"چھ ماہ پہلے ایک اجنبی آدمی مجھے آ کر ملا تھا.... اس نے
مجھے ایک فائل دی تھی.... فائل کے اوپر لکھا تھا G-23 اور یہ کہ
یہ فائل میں اپنے پاس چھ ماہ تک رکھیں.... چھ ماہ تک اگر وہ لینے
کے لیے آ گیا تو ٹھیک.... ورنہ میں اس فائل کو انسپکٹر جمشید کے
حوالے کر دوں.... وہ نہ آیا، لیکن چھ ماہ پورے ہونے سے پہلے ہی

کسی نامعلوم آدمی نے میرے دفتر کے ملازم سے کوئی چکر چلا کر وہ
فائل حاصل کر لی.... اور ملازم کو قتل کر دیا.... بس جناب مجھے تو
صرف اتنی بات معلوم ہے"۔

"جی نہیں.... آپ کو صرف اتنی بات معلوم نہیں ہے"۔
انسپکٹر جمشید مسکرائے۔

"تب پھر.... مجھے اور کیا معلوم ہے، یہ آپ بتا دیں"۔

"پہلی بات تو یہ کہ فائل چھ ماہ کے قریب عرصے تک آپ
کے پاس رہی.... کیا اس دوران آپ کو ایک بار بھی یہ خیال نہیں
آیا کہ آخر اس فائل میں کیا ہے"۔

"ضرور خیال آیا.... بار بار آیا"۔ وہ بولے۔

"تب پھر.... کیا آپ نے اس فائل کو کھول کر دیکھا تھا؟"

"جی نہیں.... وہ امانت تھی میرے پاس.... میں کس طرح
کھول کر دیکھتا"۔

"میں اس وقت اس شہر میں موجود تھا.... کہیں باہر نہیں گیا
ہوا تھا.... آخر اس نامعلوم آدمی نے وہ فائل اسی وقت میرے
حوالے کیوں نہ کر دی.... چھ ماہ کے لیے آپ کے پاس کیوں
رکھوائی"۔

"اس سوال کا جواب تو وہی دے سکتا ہے"۔

"آپ نے جو حلیہ بتایا.... اس حلیے کا آدمی انسپکٹر جاسی تھا....
انسپکٹر جاسی نے یہ اقرار بھی کیا تھا کہ اس نے ہی فائل آپ کے

پاس رکھوائی تھی.... لیکن اس کے بعد انسپکٹر جاسی کو بھی قتل کر دیا گیا.... کیونکہ اسے فائل آئی جی صاحب سے نہیں ملی تھی.... کسی اور نے دی تھی.... جب کہ اس نے بیان دیا تھا کہ اسے فائل آئی جی صاحب نے دی ہے.... جب یہ بات ہمیں معلوم ہو گئی کہ اس نے غلط بیانی کی ہے.... تو ہم فوراً" اس کی طرف گئے.... لیکن اس وقت تک اسے قتل کر دیا گیا تھا.... اس بارے میں آپ کیا کہتے ہیں؟"

"میں خود حیران ہوں اور یہ سارا معاملہ میرے سمجھ سے باہر ہے"۔ انہوں نے بے چارگی کے عالم میں کہا۔ "اچھی بات ہے جناب.... ایک بات اور.... یہ بات اور کس کس کو معلوم تھی کہ آپ اقبال گورا سے دفتر کی فائلیں منگواتے رہتے ہیں"۔

"مجھے یہ بات بھی معلوم نہیں.... یہ بات اس نے اپنے طور پر معلوم کی ہو گی.... کیونکہ اسے فائل اڑانا تھی.... جس کا کوئی ایسا پروگرام ہوتا ہے.... وہ اسی کے مطابق تیاری بھی تو کرتا ہے"۔

"ہاں یہ تو ہے.... خیر.... شکریہ"۔

یہ کہ کر وہ اٹھ کھڑے ہوئے.... سلمان آفاقی کچھ نہ بولے.... ان کے چہرے پر الجھن اور پریشانی کے آثار تھے۔

"اب کیا کریں ابا جان.... آپ نے تو خیال ظاہر کیا تھا کہ تفتیش نہیں رکی.... لیکن ہمارے خیال میں تو تفتیش رک گئی ہے"۔ فاروق ان منہ بنایا۔

"نہیں رکی"۔ وہ مسکرائے۔

"جی.... کیسے؟"

"اس کیس سے سلمان آفاقی کا تعلق ضرور ہے.... کیا تعلق ہے.... یہ میں ابھی نہیں جانتا"۔

"تب پھر آپ کا کیا پروگرام ہے؟"

"ہم آج کی رات سلمان آفاقی کے گھر میں داخل ہوں گے.... اور اس کے گھر کی تلاشی لیں گے"۔

"لیکن ایسا کرنا تو غیر قانونی ہو گا.... کیا اس سے یہ بہتر نہیں کہ ہم وارنٹ حاصل کر کے باقاعدہ تلاشی لیں"۔

"نہیں.... اس طرح شاید ہمیں کوئی کام کی چیز نہ ملے"۔

"لیکن ان کی آنکھ کھل سکتی ہے.... اور کام خراب ہو سکتا ہے"۔

"پروفیسر صاحب ہماری مدد کریں گے"۔ وہ مسکرائے۔

"اوہ ہاں جمشید.... کیوں نہیں.... ان شاء اللہ گھر کا ایک فرد بھی بیدار نہیں ہو گا"۔ پروفیسر داؤد خوش ہو کر بولے۔

"تب پھر.... آج رات.... یہ پروگرام طے رہا"۔ انہوں نے گویا فیصلہ سنایا۔

رات کے بارہ بجے فاروق پائپ کے ذریعے اوپر چڑھا اور پھر اس نے نیچے اتر کر ایک دروازہ کھول دیا.... اس طرح وہ سب اندر داخل ہو گئے.... پروفیسر صاحب نے پہلے اپنا کام کیا.... اور پھر انہوں

نے آکر بتایا۔

"تین گھنٹے سے پہلے ان میں سے کوئی بیدار نہیں ہو گا.... اور بیدار ہونے پر انہیں بالکل محسوس نہیں ہو گا.... کہ وہ تین گھنٹے تک قریبا" بے ہوش رہے ہیں"۔

"بہت خوب.... آؤ بھئی.... اب ذرا آزادانہ تلاشی لیں.... لیکن خیال رہے.... تلاشی اس طرح لی جائے کہ کوئی چیز اپنی جگہ سے ہٹی نظر نہ آئے.... اور ہاتھوں پر دستانے پہن لیے جائیں.... جوتوں پر بھی پیڈ لگا لیے جائیں.... ہم یہاں اپنا کوئی سراغ نہیں چھوڑیں گے"۔

"او کے ابا جان"۔

ان ہدایات کی روشنی میں انہوں نے تلاشی شروع کی.... ایک ایک کمرے کی تلاشی لی.... ایک ایک الماری کو دیکھا گیا.... سلمان آفاقی کے کمرے میں موجود سیف کو بھی ماسٹر کی سے کھولا گیا.... اس میں فائلیں ہی فائلیں موجود تھیں.... وہ ان فائلوں کو بھی دیکھتے رہے.... اس طرح دو گھنٹے گزر گئے.... لیکن کوئی کام کی چیز نہ مل سکی.... اب تو وہ تھکن محسوس کرنے لگے.... ایسے میں انسپکٹر جمشید نے کہا۔

"میرا خیال ہے.... اس گھر میں کوئی خفیہ تہہ خانہ موجود ہے"۔

"چلیے.... اس امکان کا بھی جائزہ لے لیتے ہیں"۔

اب وہ تہ خانے کی تلاش میں جٹ گئے.... ایک کمرے کے فرش میں انہیں ٹائلیں لگی نظر آئیں.... ان ٹائلوں کو غور سے دیکھا گیا اور پھر فرزانہ اچھل پڑی۔

"ارے باپ رے.... یہ ٹائلیں تو گھومتی پھرتی نظر آتی ہیں"۔ وہ بولی۔

"تمہارا سر گھوم رہا ہو گا"۔ فاروق نے منہ بنایا۔

"نہیں.... نہیں.... ٹائلیں گھوم رہی ہیں"۔ فرزانہ چلائی۔

اس کے انداز نے سب کو اس کے گرد جمع کر دیا۔

"کیا کہنا چاہتی ہو فرزانہ؟" انسپکٹر جمشید نے حیران ہو کر پوچھا۔

"یہ ٹائلیں گھوم رہی ہیں.... غیر محسوس طور پر"۔

"لیکن ہم میں سے تو یہ کسی کو گھومتی نظر نہیں آ رہیں"۔ محمود نے منہ بنایا۔

"اس کا مطلب ہے.... فرزانہ کا دماغ چل گیا ہے.... اس لیے اسے یہ ٹائلیں گھومتی نظر آ رہی ہیں"۔ فاروق ہنسا۔

"حد ہو گئی"۔ فرزانہ نے اسے گھورا۔

"بھئی دیکھو نا.... یہ گھوم نہیں رہیں.... جب کہ تمہیں گھومتی محسوس نہیں ہو رہی ہیں"۔ محمود نے جل کر کہا۔

"تم ان ٹائلوں کو غور سے دیکھو"۔ فرزانہ نے چلا کر کہا۔

"اچھی بات ہے.... غور سے دیکھ لیتے ہیں.... ہمارا کیا جاتا

ہے.... آئیں بھئی.... سب کے سب غور سے دیکھتے ہیں"۔ محمود
نے مذاق اڑانے والے انداز میں کہا۔

"آپ نے دیکھا اباجان.... محمود بھی میرا مذاق اڑانے کی
کوشش کر رہا ہے"۔

"دیکھا تو نہیں.... سنا ضرور ہے.... ویسے تم فکر نہ کرو.... یہ
ٹانگیں مجھے بھی گھومتی پھرتی محسوس ہو رہی ہیں"۔

"شکریہ اباجان"۔ محمود خوش ہو گیا۔

"یہ.... یہ آپ نے کیا کہہ دیا.... یہ آپ کو گھومتی ہوئی نظر
نہیں آ رہیں"۔ فرزانہ نے حیران ہو کر کہا۔

"ہاں! کیوں اس میں حیرت کی کیا بات ہے.... تمہارے علاوہ
تو یہاں اور کسی کو بھی یہ گھومتی نظر نہیں آ رہیں"۔ انسپکٹر جمشید
نے کہا۔

"اف مالک.... اب میں کیا کروں"۔ فرزانہ نے گھبرا کر کہا۔

"ارے.... ارے.... یہ.... یہ کیا؟"

انہوں نے پروفیسر داؤد کی خوف میں ڈوبی آواز سنی۔

"اب آپ کو کیا ہو گیا انکل؟"

"وہ.... وہ.... وہ فرزانہ"۔ وہ بولے۔

"وہ فرزانہ کیوں کہہ رہے ہیں آپ.... فرزانہ تو یہ آپ کے
سامنے ہے.... لہٰذا آپ یوں کہیں.... یہ.... یہ.... یہ فرزانہ"۔ محمود
نے شوخ آواز میں کہا۔

"حد ہو گئی.... ہے کوئی تک اس بات کی"۔

"پپ پتا نہیں"۔

عین اس لمحے دروازے کی گھنٹی زوردار انداز میں بجائی
گئی.... وہ بری طرح اچھلے۔

حیرت کی بات تھی.... رات کے بارہ بجے کے بعد کون آ گیا
جس نے اس قدر زور سے گھنٹی بجائی تھی۔

"اب پہلے ہم یہ دیکھیں گے کہ باہر کون ہے.... تہ خانے کو
بعد میں دیکھ لیں گے"۔ انسپکٹر جمشید نے کہا۔

"تو کیا میں دیکھوں جمشید"۔ خان رحمان بولے۔

"نہیں.... آپ سب یہیں ٹھہریں.... اس وقت میرا
دروازے پر جانا مناسب ہو گا"۔

"اچھی بات ہے"۔

اور پھر انسپکٹر جمشید دروازے پر پہنچے.... دروازے پر میجک
آئی لگی تھی.... انہوں نے اس کے ذریعے باہر دیکھا.... پھر بری
طرح اچھلے.... ان کی آنکھوں میں خوف دوڑ گیا.... اس لیے کہ باہر
پولیس موجود تھی.... اور پولیس کے ساتھ آفیسر بھی بڑے بڑے....
یعنی آئی جی صاحب اور ڈی آئی جی صاحب بھی موجود تھے.... کئی
ایسے آفیسر بھی موجود تھے.... جو ان سے بہت خار کھاتے تھے۔

اچانک انہیں ایک زبردست جھٹکا لگا اور ان کی آنکھوں میں
حیرت ہی حیرت نظر آنے لگی.... انہوں نے فوراً دروازہ کھول دیا۔

“حد ہو گئی.... اطلاع تو بالکل درست نکلی.... انسپکٹر جمشید....
تم خود کو زیرِ حراست سمجھو.... فرار ہونے کی کوشش کرو گے تو گولی
مار دی جائے گی”۔ ڈی آئی جی افتخان احمد خان نے سرد آواز میں
کہا۔

“یہ آپ کیا کہ رہے ہیں سر؟”

“یہ ٹھیک کہہ رہے ہیں جمشید.... آخر تم یہاں کیوں موجود
ہو.... رات کے بارہ بجے کے بعد.... کسی کے گھر کے اندر تم موجود
ہو.... گھنٹی بجانے پر دروازہ بھی تم نے کھولا ہے.... گھر کے افراد
کہاں ہیں؟” انہوں نے ناخوشگوار انداز میں کہا۔

“آپ اندر تشریف لے آئیں.... ساری بات کی وضاحت کر
رہا ہوں”۔

“نہیں جمشید.... ہم گھر کے مالک کی اجازت کے بغیر اندر
داخل نہیں ہوں گے.... وارنٹ دکھائے بغیر ہم کسی کے گھر کی تلاشی
بھی تو نہیں لے سکتے.... جب کہ تم نے یہ جرم بھی کیا ہے”۔

“آپ اندر تو آ ہی جائیں سر”۔ وہ مسکرائے۔

“نہیں.... پہلے گھر کے مالک کو دروازے پر لاؤ”۔ آئی جی
بولے۔

“سوری سر.... وہ نہیں آ سکتے”۔

“کیوں نہیں آ سکتے”۔

“اس لیے کہ وہ گہری نیند میں ہیں”۔

“اطلاع ملی تھی کہ تم لوگوں نے گھر کے افراد کو بے ہوش کر
دیا ہے”۔

انہیں ایک جھٹکا لگا.... گویا اس نامعلوم مجرم کو ان کی ایک
ایک حرکت کا پتا تھا.... جب کہ گھر کا مالک تو اس وقت بے ہوش پڑا
تھا.... وہ تو پولیس کو فون کر ہی نہیں سکتا تھا۔

“بہت خوب! ہمارا اس بار کا مجرم بہت باخبر ہے”۔ انسپکٹر
جمشید مسکرائے۔

“کیا مطلب؟”

“مطلب یہ کہ سر.... گھر کے سب افراد تو اس کے کہنے کے
مطابق بے ہوش پڑے ہیں.... اور ہم لوگ غیر قانونی انداز میں اس
گھر میں تلاشی لے رہے ہیں.... لیکن سوال یہ ہے کہ اسے ان
باتوں کا پتا کس طرح لگا.... وہ کہاں بیٹھا ہماری حرکتوں کو نوٹ کر رہا
ہے”۔

انسپکٹر جمشید نے فکرمندانہ انداز میں کہا۔

“اوہ ہاں.... واقعی.... یہ بات قابلِ غور ہے”۔ آئی جی
صاحب نے چونک کر کہا۔

“ہے نا غور طلب.... طلب کریں پھر غور کو.... اور اندر آ
جائیں.... ہم نے اگر یہاں کی تلاشی لینے کا غیر قانونی پروگرام بنایا بھی
ہے.... تو اسی مجرم کو پکڑنے کے لیے.... آپ خود سوچیں.... جو
مجرم ہماری اتنی سی حرکت کو بھی جانتا ہے.... وہ دن کے وقت کیا

ہمیں یہاں کی تلاشی میں کامیاب ہونے دیتا؟"

انسپکٹر جمشید نے آئی جی صاحب کو کہا۔

"او.... نن نہیں.... نہیں"۔

وہ سب چلا اٹھے۔

ایسے میں دوڑتے قدموں کی آواز سنائی دی۔

وہ چونک گئے۔

○☆○
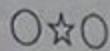
کیا مطلب؟

انہوں نے مڑ کر دیکھا.... فرزانہ چلی آ رہی تھی.... اس کی آنکھوں میں خوف ہی خوف تھا۔

"خیر تو ہے فرزانہ؟"

"وہ.... اباجان.... اس کمرے کی ٹائلیں"۔ وہ جملہ مکمل نہیں کر سکی۔

"اب ٹائلوں کو کیا ہو گیا ہے"۔

"چل کر دیکھیں.... آپ خود حیران رہ جائیں گے"۔

"آیئے! آپ کو بھی دکھاتے ہیں.... یہاں کیا ہے اور کیا نہیں ہے"۔

"لیکن ہم کسی کے گھر میں غیر قانونی انداز میں کس طرح داخل ہو جائیں.... پہلے گھر کے افراد کو ہوش میں لانا ہو گا.... پھر ان سے اجازت لینا ہو گی.... تب ہم اندر داخل ہو سکیں گے"۔

"اس میں بہت وقت ضائع ہو گا.... اور شاید مجرم ہمارا وقت ہی برباد کرنا چاہتا ہے"۔

"کچھ بھی ہو.... ہم تو ایسا نہیں کریں گے"۔

"تب پھر مجھے اجازت دیں.... میں اندر جا کر دیکھ لوں.... کیا معاملہ ہے؟"

"اچھی بات ہے.... لیکن فوراً واپس آنا"۔

"جی بہت بہتر"۔

اور پھر وہ فرزانہ کے ساتھ اسی کمرے میں آ گئے۔

"ہاں! بتاؤ.... اب کیا ہو رہا ہے ٹائلوں کو"۔

"ٹائلیں گرگٹ کی طرح رنگ بدل رہی ہیں"۔ فرزانہ نے برا سا منہ بنایا۔

"کیا کہہ رہی ہو"۔ وہ دھک سے رہ گئے۔

"غلط نہیں کہہ رہی ابا جان.... ٹائلیں بار بار اپنا رنگ بدل رہی ہیں.... جو سرخ ہے.... وہ کبھی نیلی نظر آنے لگتی ہے.... تو کبھی پیلی.... اس طرح جو سفید ہے.... وہ کبھی سیاہ اور کبھی نیلی نظر آنے لگتی ہے"۔ اس نے جلدی جلدی بتایا۔

"اوہ نہیں"۔

وہ دوڑ کر اس کمرے میں آئے اور دھک سے رہ گئے.... اس لیے کہ اب اس کمرے میں ان کا کوئی ساتھی نہیں تھا۔

"ارے! یہ کیا.... سب لوگ کہاں ہیں؟" انسپکٹر جمشید بلند آواز میں چلائے.... ان کی آواز میں بے پناہ خوف تھا۔

"کیا ہوا جمشید؟" باہر سے آئی جی صاحب نے چلا کر کہا۔

"ہمارے سب ساتھی غائب ہیں.... کیا آپ اب بھی اندر

نہیں آئیں گے"۔

"اوہ! اب تو آنا ہی پڑے گا"۔

اور پھر وہ بھی اندر پہنچ گئے.... انسپکٹر جمشید اور فرزانہ کے علاوہ وہاں اور کوئی بھی نہیں تھا"۔

"آپ نے دیکھ لیا سر.... سب لوگوں کے بے ہوش ہوتے ہوئے یہاں ہماری دال نہیں گل رہی.... اگر ہم وارنٹ لے کر آتے تو یہاں کون ہمیں گھاس ڈالتا"۔

"ہوں.... لیکن.... باقی ساتھی کہاں گئے؟"

"شاید.... تہ خانہ انہیں نگل گیا"۔ وہ پریشان آواز میں بولے۔

"کہاں ہے تہ خانہ"۔ آئی جی بولے۔

"اس فرش کے نیچے"۔ انہوں نے فرش کی طرف اشارہ کیا۔

"کیوں مذاق کرتے ہو جمشید.... ہم پہلے ہی بہت الجھن میں ہیں"۔

"میں ہرگز مذاق نہیں کر رہا سر.... سو فیصد سنجیدہ ہوں"۔

"تب پھر تہ خانے کا دروازہ کھولو"۔

"ہاں فرزانہ.... کیا اندازہ ہے تمہارا"۔

"پہلے تھا.... اب نہیں رہ گیا؟" اس نے مایوسانہ انداز میں کہا۔

"کیا مطلب.... کیا تھا پہلے جو اب نہیں ہے"۔ ڈی آئی جی

نے حیران ہو کر پوچھا۔

"پہلے میرا اندازہ تھا کہ فلاں ٹائل کے ہلانے یا دبانے سے دروازہ کھل جائے گا.... لیکن اب تو ہر ٹائل بار بار رنگ بدل رہی ہے.... لہٰذا اس ٹائل کو ہم کس طرح دبائیں"۔

"کیا وہ ٹائل درمیان میں تھی؟"

"جی نہیں.... دیوار کے ساتھ"۔

"تب پھر دیوار کے ساتھ والی ٹائلیں دباتے چلے جائیں"۔

"جی بہتر"۔ انہوں نے کہا اور ٹائلوں کو دباتے چلے گئے.... لیکن دروازہ نہ کھلا۔

"نہیں جمشید.... یہاں کوئی تہ خانہ نہیں ہے.... اب گھر کے افراد کو ہوش میں لانا ہو گا"۔

"او کے سر"۔ یہ کہ کر انہوں نے اپنے خیال کے مطابق پروفیسر داؤد کی طرف رخ کیا.... لیکن سب لوگ پہلے ہی غائب ہو گئے تھے۔

"اوہ سوری.... پروفیسر صاحب تو نہ جانے کہاں ہیں"۔

"کہیں چھپا تو نہیں دیا جمشید تم نے انہیں.... میرا مطلب ہے، دروازہ کھولنے سے پہلے"۔

"نہیں سر.... ایسی کوئی بات نہیں.... آپ آخر آج مجھ پر شک کرنے پر کیوں تل گئے ہیں"۔

"حالات.... حالات ہی ایسے ہیں"۔

"تب پھر.... اب یہاں ڈاکٹر کو بلانا ہو گا.... کیونکہ میں اپنے ساتھیوں کے بغیر بے چین ہو گیا ہوں"۔

"ہوں.... فکر نہ کرو.... ہم انہیں تلاش کر لیں گے"۔ انہوں نے طنزیہ انداز میں کہا۔

"حیرت ہے سر.... آج آپ کیسے انداز میں باتیں کر رہے ہیں.... کیا ہمارے خلاف آپ کے کان بھرے گئے ہیں"۔

"نہیں.... ہمیں تو بس ایک فون موصول ہوا تھا اور ایسا ہی فون صدر صاحب کو موصول ہوا تھا.... ہم اس طرف آنے کے لیے تیاری کر ہی رہے تھے کہ صدر صاحب کا فون ملا.... وہ بھی یہی کہ رہے تھے کہ تم لوگوں نے ایک غیر قانونی کام کیا ہے.... جا کر انہیں گرفتار کر لیا جائے"۔

"یہ بات صدر صاحب نے کہی تھی"۔ وہ حیرت زدہ رہ گئے۔

"ہاں جناب"۔

"تب یہ ضرور سنگین معاملہ ہے.... مجھے فوراً صدر صاحب کو فون کرنا پڑے گا.... کیا مجھے اجازت ہے؟" وہ بولے۔

"اچھی بات ہے.... کر لیں فون"۔ وہ بولے۔

اب انہوں نے صدر صاحب کو فون کیا.... ان کی آواز سنتے ہی وہ گویا پھٹ پڑے۔

"جمشید.... یہ تم کیا کرتے پھر رہے ہو.... قانون کے محافظ ہی اگر قانون کو توڑیں گے تو پھر ملک میں رہ ہی کیا جائے گا.... وہیں

ٹھہرو! میں خود آ رہا ہوں"۔

پھر وہ جلد وہاں پہنچ گئے۔

"سر.... پہلے آپ یہ بتائیں.... آپ کو فون کس نے کیا تھا؟"

"تمہیں اس سے کیا؟"

"سر.... اگر آپ فائل G-23 والا معاملہ حل کرانا چاہتے ہیں.... اور فوری حل کرانا چاہتے ہیں تو آپ کو یہ بتانا ہو گا.... ورنہ ہم اس کیس میں کچھ بھی نہیں کر سکیں گے"۔

"نہ کر سکو.... کوئی پروا نہیں"۔

"پتا نہیں سر.... آپ کو ہو کیا گیا ہے؟" انہوں نے پریشان ہو کر کہا۔

"مجھے کچھ نہیں ہوا.... ہوا تو تمہیں ہے"۔

"تب پھر سر.... میرے لیے کیا حکم ہے؟" انہوں نے تنگ آ کر کہا۔

"خود کو قانون کے حوالے کر دو.... اور بس"۔ وہ بولے۔

"سر! مجھے اس تبدیلی پر جتنی حیرت ہو، کم ہے.... آپ نے تو خود اس فائل کے سلسلے میں میٹنگ بلائی تھی اور یہ معاملہ مجھے سونپا تھا.... پھر اب کیا ہو گیا ہے.... کیا آپ یہ چاہتے ہیں، ہم اس معاملے کی تفتیش نہ کریں.... اس معاملے سے الگ ہو جائیں"۔

"نہیں! میں یہ نہیں چاہتا.... بلکہ میں چاہتا ہوں.... ہر کام

قانون کے دائرے میں رہ کر کیا جائے.... اور انسپکٹر جمشید اس میں شک نہیں کہ تم قانون کے دائرے میں رہ کر کام کرتے ہو"۔

"تب پھر سر.... آپ نے مجھے یہ خصوصی اجازت نامہ کیوں دے رکھا ہے.... جب میں مجبور ہوتا ہوں کہ اس کا سہارا لیے بغیر کوئی چارہ نہیں تو پھر یہ دوسروں کو دکھا کر کام چلاتا ہوں.... اس وقت ظاہر ہے.... کئی کام غیر قانونی انداز میں ہوتے ہیں.... لیکن ایک طرح سے تو وہ قانونی ہی ہوتے ہیں.... کیونکہ میں انہیں پہلے یہ اجازت نامہ دکھاتا ہوں.... پھر دخل اندازی کرتا ہوں"۔

"لیکن جمشید.... یہاں ایسا نہیں کیا گیا؟"

"جی ہاں! لیکن اس کی ضرورت تھی.... اس لیے.... اب دیکھیے نا.... میرے باقی ساتھی غائب ہیں.... آپ کو تو چاہیے.... ان کی تلاش کی ہمیں کھلی اجازت دیں"۔

"ان کی تلاش میں اور لوگوں سے کرا لوں گا.... تم فکر نہ کرو"۔

"آخر معاملہ کیا ہے سر.... ہمارے خلاف آپ کو کس نے بھرا ہے؟"

"کسی نے نہیں"۔

"فون تو کسی کا ملا تھا آپ کو؟" وہ بولے۔

"مجھے پریشان نہ کرو جمشید"۔ وہ بولے۔

"اچھی بات ہے سر.... آپ اگر مجھے گرفتار کرنا چاہتے ہیں تو

کرلیں.... لیکن ہمارے ساتھیوں کا ضرور کچھ کریں"۔

"فکر نہ کرو ان کی تلاش کا کام جاری رہے گا"۔

"وہ اسی کوٹھی سے غائب ہوئے ہیں.... پہلے انہیں یہیں تلاش کرنا ہو گا.... آپ مہربانی فرما کر اپنی موجودگی میں مجھے یہاں تلاش کرنے دیں.... پھر آپ مجھے حوالات بھجوا دیجئے گا"۔

"یہ کیسے ہو سکتا ہے بھئی.... تمہیں تو فوری طور پر حوالات بھیجا جائے گا.... اس کے بعد ساتھیوں کی تلاش کی جائے گی.... اور حوالات میں ہی اطلاع دے دی جائے گی کہ وہ لوگ مل گئے ہیں یا نہیں"۔

"اچھی بات ہے سر.... جیسے آپ کی مرضی.... لیکن ان حالات میں یہ خصوصی اجازت نامہ میں اپنے پاس رکھ کر کیا کروں گا.... اب یہ کس کام کا رہا.... جب مجھے اس کی موجودگی میں بھی مکمل طور پر پابند کر دیا گیا ہے"۔

"ٹھیک ہے.... تم یہ مجھے دے دو"۔ صدر بولے۔

"آپ.... آپ صدر نہیں ہیں.... یہ میرا دعویٰ ہے"۔

"کیا مطلب؟"

وہ سب ایک ساتھ چلائے.... صدر صاحب کے ساتھ جتنے لوگ آئے تھے.... وہ سب بھی چلائے۔

○☆○

چیکنگ

چند لمحے سکتے کے عالم میں گزر گئے.... پھر صدر صاحب بولے۔

"یہ تم نے کیا کہا جمشید.... میں صدر نہیں ہوں"۔

"جی ہاں! میں نے یہی کہا ہے.... بہت دیر سے میں یہی اندازہ لگانے کی کوشش کر رہا تھا کہ آپ صدر ہیں یا نہیں.... لہٰذا اب میں دعوے سے کہتا ہوں، آپ صدر نہیں.... ہمارے موجودہ مجرم ہیں.... یعنی فائل G-23 والے"۔

"نہیں بھئی.... تمہیں غلط فہمی ہوئی ہے"۔

"اگر مجھے غلط فہمی ہوئی ہے تو آپ اس کو دور کرنے میں میری مدد کریں"۔

"کیا مطلب؟" صدر صاحب نے چونک کر کہا۔

"مطلب یہ کہ.... مجھے اپنا میک اپ چیک کرنے دیں"۔

"اوہ اچھا یہ بات ہے.... لیکن میرے ساتھی اس بات کے گواہ ہیں کہ میں اصل صدر ہوں"۔

"یہ کیسے گواہ ہیں سر؟" انہوں نے حیران ہو کر پوچھا۔

"میں نے انہیں فون کیا تھا کہ فوراً میرے پاس پہنچو.... ایک جگہ جانا ہے.... یہ سب فوراً میرے پاس ایوان صدر پہنچے تھے.... وہاں سے ہم سیدھے یہاں آئے ہیں.... کیا یہ اس بات کا ثبوت نہیں ہے کہ میں اصل صدر ہوں"۔ انہوں نے بھنا کر کہا۔

"جی نہیں.... یہ اس بات کا ثبوت نہیں ہے"۔

"کیا مطلب.... یہ کیا کہا جمشید تم نے"۔

"میں نے وہی کہا.... جو مجھے کہنا چاہیے تھا"۔

"گویا اس بات کے باوجود میں تمہارے نزدیک اصل صدر نہیں ہوں"۔

"یس سر.... اس لیے کہ اصل صدر مجھے اس بنیاد پر گرفتار کرنے کا حکم نہیں دے سکتے.... یعنی وہ اپنے خصوصی اجازت نامے کی توہین نہیں کر سکتے"۔

"حد ہو گئی"۔ صدر صاحب چلائے۔

"آپ کو چیکنگ کرا ہی دینی چاہیے سر"۔ شیخ صاحب بول اٹھے۔

"او کے.... انسپکٹر جمشید.... تم میرے نزدیک آ جاؤ.... اور چیک کر لو"۔ انہوں نے پرسکون انداز میں کہا۔

"شکریہ"۔ وہ بولے۔

اور پھر انہوں نے آگے بڑھ کر صدر کے چہرے کا جائزہ لیا.... وہ کافی دیر تک جائزہ لیتے رہے.... آخر حیران ہو کر بولے۔

"اف مالک.... یہ کیسے ہو سکتا ہے"۔

"کیا کیسے ہو سکتا ہے؟"

"میرا اندازہ غلط ثابت ہو گیا.... یہ میک اپ میں نہیں ہیں، اس کا مطلب ہے.... یہ اصلی صدر ہیں"۔

"بہت خوب! تب تو پھر اب میں تمہاری گرفتاری کا حکم دے سکتا ہوں"۔

"جی ہاں ضرور.... کیوں نہیں.... لیکن...."۔

وہ لیکن کے بعد خاموش ہو گئے۔

"لیکن کیا؟"

"آپ ایسا کرنے پر کیوں مجبور ہیں.... بس صرف یہ بتا دیں"۔

"مم.... میں.... میں کیوں ہوتا مجبور.... چلو گرفتار کر لو انہیں"۔ انہوں نے سرد آواز میں حکم دیا۔

صدر کا حفاظتی دستہ فوراً آگے بڑھا اور انہیں ہتھکڑیاں لگا دیں۔

اور پھر فوراً انہیں جیل بھیج دیا گیا.... کچھ دیر بعد بچے وغیرہ بھی وہاں پہنچا دیئے گئے، گویا تہہ خانہ کھولنے میں وہ لوگ کامیاب ہو گئے تھے۔

"اس کا مطلب ہے.... ان پر بہت بہت دباؤ ڈالا گیا ہے"۔

"ہاں! لیکن وہ دباؤ کیا ہے.... اس کا ہمیں ابھی کوئی اندازہ

نہیں"۔

ایسے میں جیل کے ایک نمبردار نے ان کی کوٹھڑی کے پاس آ کر کہا۔

"انسپکٹر جمشید صاحب! آپ کو صدر صاحب فون پر بلا رہے ہیں"۔

"اوہ اچھا"۔ وہ اٹھ کھڑے ہوئے.... ان کے لیے کوٹھڑی کا دروازہ کھولا گیا.... پھر انہیں فون والے کمرے تک لایا گیا.... وہاں ایس پی جیل بھی موجود تھے.... انہوں نے فون کی طرف اشارہ کیا۔

"صدر صاحب کے نمبر ڈائل کر لیں"۔

"اچھا"۔ وہ بولے۔

نمبر ڈائل کرتے ہی ان کی آواز سنائی دی۔

"اب ایک بات اور بھی جمشید"۔

"یس سر"۔

"تم جیل سے بھاگنے کی کوشش بھی نہیں کرو گے.... ورنہ میرا مسئلہ تو جوں کا توں رہے گا"۔

"آپ کا مسئلہ ہے کیا سر؟"

"اگر تم بھاگ نکلے تو تمہاری گرفتاری کا مجھے کوئی فائدہ نہیں ہو گا"۔

"میں سمجھ رہا ہوں سر.... کاش! آپ مجھے بتا دیتے"۔

"تم نے سن لیا جمشید؟" وہ جیسے ان کی بات سن ہی نہیں

رہے تھے۔

"یس سر! میں سن چکا ہوں.... ہم جیل سے فرار نہیں ہوں گے.... اور کوئی حکم؟" انہوں نے فوراً کہا۔

"بس یہی کافی ہے.... اور اسی کو آخری حکم خیال کرنا.... اگر اس آخری حکم کو بھی تم نے نہ مانا اور جیل سے نکل گئے تو میں گیا کام سے"۔

"خدا کا شکر ہے.... آپ نے یہ نہیں کہا.... تم گئے کام سے"۔ وہ مسکرائے۔

"کیا مطلب جمشید؟"

"آپ فکر نہ کریں سر.... میں سب ٹھیک کر لوں گا ان شاء اللہ"۔

"خبردار جمشید.... تم کچھ نہیں کرو گے.... تم نے سن لیا.... کچھ نہیں کرو گے.... انسپکٹر کامران مرزا اور شوکی برادرز کے بارے میں بھی نہیں سوچو گے"۔

"کیا!!!" وہ دھک سے رہ گئے.... کیونکہ اس وقت جب فون پر یہ بات ہو رہی تھی.... ان کا ذہن اسی طرف تھا کہ وہ اس فون سے فارغ ہو کر انسپکٹر کامران مرزا کو رنگ کر دیں گے اور وہ آ کر معاملے کو سنبھال لیں گے.... لیکن صدر صاحب کو پہلے ہی خبردار کر دیا گیا تھا.... اس سے پہلے کہ وہ کچھ کہہ سکتے.... فون بند کر دیا گیا۔

وہ سکتے کے عالم میں واپس آئے.... اور کوٹھڑی میں داخل ہو

گئے.... باہر سے تالا لگا دیا گیا۔

"آپ بہت خاموش ہیں؟" اکرام نے پوچھا۔

"ہاں! صدر صاحب نے آخری حکم سنایا ہے اس وقت"۔ وہ بولے۔

"جی.... کیا مطلب.... آخری حکم"۔ فرزانہ نے کھوئے کھوئے انداز میں کہا۔

"کیوں.... تمہیں کیا ہوا؟" انسپکٹر جمشید نے چونک کر اس کی طرف دیکھا۔

"یار چپ رہو.... میں بہت پریشان ہوں"۔

"جی بہت بہتر"۔

"ان کا آخری حکم کیا ہے ابا جان"۔ فرزانہ نے پریشان ہو کر کہا۔

"یہ کہ ہم لوگ جیل سے نکل بھاگنے کی بالکل کوشش نہیں کریں گے اور نہ انسپکٹر کامران مرزا یا شوکی برادرز کو ادھر بلانے کی کوشش کریں گے.... ورنہ وہ تو گئے کام سے"۔

"وہ تو گئے کام سے.... کیا مطلب؟"

"اس صورت میں صدر صاحب کو کوئی زبردست نقصان اٹھانا پڑے گا"۔

"اس کا مطلب ہے.... وہ ہمارے اس بار کے مجرم کے شکنجے میں ہیں"۔

"بالکل.... اس حد تک شکنجے میں ہیں کہ صدر صاحب اس کی ہر بات ماننے پر مجبور ہیں.... اور مجرم کو خوف صرف یہ ہے کہ ہم اس تک پہنچ جائیں گے.... یہ خوف اسے جینے نہیں دے رہا"۔

"آپ کا مطلب ہے.... وہ شخص جس نے فائل G-23 اڑائی ہے"۔

"یہ کہا جا سکتا ہے.... اس کا جرم کیا ہے.... ابھی میں یقین سے نہیں کہہ سکتا"۔

"تب پھر اب کیا ہو گا"۔

"وہی ہو گا.... جو خدا کو منظور ہو گا.... بہرحال ہم صدر صاحب کے حکم کا احترام کریں گے"۔ انسپکٹر جمشید نے اپنا فیصلہ سنایا۔

"اور اس طرح چاہے باہر کچھ ہو جائے"۔

"ہم کیا کر سکتے ہیں.... اس نے ہمارے تمام راستے بند کر دیے ہیں"۔

"اللہ اپنا رحم فرمائے.... میں تو خوف محسوس کرنے لگا ہوں جمشید"۔ پروفیسر داؤد نے بوکھلائی ہوئی آواز میں کہا۔

"کر لیں خوف محسوس.... کوئی حرج نہیں.... خوف محسوس کرنے سے صحت اچھی ہوتی ہے"۔ فاروق نے برا سا منہ بنایا۔

وہ مسکرا دیے۔

"ہم کیا کر سکتے ہیں فاروق.... اچھا چلو تم بتاؤ.... فرزانہ تم

بھی سوچو.... ہم کیا کر سکتے ہیں"۔

وہ سب سوچ میں ڈوب گئے.... اور پھر کچھ دیر بعد وہ اس حد
تک سوچ میں گم ہو گئے کہ انہیں کچھ اپنی خبر بھی نہ رہی.... بہت
دیر بعد فرزانہ کی آواز ابھری۔

"ایک ترکیب ذہن میں آتی ہے"۔

"خدا کا شکر ہے.... ان حالات میں ایک ترکیب بھی بہت
ہے"۔ محمود خوش ہو گیا۔

"لیکن ہو سکتا ہے.... آپ میں سے کسی کو وہ ترکیب اچھی
نہ لگے"۔

"کوئی پروا نہ کرو.... تم ترکیب بتاؤ"۔ انسپکٹر جمشید نے منہ
بنایا۔

"کیا آپ بھول گئے ابا جان؟" فرزانہ کے لہجے میں حیرت
تھی۔

"کیا بھول گیا؟"

"یہ کہ دیواروں کے بھی کان ہوتے ہیں"۔

"اوہ ہاں.... واقعی"۔ وہ بولے۔

"تب پھر میں کس طرح بتا سکتی ہوں"۔

"اوہو تو کان میں بتا دو نا"۔

"ارے باپ رے.... اس طرح تو مجھے اپنی ترکیب پانچ بار
بتانی پڑے گی"۔ اس نے بوکھلا کر کہا اور وہ سب مسکرا دیے۔

پھر جب اس نے ترکیب بتانا شروع کی تو وہ سب باری باری
اچھلتے چلے گئے۔

○☆○
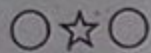
گڑبڑ

دوسرے دن انسپکٹر جمشید نے جیل سپرنٹنڈنٹ کو پیغام بھیجا کہ وہ ان سے کچھ بات کرنا چاہتے ہیں.... وہ فوراً چلے آئے۔

"مجھے بہت افسوس ہے.... اور یہ میں سمجھتا ہوں' آپ کو بلاوجہ جیل میں ڈالا گیا ہے"۔

"اوہ! کوئی بات نہیں.... آپ پریشان نہ ہوں.... آپ کو زحمت اس لیے دی کہ ہمارے دوست خان رحمان.... بہت اداس ہیں.... اپنے بچوں سے ملنے کے لیے.... مہربانی فرما کر ان کے تینوں بچوں کو فون کر کے بلائیں.... اور ان کو فون پر کہہ دیجیے گا.... کھانے کی کچھ چیزیں میرے گھر سے لے آئیں"۔

"ان کا انتظام میں یہیں کر دیتا ہوں"۔ ایس پی جیل بولے۔

"نہیں.... ہم گھر کے کھانے ہی پسند کرتے ہیں؟"

"اوکے.... یہ کام میں ابھی کر دیتا ہوں"۔

یہ کہہ کر وہ چلے گئے.... انہوں نے خان رحمان کے گھر فون کر کے پیغام نوٹ کروا دیا.... حامد' سرور اور ناز فوراً بیگم جمشید کے پاس پہنچے اور فرمائش ظاہر کی.... وہ چونک اٹھیں.... پھر مسکرا دیں....

اور چیزیں تیار کر کے ان کے حوالے کر دیں۔

وہ جیل پہنچے.... انہیں فوراً انسپکٹر جمشید والی کوٹھری میں پہنچا دیا گیا کہ وہاں اطمینان سے ملاقات کر لیں۔

کوٹھڑی کا دروازہ بند ہونے کے بعد وہ ان چیزوں کی طرف متوجہ ہوئے.... انہیں امید تھی کہ ان کی بیگم پیغام کی روح کو سمجھ گئی ہوں گی.... اور سامان دیکھنے کے بعد وہ مسکرا دیے' وہ واقعی سمجھ گئی تھیں.... انہوں نے کھانے کی چیزوں کے ساتھ میک اپ کا سامان خفیہ انداز میں بھیج دیا تھا۔

اب خان رحمان اور پروفیسر داؤد کوٹھڑی کے دروازے سے آ لگے.... تاکہ باہر سے گزرنے والے نمبرداروں کو پتا نہ چل سکے کہ اندر کیا ہو رہا ہے.... اندر انسپکٹر جمشید نے اپنا کام شروع کیا.... انہوں نے حامد' سرور اور ناز کے چہروں پر محمود فاروق اور فرزانہ کے میک اپ کیے.... محمود' فاروق اور فرزانہ کے چہروں پر حامد' سرور اور ناز کے میک اپ کیے.... جب فارغ ہو گئے تو باہر پیغام بھیجا گیا کہ وہ ملاقات کر چکے ہیں اور اب جانے کے لیے تیار ہیں.... چنانچہ ان کے لیے دروازہ کھولا گیا.... اب محمود' فاروق اور فرزانہ کوٹھڑی سے نکلے اور پھر جیل سے باہر آ گئے.... فرزانہ کی ترکیب کے مطابق.... اب وہ جیل میں بھی موجود تھے اور باہر بھی.... ہر قسم کے شک سے بچنے کے لیے.... وہ پہلے سیدھے خان رحمان کے گھر گئے۔

"السلام علیکم آنٹی"۔ وہ بولے۔

"دماغ تو نہیں چل گیا.... اپنی ماں کو آنٹی کہ رہے ہیں"۔

شہناز بیگم نے آنکھیں نکالیں۔

وہ بے ساختہ مسکرا دیے.... گویا وہ بھی انہیں نہیں پہچان سکیں تھیں۔

انہیں ہنستے دیکھ کر وہ چونکیں پھر بول اٹھیں۔

"اوہ تو یہ تم ہو"۔

"جی.... بس کیا کریں.... مجبور ہیں"۔

"اور.... اور وہ تینوں"۔

"ہماری جگہ وہ وہاں ہیں.... جہاں سے ہم آئے ہیں"۔

"نن نہیں.... نہیں"۔ وہ خوف زدہ انداز میں چلا اٹھیں۔

"کیوں.... آپ کو کیا ہوا؟" فرزانہ نے بوکھلا کر کہا۔

"انہیں جیل میں رہنے کا پہلے کوئی اتفاق نہیں ہوا.... وہ تو ہو جائیں گے پریشان"۔

"نہیں.... وہاں باقی سب لوگ ہیں اور پھر انہیں ہر طرح کی سہولت حاصل ہے.... صدر صاحب نے مجبوری کے عالم میں انہیں جیل میں ڈالا ہے.... اور ہم یہی جاننے کے لیے باہر آئے ہیں کہ آخر صدر صاحب کی مجبوری کیا ہے"۔

"تو پھر جلدی سے جان لو"۔

"فکر نہ کریں آنٹی.... آج رات یہ کام ہو جائے گا"۔

"چلو ٹھیک ہے"۔ وہ زبردستی مسکرائیں۔

اور وہ سب مسکرا دیے.... کہ ماں بھی کیا چیز ہے.... جھوٹ موٹ ان کے بچے ذرا دیر کے لیے جیل چلے گئے تھے.... اور وہ پریشان ہو گئی تھیں۔

اسی رات بارہ بجے وہ گھر کے پچھلی طرف ایک گلی میں نکلے.... وہ گلی سڑک کے دوسری طرف نکلتی تھی.... سڑک پر آ کر بھی وہ بہت دیر تک پیدل چلتے رہے.... پھر انہوں نے سامنے آتی ایک ٹیکسی کو روک لیا اور اس کے ذریعے صدر صاحب کے گھر سے کچھ فاصلے پر اتر گئے.... اب وہاں سے وہ پھر پیدل روانہ ہوئے.... صدر دروازے سے بہت فاصلے پر رک کر انہوں نے گھر کا جائزہ لیا.... دروازے پر چار مسلح پہرے دار موجود تھے.... اب وہ پچھلی طرف آئے.... اس طرف بھی چار پہرے دار موجود تھے.... دائیں بائیں بھی پہرے دار موجود تھے۔

"اب کیا کریں.... کس طرف سے اندر داخل ہوں.... یہ حضرات تو ہر طرف موجود ہیں"۔

"انہیں بتا کر اندر جانا پڑے گا"۔

"اوہ ہاں.... واقعی"۔

"لیکن اس میک اپ میں یہ کیسے پہچانیں گے"۔

"بھئی تعارف کرا دیں گے"۔ فرزانہ مسکرائی۔

وہ گھر کے پچھلی طرف بڑھے.... پہرے داروں نے جب دیکھا کہ کوئی ان کی طرف بڑھ رہا ہے.... تو وہ چونک اٹھے اور اپنی

رائفلوں کے رخ ان کی طرف کر لیے۔

"خبردار! اگر آگے آئے تو گولی مار دیں گے"۔

"شکریہ.... یہ لیں! ہم رک گئے"۔ فاروق مسکرایا۔

"کون ہو تم لوگ اور یہاں کیا کر رہے ہو؟"

"اب آپ سے کیا چھپانا.... آپ تو اپنے ہیں"۔ محمود نے رازدارانہ انداز میں کہا۔

"کیا مطلب؟" وہ ایک ساتھ بولے۔

"ہمیں تو آپ آگے آنے کی اجازت دے نہیں رہے.... آپ ہمارے نزدیک آ جائیں"۔

"اچھی بات ہے.... ہاتھ اوپر اٹھا دو"۔

"یہ لیں.... اٹھا دیے ہاتھ اوپر"۔

تینوں کے ہاتھ اٹھ گئے.... وہ چاروں ان کے نزدیک آ گئے۔

"ہاں! اب بتاؤ.... کون ہو تم اور کیا کر رہے تھے.... اپنے ہیں ہم تم لوگوں کے"۔ ان میں سے ایک نے حیران ہو کر کہا۔

"جی ہاں! بالکل"۔ فاروق مسکرایا۔

"سیدھی طرح بات کرو"۔

"سیدھی بات یہ ہے کہ اندر گڑبڑ ہے.... اور ہم اس گڑبڑ کا جائزہ لینے آئے ہیں"۔

"کیا کہا.... اندر گڑبڑ ہے"۔ دوسرا اچھل پڑا۔

"ہاں! آپ لوگوں نے یہ بات محسوس نہیں کی.... حیرت ہے'

کمال ہے' افسوس ہے"۔ فاروق نے جلدی جلدی کہا۔

"یہ اتنی بہت سی باتیں ایک ساتھ کیسے ہو گئیں؟" تیسرے نے برا سا منہ بنایا۔

"صدر صاحب کے گھر والوں کے ساتھ اندر کوئی چکر ہے.... وہ کیا ہے' جب تک ہم اندر داخل نہیں ہوں گے.... کچھ معلوم نہیں کر سکیں گے"۔

"لیکن ہم اس طرح کسی کو اندر کیسے داخل ہونے دیں.... ہماری تو ڈیوٹی ہی یہ ہے کہ کوئی اندر داخل ہونے کی کوشش کرے تو اسے گولی مار دیں"۔

"تو پھر ماری کیوں نہیں؟"

"تم لوگوں پر ترس آ گیا.... بچے سے تو ہو"۔

"اب ہمیں اپنا تعارف کرانا ہی پڑے گا"۔ فرزانہ بڑبڑائی۔

"تعارف.... کیا مطلب؟" وہ چونکے۔

"میں محمود ہوں' یہ فاروق اور فرزانہ ہیں.... یعنی انسپکٹر جمشید کے بچے.... اب بھی کچھ سمجھے یا نہیں"۔

"اوہ! یہ آپ لوگ ہیں.... تب تو ہم ضرورت سے زیادہ سمجھ گئے.... فرمائیے.... آپ ہم سے کیا چاہتے ہیں"۔

"اندر کوئی چکر ہے"۔

"ابھی آپ نے کہا تھا' اندر کوئی گڑبڑ ہے.... اب کہہ رہے ہیں' اندر کوئی چکر ہے"۔ ایک نے برا سا منہ بنایا۔

"اوہو بھائی چکر اور گڑبڑ ایک ہی بات سمجھ لیں"۔

"چلو خیر.... آپ نے یہ بات کیسے محسوس کر لی.... کہ اندر کوئی چکر ہے.... وہ بھی گھر بیٹھے.... جب کہ ہم کوٹھی کے باہر موجود ہیں اور ہمیں اس کا پتا نہیں چلا"۔

"ایسا بھی ہوتا ہے کبھی کبھی.... لیکن ہم اگر تفصیلات بتانے لگے تو نہ جانے اندر کیا ہو جائے.... اس لیے آپ فوری طور پر ہمیں اندر جانے دیں"۔

"افسوس! یہ کام ہم کیسے کر سکتے ہیں.... ہاں باقاعدہ آپ کی آمد کی اطلاع اندر دے سکتے ہیں.... پھر صدر صاحب چاہیں گے تو آپ کو بلا لیں گے"۔

"نہیں.... ہم اس طرح اندر نہیں جائیں گے.... کیونکہ اس کا کوئی فائدہ نہیں ہو گا"۔

"وہ کیوں؟"

"اس طرح ہم اس چکر سے نہیں نبٹ سکیں گے"۔

"جب تک آپ پوری بات نہیں بتائیں گے.... ہم کچھ نہیں کر سکتے.... اندر کچھ بھی کیوں نہ ہوتا رہے.... ہم صرف صدر صاحب کا حکم مانیں گے.... ہم بعد میں ان سے کہہ سکتے ہیں کہ یہ ان کا اپنا حکم تھا"۔

"ٹھیک ہے.... یہ کہہ کر آپ کی جان چھوٹ جائے گی.... لیکن اندر جو نقصان ہونے والا ہے، وہ تو ہو جائے گا.... آپ اس

نقصان کے بارے میں سوچیں"۔

"یہ صرف آپ کا خیال ہے.... ہمارا نہیں.... اندر ہر طرح خیریت ہے"۔

"اوہو.... اگر اندر ہر طرح خیریت ہوئی تو ہم نہایت خاموشی سے.... جس طرح اندر جائیں گے.... اسی طرح واپس چلے آئیں گے.... اچھا یوں کریں.... آپ میں سے بھی ایک ہمارے ساتھ اندر چلے"۔

"اس طرح تو ہم اور مارے جائیں گے.... صدر صاحب ہمیں زندہ نہیں چھوڑیں گے"۔

"اس بات کی ذمے داری ہم لیتے ہیں.... وہ آپ لوگوں کو کچھ نہیں کہیں گے.... بلکہ الٹا ہم آپ کو ان سے انعام دلوائیں گے"۔

"کیا کہا.... انعام.... یہ کیسے ہو سکتا ہے؟"

"بھائی.... سب کچھ ہو سکتا ہے.... آپ اب دیر نہ کریں"۔

"کیوں بھئی.... کیا خیال ہے؟"

"ہم میں سے ایک ان کے ساتھ اندر جائے گا.... یہ لوگ بھی عام لوگ نہیں ہیں.... صدر کے نزدیکی لوگ ہیں"۔

"لیکن اس وقت ان کی شکل صورت وہ نہیں ہے.... ہم محمود، فاروق اور فرزانہ کی صورتیں پہچانتے ہیں"۔ دوسرے نے نفی میں سر ہلایا۔

"حد ہو گئی.... ہم بتا چکے ہیں.... ہم میک اپ میں ہیں"۔
"اوہ.... ہاں.... خیر.... لیکن ہمیں کیسے یقین آئے؟"
"اچھا بابا.... یہ لیں میں اپنا میک اپ ہٹا کر اصل چہرہ دکھا
ہوں.... اگرچہ اس طرح میک اپ خراب ہونے کا ڈر ہے"۔
"ہوتا ہے تو ہوتا رہے.... ہم بھی تو آپ کو اندر لے جا کر
اپنے لیے خطرہ مول رہے ہیں"۔ دوسرا بولا۔
آخر محمود کو اپنا چہرہ دکھانا پڑا.... چہرہ دکھا کر اس نے اس پر
میک اپ درست کر لیا۔
"اب اس بات کا تو ہو گیا یقین کہ آپ محمود، فاروق اور
فرزانہ ہی ہیں.... لیکن اس بات کا اطمینان نہیں ہوا کہ آپ ڈبل
میک اپ میں نہیں ہیں"۔ تیسرے نے کہا۔
"حد ہو گئی.... اب یہ ڈبل میک اپ کہاں سے نکل آیا؟"
"دیکھیے جناب.... یہ صدر صاحب کی کوٹھی ہے.... صدر
صاحب کی کوٹھی پر کوئی ان پڑھ قسم کے لوگ پہرے دار مقرر نہیں
کیے جا سکتے.... ہم لوگ اعلیٰ تعلیم یافتہ اور بہترین نشانہ باز ہیں.... کیا
سمجھے"۔ اس نے مذاق اڑانے والے انداز میں کہا۔
"بہت اچھی طرح سمجھ گئے ہیں.... آپ کی ہر بات.... آپ
ڈبل میک اپ کی بات کریں"۔ محمود نے جل کر کہا۔
"ہو سکتا ہے.... آپ کوئی اور ہوں.... پہلے آپ نے چہروں
پر محمود، فاروق اور فرزانہ صاحبان کا میک اپ کیا گیا ہو.... پھر اس

کے بعد کوئی اور میک اپ کیا گیا ہو"۔
"نہیں.... ایسی کوئی بات نہیں"۔
"یہ تو آپ کہہ رہے ہیں.... ثبوت کیا ہے آپ کے پاس اس
بات کا"۔
"ثبوت تو ہم دے سکتے ہیں.... لیکن اس طرح اور وقت
ضائع ہو گا"۔
"کوئی بات نہیں"۔
"اچھی بات ہے"۔
اب تنگ آ کر انہوں نے اپنے خصوصی اجازت نامے انہیں
دکھائے۔
"ارے باپ رے.... اگر یہ آپ کے پاس تھے تو پہلے ہی
کیوں نہ دکھا دیے"۔
"پہلے یہ اندازہ نہیں تھا کہ یہ معاملہ لمبا ہو جائے گا.... ہمارا
خیال تھا کہ آپ ہمیں پہچان لینے کے بعد فوراً اندر جانے دیں
گے"۔ محمود نے جل بھن کر کہا۔
"ہم ایسا ضرور کرتے، اگر صدر صاحب کی سخت ترین ہدایات
نہ ملی ہوتیں.... اور یہ ہدایات ابھی کچھ دیر پہلے ہی ملی ہیں"۔
"خیر.... پھر.... اب آپ کیا کہتے ہیں.... اب تو آپ نے
صدر صاحب کا خصوصی اجازت نامہ اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا ہے"۔
فرزانہ بولی۔

"ٹھیک ہے.... اب جو ہو گا' دیکھا جائے گا.... ہم میں سے ایک آپ لوگوں کو اندر لے جائے گا.... اور آپ کے ساتھ ساتھ رہے گا"۔

"ہمیں کوئی اعتراض نہیں"۔

"صابر میاں.... آپ ان کے ساتھ اندر جائیں"۔ ایک نے اپنے ساتھی سے کہا۔

"لیکن کس راستے سے جاؤں"۔

"صدر دروازے سے.... کم از کم ہم چوری چھپے اندر نہیں جائیں گے"۔

"اس طرح تو ہمیں صدر دروازے سے اندر داخل ہوتے ہی روک لیا جائے گا"۔ محمود نے گھبرا کر کہا۔

"نہیں روکا جائے گا.... اندر بھی تو ہمارے ہی ساتھی ہیں"۔ صابر میاں مسکرایا۔

"اوہ ہاں! یہ بھی ٹھیک ہے.... تب پھر چلیے"۔

پھر وہ انہیں صدر دروازے کی طرف لایا.... یہاں موجود چاروں پہرے دار انہیں دیکھ کر چونک اٹھے۔

"یہ.... یہ کیا ہے"۔ ان میں سے ایک نے کہا۔

"انہیں جانے دو.... میں بتاتا ہوں"۔ دوسرے نے کہا۔

"او کے.... جائیے صاحبان"۔ اس نے کہا۔

اب وہ اندر داخل ہوئے.... دروازے کے اندر بھی مسلح

پہرے دار تھے' اب ان کی رائفلیں ان کی طرف اٹھ گئیں.... پھر ان کے ساتھ صابر میاں کو دیکھ کر وہ ڈھیلے پڑ گئے۔

"یہ سب کیا ہے صابر میاں؟"

"آ کر بتاتا ہوں.... فکر نہ کرو"۔

"جب تم انہیں اندر لے جا رہے ہو پھر ہمیں فکر کرنے کی کیا ضرورت ہے"۔ وہ بولا۔

"شکریہ"۔

وہ اور آگے بڑھے.... آخر تین برآمدے عبور کرنے کے بعد صابر میاں ایک کمرے کے سامنے رک گیا اور بولا۔

"صدر صاحب اس کمرے میں ہیں"۔

"ایک منٹ.... آپ دستک نہیں دیں گے"۔

یہ کہ کر محمود آگے بڑھا.... پہرے دار نے مڑ کر اس کی طرف ناخوش گوار انداز میں دیکھا۔

"کیا مطلب؟"

"میں نے کہا ہے.... آپ دستک نہیں دیں گے"۔ اس نے سرگوشی کی۔

"لیکن کیوں جناب؟" پہرے دار نے بھی بہت آہستہ آواز میں کہا۔

"پہلے ہم دیکھ لیں.... اندر کیا ماجرا ہے.... کہیں صدر صاحب' یا ان کے گھر والوں کو کوئی نقصان نہ پہنچ جائے"۔ یہ کہ کر

محمود، فاروق اور فرزانہ کی طرف مڑا۔

"تم ذرا چوکس رہو"۔ اس نے دبی آواز میں کہا۔

یہ کہ کر اس نے تالے کے سوراخ سے آنکھ لگا دی.... ساتھ ہی وہ زور سے اچھل پڑا۔

○☆○

کون؟

"ٹک.... کیا ہوا؟"

"اندر واقعی گڑبڑ ہے.... صدر صاحب کی بیگم بندھی پڑی ہیں.... فاروق.... فرزانہ تم باہر ہی ٹھہرو گے.... ادھر ادھر دبک جاؤ.... صرف میں اندر جاؤں گا"۔ اس نے اشاروں میں کہا۔

"او کے.... لیکن ان صاحب کا کیا کریں"۔ اس نے پہرے دار کی طرف اشارہ کیا۔

"یہ بھی ہمارے ساتھ باہر کہیں چھپے رہیں گے.... کیوں جناب"۔ فاروق نے اس کی طرف دیکھا.... اس نے سر ہلا دیا۔

پھر وہ تینوں پیچھے ہٹ کر چھپ گئے.... محمود نے آہستہ انداز میں دستک دی۔

"کون؟" انہوں نے صدر صاحب کی آواز سنی۔

"یہ میں ہوں سر.... صابر میاں.... پہرے دار.... اس نے صابر میاں کی آواز میں کہا.... ادھر صابر میاں اپنی آواز سن کر چونکا۔

"کیا بات ہے.... اندر آنے کی کیا ضرورت تھی.... سنا نہیں تم نے میں نے کیا کہا تھا؟" اندر سے جھلا کر کہا گیا۔

"او کے.... میں لوٹ جاتا ہوں.... لیکن.... آپ کو نہیں معلوم...." اس نے جملہ درمیان میں چھوڑ دیا۔

"کیا معلوم نہیں؟" صدر صاحب چلائے۔

"یہ کہ باہر گڑبڑ ہے.... اور اس گڑبڑ کا رخ کوٹھی کی طرف ہے"۔

"نن نہیں.... نہیں.... ایک منٹ ٹھہرو"۔

ان الفاظ کے ساتھ ہی دروازہ کھل گیا.... محمود کا بازو پکڑ کر جلدی سے اندر کھینچ لیا گیا.... اور کھینچا بھی اس زور سے گیا کہ وہ کم سے کم سامنے والی دیوار سے جا ٹکرایا اور دروازہ بند ہو گیا۔

محمود دیوار سے ٹکرا کر پلٹا.... اور دھک سے رہ گیا.... چار کلاشن کوفیں چار مختلف سمتوں سے اس کی طرف اٹھی ہوئی تھیں.... اور کمرے میں صدر کہیں موجود نہیں تھے.... البتہ صدر کی جگہ ایک نقاب پوش ضرور موجود تھا.... تالے کے سوراخ سے وہ نظر نہیں آیا تھا.... صدر صاحب کی بیگم ضرور کرسی سے بندھی تھیں اور اس کے منہ میں کپڑا ٹھنسا ہوا تھا۔

"کیسے مزاج ہیں؟" نقاب پوش نے طنزیہ انداز میں کہا۔

"آپ کی تعریف؟"

"ارے.... تم نے مجھے پہچانا نہیں.... حد ہو گئی.... بنے پھرتے ہو.... بڑے جاسوس.... ابھی ابھی تو میں نے صدر کی آواز میں بات کی تھی"۔

"لیکن اب آپ کی آواز سن کر میں یقین سے کہ سکتا ہوں کہ آپ صدر نہیں ہیں"۔ محمود نے جل کر کہا۔

"اچھا.... خیر بھئی.... دیکھ لیتے ہیں آپ کے اندازے کو بھی.... اور آپ کے ہی کیا.... ابھی تو میں انسپکٹر جمشید کے اندازوں کو بھی دیکھوں گا"۔

"پروگرام کیا ہے؟"

"صدر اس وقت بالکل بے بس ہیں.... میں جو چاہوں.... انہیں حکم دے سکتا ہوں.... یہ میں ہی تھا جس نے انہیں حکم دیا کہ آپ لوگوں کو جیل میں بھجوا دیں.... نہ بھجوائیں گے تو وہ اپنی بیگم کو زندہ نہیں دیکھ سکیں گے.... نہ صرف بیگم کو.... بلکہ بچوں کو بھی"۔

"آپ بہت بڑی خوش فہمی میں مبتلا ہیں.... اب ہم یہاں تک آ گئے ہیں.... آپ کو اور آپ کی چال بازیوں کو دیکھ لیں گے"۔ محمود نے تلملا کر کہا۔

"پہلے پھر یہی کام کر لیں"۔ وہ ہنسا۔

"کون سا کام؟" محمود چونکا۔

"میری چال بازیوں کو اور مجھے دیکھنے کا کام"۔ وہ پھر ہنسا۔

"حد ہو گئی.... محمود غرایا۔

اس غراہٹ سے اس کا مطلب یہ تھا کہ آواز فرزانہ اور فاروق تک پہنچ جائے۔

"کوئی فائدہ نہیں ہو گا"۔

"کس بات کا کوئی فائدہ نہیں ہو گا"۔

"ابھی جب حقیقت جناب کے سامنے آئے گی تو اس وقت آپ کی سٹی گم ہو جائے گی"۔

"چلو یہ اور اچھا ہے.... بہت دن ہو گئے.... میری سٹی گم نہیں ہوئی"۔

"بے وقوف.... پہلے اپنے صدر سے مشورہ کر لو.... پھر کوئی حرکت کرنا.... اس وقت صدر بھی ہمارے قبضے میں ہیں.... اور صبح جب صدر صاحب کو ایوان صدر جانا ہو گا.... اس وقت ان کے بچے اس کمرے میں ہماری زد پر ہوں گے.... اگر صدر صاحب ہمارے خلاف کوئی کارروائی کرنے کی کوشش کریں گے تو پھر ان کے بیوی بچوں کی لاشیں ملیں گی.... کیا سمجھے.... یہ لو میں تمہاری صدر صاحب سے بات کراتا ہوں"۔

یہ کہ کر اس نے کمرے میں رکھے فون کا ایک بٹن دبا دیا اور پھر بولا۔

"صدر صاحب.... مبارک ہو.... آخر یہ لوگ کھیل خراب کرنے کے لیے آ ہی گئے"۔

"کون لوگ؟" صدر صاحب کی تکلیف میں ڈوبی آواز سنائی دی۔

"یہی انسپکٹر جمشید کے بچے.... میں نے کیا کہا تھا"۔

"لیکن انہیں تو میں نے آپ کی ہدایت پر جیل بھجوا دیا تھا"۔

"یہ اور جیل میں رک جائیں.... ہو ہی نہیں سکتا"۔

"اب اس میں میرا تو کوئی قصور نہیں.... میں نے انہیں ایسی کوئی ہدایات نہیں دی تھیں"۔

"تب پھر ہم ان سے خود نبٹ لیں گے.... باقی دو جو باہر ہیں.... انہیں بھی اندر لے آؤ بھئی.... اور باندھ دو.... اور تم تینوں یہ بات کان کھول کر سن لو.... اگر تم لوگوں نے ذرا بھی گڑبڑ کرنے کی کوشش تو ہم صدر صاحب کی بیگم کو گولیوں سے چھلنی کر دیں گے اور میرا خیال ہے.... صدر صاحب کو ایسی بیگم ہرگز پسند نہیں آئے گی.... کیا خیال ہے آپ کا صدر صاحب؟"

"نن نہیں.... نہیں.... ان لوگوں نے بے وقوفی کی.... میں نے انہیں ہرگز ایسی کوئی ہدایت نہیں دی تھی"۔ صدر صاحب جلدی جلدی بولے۔

اسی وقت دروازہ کھلا اور باہر سے فاروق اور فرزانہ کو اندر دھکیل دیا گیا.... وہ فرش پر زور سے گرے۔

"تم دونوں کو کیا ہوا؟" محمود نے جل کر پوچھا۔

"خوش فہمی ہمیں لے ڈوبی"۔ فرزانہ مسکرائی۔

"خوش فہمی.... یا غلط فہمی.... کیونکہ میرے خیال میں تو خوش فہمی کا کام لے ڈوبنا نہیں ہے.... ہاں غلط فہمی ایسا ضرور کر سکتی

ہے"۔

"حد ہو گئی.... اب تم لوگ یہاں بھی اپنی ادھر ادھر کی ہانکو گے"۔ نقاب پوش نے تلملا کر کہا اور وہ مسکرا دیے۔

"ان حالات میں ہم کیا کریں.... ہانکیں بھی نہ"۔ فاروق بولا۔

"جو جی میں آئے، کرو.... منہ کی کھاؤ گے"۔

"فرزانہ تم غلط فہمی کی بات کر رہی تھیں"۔ محمود نے گویا اسے یاد دلایا۔

"غلط سمجھے.... میں نے خوش فہمی کی بات کی تھی"۔

"اچھا خیر.... خوش فہمی ہی سہی.... کیا ہوا.... باہر تمہارے ساتھ ایک پہرے دار تھا.... اس کا کیا بنا؟"

"یہ سارا کیا دھرا اسی کا ہے.... اس نے ہم دونوں کو دھکا دیا تھا اندر"۔ فرزانہ نے جل بھن کر کہا۔

"کیا مطلب؟" وہ چونک اٹھا۔

"تمہارے اندر داخل ہوتے ہی اس کے باقی تین ساتھی بھی ہمارے نزدیک آ گئے اور ہم پر کلاش کو فیس تان لیں۔

"ک.... کیا مطلب.... تو کیا یہ سب پہرے دار بھی ان صاحب کے آدمی ہیں؟"

"بہت دیر بعد یہ بات سمجھ میں آئی"۔ نقاب پوش ہنسا۔

"اوہ.... اوہ.... نہیں"۔ محمود مارے خوف کے چلا اٹھا۔

"کیوں.... کیسی رہی؟"

"تمہارے لیے افسوس ناک"۔ محمود ہنسا۔

"کیا کہا.... میرے لیے افسوس ناک"۔

ہاں! تمہارے لیے افسوس ناک"۔

"شاید.... اب تمہارا دماغ چل گیا ہے"۔

"نہیں.... بالکل ٹھیک کام کر رہا ہے.... دماغ اب تمہارا چلے گا"۔

"اچھا.... ذرا وضاحت کرنا اپنی بات کی"۔

"ہم جیل میں یہ اندازہ لگا چکے تھے.... کہ یہاں اس قسم کی کوئی گڑبڑ ضرور ہے.... ورنہ صدر صاحب اور ہمیں جیل بھیجتے.... ہرگز نہیں.... چنانچہ ہم نے پروگرام بنایا.... اور اس پروگرام کے تحت ہم یہاں پہنچ گئے"۔ محمود یہاں تک کہہ کر رک گیا۔

"اور پھنس گئے"۔

"آپ کے خیال میں"۔

"کیا مطلب؟" وہ چونکا۔

"آپ باہر موجود اپنے پہرے داروں میں سے کسی کو آواز دیں"۔

"اس کی کیا ضرورت ہے؟"

"آواز تو دیں ناں"۔

"نمبر دس.... اپنے تین ساتھیوں کو لے کر اندر آ جاؤ"۔ اس

نے بلند آواز میں حکم دیا۔

جواب میں کوئی آواز سنائی نہ دی۔

"نمبر دس.... کیا تم بہرے ہو گئے ہو؟" وہ چلا اٹھا۔

اب بھی کوئی جواب سنائی نہ دیا۔

"دیکھا آپ نے.... مسٹر چالاک"۔

"ہاں! دیکھا.... لیکن اب بھی معاملہ میرے بس میں ہے۔

"وہ کیسے سر؟" فاروق نے طنزیہ انداز میں کہا۔

"بیگم صدر میری زد پر ہے"۔ ان الفاظ کے ساتھ ہی اس کے ہاتھ میں پستول نظر آیا۔

"کوئی فائدہ نہیں"۔ محمود نے ہنس کر کہا۔

"کیسے کوئی فائدہ نہیں.... وضاحت کرو"۔ اس نے منہ بنایا۔

ان الفاظ کے ساتھ ہی ایک فائر ہوا.... پستول نقاب پوش کے ہاتھ سے نکل گیا.... محمود نے پستول کو کیچ کر لیا.... اور نقاب پوش کی طرف تان دیا۔

"اب نظر آیا.... کوئی فائدہ"۔

"تم لوگوں پر حیرت ہے.... اسی لیے تو تمہیں جیل بھجوایا تھا.... کہ فائل والے معاملے میں تم کوئی کامیابی حاصل نہ کر سکو۔ لیکن اس کے باوجود تم یہاں تک پہنچ گئے"۔

"جی بس.... کیا بتائیں"۔

"اچھا.... کچھ نہ بتاؤ.... میں جا رہا ہوں.... میرا یہ پانسہ غلط

گیا.... جلد ہی کوئی اور انتظام کر کے سامنے آؤں گا.... بہرحال فائل G-23 کے سلسلے میں کچھ نہیں کر سکو گے.... اس بات کو لکھ لو"۔

"اچھی بات ہے.... ایک منٹ ٹھہریں"۔

یہ کہہ کر فاروق جیب سے کاغذ قلم نکالنے لگا۔

"یہ کیا کرنے لگے؟"

"آپ نے ہی تو کہا ہے.... اس بات کو لکھ لو.... لکھنے لگا ہوں"۔

"تمام تر شوخیوں کا جواب اگلی ملاقات پر.... میں چلا"۔

"لیکن آپ جا کیسے سکتے ہیں.... باہر آپ کا کوئی پہرے دار اپنے پیروں پر نہیں کھڑا"۔

"میں ان کی مدد کے بغیر چلا جاؤں گا.... آپ فکر نہ کریں"۔

"اس نے طنزیہ انداز میں کہا۔

"خبردار! میں فائر کرنے لگا ہوں"۔ محمود نے کہا۔

"اسی کا تو انتظار ہے"۔

"کیا مطلب؟"

"پہلے تم نے صرف میرے پستول پر فائر کیا تھا.... میں نے برداشت کر لیا.... اور تم سے کچھ نہیں کہا.... لیکن اب جب کہ تم مجھ پر فائر کرنے لگے ہو تو.... ردعمل ضرور ظاہر ہو گا.... پھر نہ کہنا"۔

"تم ہو کون.... اتنا تو بتا دو"۔

"کلا چور.... نام بتا دیا تو بے ہوش ہو جاؤ گے"۔

"تب تو نہ ہی بتائیں.... اس لیے کہ ابھی ہمارا بے ہوش ہونے کا کوئی پروگرام نہیں"۔

"چلو نہیں بتاتا.... میں چلا.... تمہیں اجازت ہے.... فائر کرنا ہے، کرلو.... مجھ پر حملہ کرنا ہے، کرلو.... اس نے کہا اور دروازے کی طرف بڑھا۔

محمود اب فائر کیے بغیر بھی رہ سکتا تھا.... کیونکہ باہر خفیہ فورس اس کے استقبال کے لیے تیار تھی.... کوٹھی کے اندر بھی اور باہر بھی.... لیکن اس نے سوچا.... اس سے یہیں کیوں نہ نبٹ لیا جائے.... چنانچہ اس نے اس کے پیٹ کا نشانہ لے کر فائر کیا۔

فائر کے ساتھ ہی ایک زوردار دھماکا ہوا.... گویا بم پھٹا.... اور پھر ان کے ذہن تاریکی میں ڈوبتے چلے گئے۔

○☆○

TIAR-04 C/KHAS MA
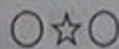
ہاں.... وہی

انہیں ہوش آیا تو سب ہسپتال میں تھے.... انسپکٹر جمشید، خان رحمان اور پروفیسر داؤد تو ان پر جھکے ہوئے تھے ہی.... ان کے گھر کے باقی افراد بھی وہاں موجود تھے.... حد تو یہ کہ صدر صاحب تک وہاں تھے.... انہیں دیکھ کر وہ بہت حیران ہوئے.... اور ان کے چہرے پر ان کی نظریں جم گئیں۔

"شاید تم یہ جاننا چاہتے ہو کہ میں یہاں کیوں نظر آ رہا ہوں.... میں نے تو تم لوگوں کو جیل بھیج دیا تھا.... لیکن میں اس وقت اور کیا کر سکتا تھا.... وہ پوری طرح میرے گھر پر قابض ہو چکے تھے.... اور میں اشارتاً بھی اس بات کا کسی سے ذکر نہیں کر سکتا تھا.... اور یہ اسی کی ہدایت تھی کہ تم لوگوں کو جیل کی ہوا کھلائی جائے.... ورنہ میں اور تم لوگوں کو جیل بھیجتا"۔ وہ یہاں تک کہہ کر رک گئے۔

"آپ کا مطلب ہے.... وہ نقاب پوش؟" محمود نے کمزور آواز میں پوچھا۔

"ہاں.... وہی"۔

"لیکن وہ آپ کے گھر میں داخل کیسے ہوا؟"

"اسی بات پر مجھے حیرت تھی.... لیکن اب تو خیر بات صاف ہو چکی ہے.... اس نے میری کوٹھی کے پہرے داروں پر ہاتھ صاف کیا تھا.... نہ جانے کیسے.... بہرحال.... پہلے اس نے انہیں غائب کیا تھا.... پھر ان کی جگہ ان کے کپڑوں میں اپنے آدمی مقرر کر دیے تھے.... ان حالات میں اس کا میری کوٹھی پر قبضہ کیوں نہ ہو جاتا.... پہرے داروں کی تبدیلی کا مجھے سرے سے کوئی علم نہ تھا.... یہ بات تو ابھی معلوم ہوئی ہے"۔

"اوہ.... اوہ"۔ ان کے منہ کھلے کے کھلے رہ گئے۔ .. کیونکہ یہ کوئی چھوٹی سی بات نہیں تھی.... آخر اس نے وہاں سے پہرے دار کیسے غائب کر دیے.... اس سوال نے انہیں چکرا کر رکھ دیا.... لیکن فی الحال کسی کے پاس اس کا جواب نہیں تھا۔

"اور اس کا کیا بنا؟" محمود نے اپنے والد کی طرف دیکھا۔

"دھوئیں کا بم اسی نے چھوڑا تھا.... لہٰذا اس بم کا دھواں اسے کیا کہتا.... ہم سب بے ہوش ہو گئے تھے تو وہاں سے نکل گیا.... کیونکہ دھماکے کی آواز اور دھواں وغیرہ آخر آس پاس کے لوگوں کو اپنی طرف متوجہ ضرور کرتا"۔

"لیکن وہ تھا کون؟" محمود نے حیران ہو کر پوچھا۔

"مجرم"۔ فاروق فوراً بولا۔

اور وہ مسکرا دیے۔

"چلئے خیر.... اس سارے ہنگامے کا اتنا فائدہ تو ہوا کہ صدر صاحب اور ان کے گھر والے مشکل سے نکل آئے"۔

"تو اور کیا.... یہی تو سب سے بڑی خوشی کی بات ہے"۔ صدر صاحب نے خوش ہو کر کہا۔

"اب تو آپ ہمیں جیل نہیں بھیجیں گے؟"

"ارے نہیں نہیں.... توبہ میری"۔ انہوں نے فوراً کانوں کو ہاتھ لگائے۔

"حیرت انگیز.... خوفناک اور سنسنی خیز"۔ انسپکٹر جمشید کی آواز سن کر وہ سب ان کی طرف متوجہ ہو گئے۔

"کیا آپ کو کوئی جاسوسی ناول یاد آگیا؟" اکرام نے بوکھلا کر کہا۔

"ارے نہیں! میں جاسوسی ناول نہیں پڑھتا.... ہاں بچپن میں ضرور پڑھا کرتا تھا.... ویسے بچپن میں پڑھنے کے لیے جاسوسی ناول اور کہانیاں بہت اچھی چیزیں ہیں.... اس لیے کہ ان کے ذریعے انسان میں جستجو بڑھتی ہے.... طبیعت میں مہم جوئی آتی ہے.... اور انسان اخلاقی اعتبار سے بہتر ہوتا ہے"۔ انہوں نے کہا۔

"لیکن اس وقت جو آپ نے الفاظ بولے ہیں.... یہ الفاظ عام طور پر جاسوسی ناولوں کے سرورق یا ان کی بیک پر یا اندر اشتہارات میں ہوتے ہیں"۔

"اوہ ہاں.... واقعی.... ایسا ہے.... بچپن میں ایک جاسوسی

مصنف کے ناول پڑھا کرتا تھا.... اس کے ہر ناول میں لکھا ہوتا تھا....
سنسنی خیز' ہنگامہ آراء' مزاح اور جاسوسی سے بھرپور ناول"۔

"یہ الفاظ تو میرے بھی کچھ جانے پہچانے ہیں"۔ پروفیسر داؤد
چونک اٹھے۔

"کیا مطلب.... کیا آپ بھی جاسوسی ناول پڑھتے رہے ہیں؟"

"ہاں! سچ تو یہی ہے"۔

"تب پھر آپ سائنس دان کیسے بن گئے.... آپ کو تو
سراغرساں بننا چاہیے تھا"۔ فاروق نے حیران ہو کر کہا۔

سب اس کا سوال سن کر مسکرائے۔

"تم ایک بات بھول گئے"۔ پروفیسر داؤد مسکرائے۔

"تو وہ ایک بات آپ یاد کرا دیں"۔

"ہاں ضرور.... کیوں نہیں.... جاسوسی ناولوں میں بھی اکثر
سائنسی ہوتے ہیں.... یا ان میں کسی سائنس دان کا ذکر ہوتا ہے....
ایسے ایک سائنس دان کا ذکر اس مصنف کے ناولوں میں اکثر ہوتا
تھا.... بس اس سے میرے دل و دماغ میں سائنس دان بننے کا بھوت
سوار ہوا"۔

"بہت خوب! ارے ہائیں.... دھت تیرے کی.... ابا جان
آپ نے یہ کیوں کہا تھا.... حیرت انگیز.... سنسنی خیز.... خوفناک"۔

"آخر اس بار کا مجرم کیا چیز ہے.... پہلے اس نے آئی جی بن
کر فائل صدر صاحب سے حاصل کی.... اب صدر صاحب کے گھر

پر قبضہ کر بیٹھا.... آخر وہ ایسا کرنے میں کس طرح کامیاب ہوا....
سوال تو یہ ہے.... میرا مطلب ہے.... اس نے اتنے پہرے داروں کو
یہاں سے کس طرح ہٹا دیا.... اور غیر محسوس طور پر.... اپنے آدمی
کس طرح مقرر کر دیے"۔

"بہت خوب! یہی بات تو مجھے پریشان کر رہی ہے"۔ صدر
بولے۔

"اور دوسرا پریشان کن سوال.... وہ تمام پہرے دار کہاں
ہیں.... کیا اس نے ان سب کو ہلاک کر دیا؟"

"نن نہیں.... نہیں"۔ وہ چلائے۔

عین اس وقت صدر صاحب کے موبائل کی گھنٹی بجی....
انہوں نے فون کان سے لگا لیا.... پھر ان کی آنکھیں مارے حیرت
کے پھیل گئیں.... آخر انہوں نے کہا۔

"اوہ اچھا ٹھیک ہے"۔

انہوں نے فون بند کر دیا اور ان کی طرف مڑے.... ان کے
چہرے پر حیرت ہی حیرت تھی۔

"معلوم ہوتا ہے.... آپ نے کوئی حیرت انگیز بات سنی
ہے"۔

"کوئی ایسی ویسی حیرت انگیز بات"۔

"تب پھر آپ وہ حیرت انگیز بات ہمیں بھی سنا کر حیرت زدہ
کر دیں"۔

"اوہ ضرور... کیوں نہیں... میرے گھر کے سیکرٹری کا فون
تھا... اس نے بتایا ہے... کہ تمام پہرے دار جنہیں تین کی چھٹی
میں نے دی تھی... ڈیوٹی پر آ گئے ہیں"۔
"کیا کہا... آپ نے تمام پہرے داروں کو تین دن کی چھٹی
دی تھی"۔ انسپکٹر جمشید نے بوکھلا کر کہا۔
"ہاں! ان کا کہنا ہے کہ میں نے تین دن پہلے ان سے کہا
تھا... صبح سے تم تین دن تک نہ آنا... اور یہ تین دن اپنے بیوی
بچوں کے ساتھ چھٹیاں منانا... اس لیے کہ میں بھی چھٹیاں منانے
اپنے جزیرے پر جا رہا ہوں"۔
"کیا کہا... آپ اپنے جزیرے پر گئے تھے؟" انسپکٹر جمشید نے
کھوئے کھوئے انداز میں کہا۔
"میرا مطلب ہے... یہ بیان ان پہرے داروں کا ہے...
جب کہ میں نے ان سے ایسی کوئی بات نہیں کہی تھی"۔
"اف مالک... آئیے چلیں... ہمیں ان پہرے داروں سے
خود بات کرنا ہو گی... پتا نہیں... یہ کیا ہے"۔
"فائل کا چکر بھلانے کا چکر"۔ پروفیسر داؤد بول اٹھے۔
"جج... جی... کیا کہا آپ نے... فائل کا چکر بھلانے کا
چکر"۔ فاروق کھوئے کھوئے انداز میں بولے۔
"ہاں... یہی کہا میں نے... کیوں... کیا کچھ غلط کہا... ویسے
یہ کسی ناول کا نام ہو سکتا ہے"۔

"دماغ تو نہیں چل گیا"۔ فرزانہ نے برا سا منہ بنایا۔
"کیوں کیوں... کیا ہو گیا... اس میں دماغ چلنے والی کون سی
بات ہو گئی"۔ فاروق نے اسے گھورا۔
"ناول کا نام اتنا لمبا ہرگز نہیں ہو سکتا... یعنی فائل کا چکر
بھلانے کا چکر"۔
"ارے تو صرف فائل کا چکر تو ہو سکتا ہے نا... یا صرف
بھلانے کا چکر تو ہو سکتا ہے نا... یا پھر صرف فائل بھلانے کا چکر رکھا
جا سکتا ہے"۔
"توبہ ہے تم سے... ہم کوئی مصنف ہیں"۔ فرزانہ نے
آنکھیں نکالیں۔
"ختم کرو... ہمیں فوراً" صدر صاحب کی کوٹھی پہنچنا ہے...
آخر مجرم نے تمام پہرے داروں کو چھٹی کس طرح دے دی؟"
انسپکٹر جمشید نے جھلا کر کہا... پھر وہ صدر صاحب سے بولے... جو
ان تینوں کی باتوں پر بے ساختہ مسکرا رہے تھے۔
"سر! جب انہیں چھٹی جانا ہوتا ہے... یا آپ انہیں چھٹی
دیتے ہیں... میرا مطلب ہے جب آپ کو دورے پر جانا ہوتا ہے...
اس وقت آپ از خود ان لوگوں کو چھٹی دے کر جاتے ہوں گے...
تو اس وقت انہیں چھٹی کا حکم کون سناتا ہے؟"
"میرا سیکرٹری... ایاز احمد خان"۔
"ہم سیدھے آپ کے گھر جا رہے ہیں... آپ لوگ اپنا کام

کریں"۔

"لیکن جمشید.... ہم تو اب اپنا کام نہیں کر سکتے.... میرا مطلب ہے.... میں اور خان رحمان"۔

"اوہ ہاں.... آپ دونوں تو خیریوں بھی اب ہماری پارٹی کے مستقل ممبر ہیں"۔ وہ مسکرا دیے۔

پھر وہ صدر صاحب کی کوٹھی پہنچے.... سیکرٹری ایاز احمد خان نے مسکرا کر ان کا استقبال کیا۔

"صدر صاحب نے مجھے آپ کی آمد کے بارے میں بتایا تھا ابھی تھوڑی دیر پہلے"۔

"اوہ اچھا.... خیر.... ہاں تو یہ کیا چکر ہے بھئی"۔

"جی.... کون سا چکر"۔ اس نے حیران ہو کر کہا۔

"یہی.... تین چھٹیوں والا چکر"۔

"اس میں تو کوئی چکر والی بات نہیں"۔

"کیا کہا آپ نے.... تین دن کی چھٹیاں تمام پہرے داروں کو دی گئی تھیں.... اور ایسا آپ نے ہی کیا تھا.... لیکن صدر صاحب نے آپ کو ایسا کوئی حکم نہیں دیا تھا"۔

"جی.... کیا فرمایا آپ نے.... صدر صاحب نے ایسا کوئی حکم مجھے نہیں دیا.... یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں.... میں تو خود ابھی لوٹا ہوں.... تین چھٹیاں گزار کر"۔

"کیا.... نہیں.... نہیں"۔

وہ چلا اٹھے۔

"ہاں ہاں.... یہی بات ہے.... مجھے بھی صدر صاحب نے ساتھ ہی چھٹی دی تھی"۔

وہ چکرا کر رہ گئے.... پھر انسپکٹر جمشید نے کہا۔

"اور یہ تین دن پہلے کی بات ہے"۔

"جی ہاں.... بالکل"۔

اس نے پرزور انداز میں کہا۔

"آپ کو صدر صاحب نے فون پر یہ ہدایت دی تھی؟"

انسپکٹر جمشید نے پوچھا۔

"بالکل.... اور میں نے یہ ہدایت تمام پہرے داروں کو سنا دی.... پھر میں تو چلا گیا تھا.... میرے بعد پہرے دار بھی چلے گئے ہوں گے"۔

اس نے وضاحت کے انداز میں بتایا۔

"لیکن یہ کیا طریقہ ہوا.... صدر صاحب کے گھر کو اس طرح کیسے چھوڑ کر جایا جا سکتا ہے"۔

انسپکٹر جمشید نے جھلا کر کہا۔

"صدر صاحب کو بھی اسی روز روانہ ہونا تھا.... اور انہوں نے وہیں سے اپنی بیگم صاحبہ کو اور بچوں کو ایئرپورٹ پر پہنچنے کا حکم دیا تھا.... بلکہ سرکاری گاڑی انہیں لینے کے لیے آ بھی چکی تھی"۔

اس نے ایک نئی بات بتائی۔

"کیا کہا.... سرکاری گاڑی آچکی تھی"۔

وہ سب چونک اٹھے۔

"جی ہاں! میرے سامنے ہی گاڑی آئی تھی.... صدر صاحب کی بیوی بچے اس گاڑی میں سوار ہو گئے تھے.... اس کے بعد پہرے دار گئے تھے"۔

"اف مالک! یہ سب کیا ہے"۔

انسپکٹر جمشید چلا اٹھے.... انہوں نے اپنا سر پکڑ لیا۔

○☆○

دیکھا جائے گا

چند لمحے اسی عالم میں گزرے، پھر انہوں نے صدر صاحب کو ...ن کیا۔

"تین روز پہلے آپ اور آپ کے بیوی بچے.... ملک سے باہر ...ے تھے سر.... پہرے داروں اور ایاز خان کو چھٹی دے کر"۔

"نہیں.... بالکل نہیں.... تین دن پہلے جب میں یہاں سے ...غ ہو کر گھر پہنچا تو میرے بیوی بچے اندر بندھے ہوئے تھے اور ...کے سر پر چار افراد کلاشن کوف لیے موجود تھے.... بس اسی لیے ...ن کی ہدایات پر عمل کرنے پر مجبور ہوا تھا"۔

"تب پھر.... یہ کیسے ہو سکتا ہے"۔

"کیا کیسے ہو سکتا ہے؟"

"آپ کے سیکرٹری صاحب کا کہنا ہے کہ آپ نے انہیں فون ...ہدایات دی تھیں کہ آپ بچوں سمیت تین دن کے لیے ملک ...باہر جا رہے ہیں، لہٰذا تمام پہرے داروں کو تین دن کی چھٹی.... ...یکرٹری صاحب کو بھی"۔

"نہیں! یہ غلط ہے"۔

"مجرم نے آپ کی آواز میں سیکرٹری صاحب کو فون کیا ہو گا
یہ بات تو سمجھ میں آتی ہے..... لیکن آپ کے گھر کے افراد بھی تو
گاڑی میں بیٹھ کر ایئرپورٹ کی طرف روانہ ہوئے تھے..... جب کہ وہ
آپ کو گھر میں ملے تھے..... انہوں نے آپ کو کچھ نہیں بتایا تھا"۔

"اتنا وقت ہی کب ملا..... وہ تو دشمنوں کے گھیرے میں
تھے..... اور میں بے بس تھا"۔

"اوہ ہاں! تب ہمیں بھابی صاحبہ سے سوالات کرنا ہوں
گے"۔

"ضرور کرو جمشید..... میں بہت پریشان ہوں"۔

"اب آپ کو پریشان ہونے کی ضرورت نہیں، اب پریشان
ہونے کی باری مجرم کی ہے"۔ انہوں نے پرسکون آواز میں کہا۔

"کیا واقعی جمشید..... تم مجرم تک پہنچ جاؤ گے..... نظر تو نہیں
آتا..... کیونکہ اس بار کے مجرم کا طریقہ بہت زیادہ انوکھا ہے"۔

"کوئی بات نہیں سر..... دیکھا جائے گا"۔

اب انہوں نے صدر صاحب کی بیگم صاحبہ کو اطلاع
بھجوائی..... انہوں نے انہیں ڈرائنگ روم میں بلوا لیا اور خود
دروازے کے باہر آکر بیٹھ گئیں۔

"جی..... پوچھیے..... میں اس طرف موجود ہوں"۔

"تین دن پہلے آپ کو سیکرٹری صاحب نے بتایا تھا کہ آپ
سامان اور بچوں سمیت ایئرپورٹ پر پہنچنا ہے"۔

"جی ہاں! اور ہم روانہ ہوئے تھے"۔

"پھر..... اس کے بعد"۔

"راستے میں ہی موبائل پر پیغام ملا کہ پروگرام کینسل ہو گیا
ہے..... آپ گھر لوٹ جائیں"۔

"اور آپ گھر لوٹ آئیں"۔

"ہاں! لیکن جونہی ہم اندر داخل ہوئے..... ہمیں جکڑ دیا
گیا"۔ وہ بولیں۔

"اور سرکاری گاڑی..... جو آپ کو لائی تھی؟"

"وہ ہمیں اتار کر چلی گئی تھی"۔

"شکریہ..... بس آپ سے یہی پوچھنا تھا"۔

اب انہوں نے پھر صدر صاحب کو فون کیا۔

"آپ عام طور پر جس گاڑی کو گھر بھیجتے ہیں..... اس کے
ڈرائیور کی ہمیں یہاں ضرورت ہے"۔

"تمہارا مطلب ہے..... میں اسے گھر بھیج دوں"۔

"ہاں سر"۔

"بہت اچھا..... ابھی پہنچ جاتا ہے"۔

جلد ہی ڈرائیور ان کے سامنے بیٹھا تھا۔

"تین دن پہلے آپ صدر صاحب کے بیوی بچوں کو لینے کے
لیے آئے تھے..... آپ انہیں ایئرپورٹ کی طرف لے گئے تھے؟"

"جی..... جی نہیں تو..... تین دن پہلے تو ایسا بالکل بھی نہیں

ہوا"۔

"اوہ اچھا.... خیر"۔

انہوں نے اندر فون کیا اور صدر صاحب کے بچوں کو بلایا.... بچے وہاں آئے تو انہوں نے کہا۔

"اس روز یہی ڈرائیور آئے تھے آپ لوگوں کو لینے؟"

"جی.... جی نہیں.... وہ دوسرے تھے"۔

"کیا مطلب؟" ڈرائیور اچھلا۔

"آپ کو کیا ہوا؟"

"صدر صاحب میرے علاوہ کسی کو نہیں بھیجتے.... گھر کے افراد کو کہیں لے جانے کے لیے"۔

"ٹھیک ہے.... آپ جا سکتے ہیں"۔

وہ حیرت زدہ سا چلا گیا۔

"اب ساری بات صاف ہو گئی ہے.... یہ سارا چکر مجرم کا چلایا ہوا تھا.... وہ صدر صاحب کی آواز کی نقل کر سکتا ہے.... اس حد تک کہ کسی کو پتا نہیں چلتا"۔

"لیکن سوال یہ ہے کہ ہم تو پھر وہیں کے وہیں ہیں.... ایک قدم بھی آگے نہیں بڑھ سکے.... مجرم نے پہلے سارا چکر چلایا فائل حاصل کرنے کے لیے.... پھر چکر چلایا ہمیں جیل بھجوانے کے لیے.... گویا وہ ہم سے بہت زیادہ خوف زدہ ہے"۔

"فکر نہ کرو.... یہی خوف اسے لے بیٹھے گا، اس کی موت بن

جائے گا"۔ انسپکٹر جمشید مسکرائے۔

"لیکن کیسے.... ہم کیا کریں؟"

"وہ ہم سے خوف زدہ ہے اور ہمیں جیل میں رکھنے کی اس کی کوشش بالکل ناکام ہو چکی ہے.... لہٰذا اب اس کے خوف میں اور اضافہ ہو جائے گا.... وہ کوئی اور کارروائی کرے گا.... اور مارا جائے گا.... تم فکر نہ کرو، ہمیں کچھ کرنے کی ضرورت نہیں"۔

"چلیے پھر گھر چلیں.... جب ہمیں کچھ کرنے کی ضرورت نہیں تو"۔ فاروق نے خوش ہو کر کہا۔

"ہاں جمشید.... بہت زور کی بھوک لگی ہے"۔ پروفیسر داؤد بولے اور وہ مسکرا دیے۔

گھر آئے.... ابھی کھانا کھا رہے تھے کہ فون کی گھنٹی بجی.... انہوں نے ریسیور اٹھایا.... فون کمانڈر انچیف کمال فیاضی صاحب کا تھا.... وہ کہہ رہے تھے۔

"انسپکٹر صاحب.... کیا آپ ابھی اور اسی وقت ملٹری ہیڈکوارٹر آ سکتے ہیں"۔

"ضرور.... کیوں نہیں.... لیکن بات کیا ہے؟" وہ چونکے۔

"بات آپ کو یہیں بتائی جائے گی.... صدر صاحب بھی یہاں پہنچ رہے ہیں"۔

"لگتا ہے.... مجرم ہمیں چین کا سانس نہیں لینے دے گا"۔

فاروق نے برا سا منہ بنایا۔

"کھانا تو پورا کھالیں"۔

"اب یہ نہیں ہو سکتا.... صدر صاحب بھی وہاں پہنچ رہے ہیں.... اور ہمیں ان سے پہلے وہاں پہنچنا چاہیے"۔

"بالکل ٹھیک جمشید"۔ خان رحمان نے فوراً کہا۔

"لیکن بھئی.... میں تو ابھی بالکل بھوکا ہوں"۔

"آپ کھانا ساتھ لے لیں"۔ انسپکٹر جمشید نے باہر کی طرف دوڑ لگاتے ہوئے کہا۔

"اس کا وقت بھی کہاں ہے"۔ پروفیسر داؤد نے برا سا منہ بنایا اور باہر کی طرف لپکے۔

وہ سب مسکرا دیے.... بیگم جمشید نے برا سا منہ بنایا اور بولیں۔

"اب آپ جب آئیں گے تو ٹھنڈا کھانا کھائیں گے"۔

"وہ کیوں امی جان؟" فرزانہ نے دروازے سے نکلتے ہوئے کہا.... سب سے پیچھے وہ تھی۔

"اس لیے کہ یہ کھانا میں پہلے ہی تین بار گرم کر چکی ہوں"۔

"حد ہو گئی"۔ فرزانہ نے گھبرا کر کہا اور باہر نکل گئی۔

وہ ہیڈکوارٹر پہنچے ہی تھے کہ صدر صاحب کی گاڑی آتی نظر آئی.... پھر جونہی کار رکی.... وہ نیچے اتر آئے اور انہیں دیکھ کر مسکرائے۔

"ساتھ ساتھ پہنچے"۔ صدر صاحب بولے۔

"جی سر.... کیا بتائیں"۔ وہ یہ کہ کر رہ گئے۔

اسی وقت کمال فیاضی صاحب باہر آتے نظر آئے.... وہ صدر صاحب کے استقبال کے لیے باہر نکلے تھے۔

"ہاں کمال صاحب.... جلدی بتائیں.... کیا بات ہے.... مارے سپنس کے میرا برا حال ہے"۔ صدر صاحب انہیں دیکھ کر بولے۔

"اندر چلیں سر.... ان کی آواز میں کوئی خاص بات تھی.... وہ اور پریشان ہو گئے.... آخر وہ انہیں اپنے کمرے میں لے آئے.... کمرے کا دروازہ بند کرنے کے بعد انہوں نے سرگوشی میں کہا۔

"چھ ماہ پہلے.... سرحد پر جو لاش ملی تھی.... اس کا پتا چل گیا ہے"۔

"کیا!!!" وہ ایک ساتھ بول اٹھے۔

○

چند لمحے سکتے کے عالم میں گزرے.... پھر صدر صاحب نے کہا۔

"بہت خوب! یہ تو اچھی بات ہو گئی.... ایک معمہ جو حل نہیں ہو رہا تھا.... اب حل ہو جائے گا"۔

"یہی تو مشکل ہے سر"۔ کمال فیاضی موت کی حد تک سنجیدہ تھے۔

"کیا کہا آپ نے.... یہی تو مشکل ہے"۔

"جی ہاں.... یہ معلوم ہونے کے بعد لاش کس کی تھی.... معاملہ اور الجھ گیا ہے"۔

"یوں بات کیسے سمجھ میں آئے گی"۔ صدر صاحب بے چینی کے عالم میں بولے۔

"تب پھر سنیے.... چھ ماہ پہلے جو لاش ہمیں ملی تھی اور جس کے بارے میں کچھ بھی پتا نہیں چل سکا تھا کہ وہ کس کی ہے.... یا اسے کس نے ہلاک کیا ہے.... اب اس کے بارے میں معلوم ہو گیا ہے.... اور یہ معلوم ہونا اتفاقی نہیں ہے"۔

"یہ معلوم ہونا اتفاقی نہیں ہے.... کیا مطلب؟"

"چھ ماہ پہلے ایک آفیسر کو واپس آنا تھا.... وہ واپس نہیں آئے.... ان کے بارے میں پتا کرایا گیا.... تو عجیب ترین بات معلوم ہوئی"۔

"یوں بات سمجھ میں نہیں آئے گی.... آپ مکمل بات بتائیں"۔ صدر صاحب بولے۔

"جی بہتر.... چھ ماہ پہلے ہمارے ایک آفیسر کو ایک دوست ملک میں خفیہ طور پر بھیجا گیا تھا"۔

کمال فیاضی نے بتایا۔

"کیا.... کیا مطلب.... کیا آپ کرنل عدنان بخاری کی بات کر رہے ہیں؟"

صدر صاحب نے چونک کر پوچھا۔

"آپ بالکل ٹھیک سمجھے.... ان کے اور ہمارے درمیان یہ طے ہوا تھا کہ ان کا یہ دورہ انتہائی خفیہ ہو گا.... اس حد تک خفیہ کہ وہ چھ ماہ تک ہم سے یا اپنے گھر والوں سے کوئی رابطہ تک نہیں کریں گے.... انہیں ایک اسلامی ملک میں بھیجا گیا تھا.... وہاں ایک فوجی ماہر کی بہت ضرورت تھی.... کیونکہ اس ملک کے خلاف بیگال نے فوجی کارروائی شروع کر رکھی ہے.... اور ان کی فوج کو ناتجربہ کاری کی وجہ سے آئے دن ان کا بہت نقصان ہو رہا تھا.... لہٰذا اس اسلامی ریاست نے خفیہ طور پر درخواست کی تھی کہ ایک فوجی ماہر انہیں دیا جائے.... انہیں بتا دیا گیا کہ فوجی ماہر بھیجا جا رہا ہے.... اور یہ کہ ماہر چھ ماہ کے لیے بھیجا جائے گا.... اس کے بعد بھی اس کی ضرورت پیش آئی تو نئے سرے سے بات طے کی جائے گی.... چھ ماہ بعد بہرحال ایک بار آفیسر چند دن کے لیے واپس ضرور آئے گا.... کیونکہ آخر اس کا بھی ایک گھر ہے.... بیوی بچے ہیں.... اس اسلامی ریاست نے یہ سارا معاملہ منظور کر لیا تھا.... اب جب چھ ماہ پورے ہو گئے.... اور کرنل کی واپسی کی کوئی اطلاع نہ ملی تو ہم نے ریاست کے حکمران سے رابطہ کیا.... ان کا جواب حیران کن ترین تھا"۔

یہاں تک کہہ کر کمال فیاضی خاموش ہو گئے۔

"اور ان کا جواب کیا تھا؟" صدر صاحب بے تاب ہو گئے.... مارے بے چینی کے ان سب کا ہی برا حال تھا۔

"ان کا جواب تھا.... ہمارے آفیسر کو وہ واپس بھیج چکے ہیں"۔

کمال فیاضی نے جواب دیا۔

"کیا!!!"

وہ ایک ساتھ چلائے۔

○☆○
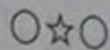
وہ کون؟

ایک منٹ پورا گزر گیا.... ان میں سے کوئی کچھ نہ بول سکا.... پھر انسپکٹر جمشید کی سرسراتی آواز سنائی دی۔

"کیا آپ کا خیال یہ ہے کہ واپس آتے ہوئے انہیں اغوا کر لیا گیا ہے"۔

"نہیں.... ہمارا یہ خیال نہیں ہے.... ہم نے تمام آنے والی پروازیں چیک کرائی ہیں.... ان میں سے کسی پرواز میں بھی اس ریاست سے کرنل عدنان بخاری نہیں آئے"۔

"اوہ.... نہیں.... لیکن پھر آپ یہ کیسے کہہ سکتے ہیں کہ انہیں اغوا نہیں کیا گیا.... ہو سکتا ہے.... اسی ریاست میں ہی انہیں اغوا کر لیا گیا ہو"۔

"یہ بھی نہیں ہوا.... ریاست کے حکمران کا بیان ہے.... انہوں نے خود کرنل عدنان بخاری کو جہاز پر سوار کرایا.... جہاز ان کی آنکھوں کے سامنے پرواز کر گیا.... راستے میں جہاز کو ایک ملک میں اترنا تھا.... بس اس ملک سے جہاز روانہ ہوا تو اس میں پھر عدنان بخاری سوار نہیں ہوئے"۔

"تب تو بات صاف ہو گئی.... انہیں اغوا کر لیا گیا"۔ انسپکٹر جمشید نے کہا۔

"جی نہیں"۔ کمال فیاضی اداس انداز میں مسکرائے۔

"جی نہیں.... کیا مطلب؟"

"انہیں اغوا نہیں کیا گیا.... وہ تو چھ ماہ پہلے اس ریاست میں پہنچے ہی نہیں تھے"۔

"یہ آپ نے کیا کہا؟" صدر صاحب چلائے۔

"جی ہاں سر.... بہت دردناک بات سامنے آئی ہے.... چھ ماہ پہلے ہم نے کرنل عدنان بخاری کو اسلامی ریاست بھیجنے کا پروگرام بنایا تھا.... فرضی نام سے ان کے کاغذات تیار کرائے گئے تھے.... ان کا حلیہ ان کاغذات کے مطابق بنایا گیا تھا.... یعنی میک اپ کیا گیا تھا.... جب سب کام مکمل ہو گیا تو انہیں صرف اتنا کرنا تھا.... اپنا مختصر سامان لے کر خفیہ طور پر اپنے گھر سے نکل جاتے اور ایئرپورٹ پر پہنچ جاتے.... جہاز پر سوار ہوتے اور اس اسلامی ریاست پہنچ جاتے.... وہاں پہلے ہی اطلاع دے دی گئی تھی.... کہ فلاں نام سے ایک فوجی آفیسر بھیجے جا رہے ہیں.... ان کا اصل نام اور حلیہ یہ ہے.... پہنچنے پر تصدیق کر لی جائے.... چنانچہ کرنل عدنان بخاری اپنے پروگرام کے مطابق گھر سے نکلے.... لیکن وہ ایئرپورٹ نہ پہنچ سکے"۔

کمال فیاضی صاحب نے غم ناک آواز میں کہا۔

"کیا مطلب؟" وہ سب ایک ساتھ بولے۔

"ہاں جناب.... سنتے جائیں.... وہ ایئرپورٹ پر نہیں پہنچ سکے.... انہیں راستے میں اغوا کر لیا گیا.... کیونکہ ان کے پورے پروگرام کے بارے میں دشمن کو معلوم ہو چکا تھا.... اور دشمن اپنا منصوبہ ترتیب دے چکا تھا"۔

کمال فیاضی نے بات جاری رکھتے ہوئے کہا۔

"کک.... کون سا منصوبہ؟" صدر صاحب دھک سے رہ گئے۔

"انہوں نے عدنان بخاری کے میک اپ زدہ حلئے کا ایک آدمی پہلے ہی تیار کر لیا تھا.... اس حلئے کے نیچے اس آدمی کے چہرے پر عدنان بخاری کا بہترین میک اپ کیا گیا تھا.... عدنان بخاری کو گاڑی سے اتار لیا گیا.... اور ان کی جگہ نقلی عدنان بخاری کو بٹھا دیا گیا.... ان کے کاغذات اس کے حوالے کر دیئے گئے.... نقلی عدنان بخاری ایئرپورٹ پر پہنچا.... اور جہاز پر سوار ہو گیا"۔

"نن.... نہیں.... نہیں"۔ وہ سب چلائے۔

"جی ہاں.... یہی ہوا تھا.... ادھر اصل عدنان کو انہوں نے مار ڈالا.... اور اس کی لاش کا حلیہ اس حد تک بگاڑ دیا کہ پہچان میں نہ آ سکے.... اب غالباً" ان کے سامنے سوال یہ تھا کہ وہ لاش کا کیا کریں.... وہ اس کو کہیں دفن کر سکتے تھے.... لیکن انہوں نے ہمیں چکر میں ڈالنے کے لیے.... الجھنوں میں مبتلا کرنے کے لیے.... اسے

سرحد پر ڈال دیا.... یہ تھی وہ لاش جو چھے ماہ پہلے ملی تھی.... لیکن اس وقت ہمیں یہ بالکل معلوم نہ ہو سکا کہ وہ لاش عدنان بخاری کی ہے.... ہم نے فائل مکمل کی اور صدر صاحب کو دے دی.... تاکہ وہ اس فائل کو انسپکٹر جمشید کے حوالے کر دیں.... آگے کہانی آپ سب کو معلوم ہے.... کہ کس طرح دشمن نے اس فائل کو اچک لیا"۔ یہاں تک کہہ کر وہ خاموش ہو گئے۔

"اور کیا یہ عجیب ترین بات نہیں ہے"۔ انسپکٹر جمشید نے پریشان ہو کر کہا۔

"کون سی بات؟" صدر بولے۔

"فائل انہوں نے آپ سے حاصل کر لی تھی.... یعنی نقلی آئی جی صاحب نے.... پھر اس فائل کو انسپکٹر جاسی کے ذریعے آخر سلمان آفاقی کے پاس کیوں رکھوایا گیا.... اور چھے ماہ بعد پراسرار انداز میں وہ اس ڈاکیے کے ذریعے واپس کیوں لی گئی.... جب کہ وہ تو انسپکٹر جاسی کے ذریعے بغیر کسی مشکل کے ان سے واپس حاصل کر سکتے تھے.... کیا یہ اس کیس میں عجیب ترین بات نہیں ہے"۔

"ہاں ابا جان.... یہ حد درجے عجیب ترین بات ہے"۔ فرزانہ نے بے چین ہو کر کہا۔

"لہٰذا ہمیں اس سوال کا جواب تلاش کرنا ہو گا.... جیسا کہ انہوں نے نہایت کامیابی سے فائل حاصل کر لی تھی.... تو سلمان آفاقی کے پاس رکھوانے کی کیا ضرورت تھی.... وہ تو فوری طور پر

اس کو ضائع کر دیتے"۔ انسپکٹر جمشید مسکرائے۔

"بہت الجھا ہوا سوال ہے.... سسپنس اور بڑھ گیا ہے.... اب ہم کیا کریں؟"

"بلکہ بہت گھناؤنا جرم بن گیا ہے.... ایک تو یہ کہ ہمارے ایک کرنل کو ہلاک کیا گیا.... دوسرے اس کی جگہ اسلامی ریاست میں ان کا اپنا آدمی گیا.... ارے باپ رے"۔ فرزانہ اچھل کر کھڑی ہو گئی.... اس کا رنگ سفید پڑ گیا۔

"کیا ہوا فرزانہ؟"

"دشمن کا آدمی چھے ماہ تک ہماری دوست اسلامی ریاست میں رہا.... اس نے وہاں ریاست کی فوج کو تربیت دینے کی بجائے.... اپنا کام جاری رکھا ہو گا.... یعنی ریاست کے اہم راز حاصل کیے ہوں گے.... جو آئندہ ہمارے لیے کس قدر نقصان دہ ثابت ہوں گے.... ہم اندازہ نہیں لگا سکتے"۔

"یہ سب ٹھیک ہے.... واقعی ہم نقصانات کا اندازہ نہیں لگا سکتے.... اور جب یہ بات ریاست کے حکمران کو معلوم ہو گی تو وہ کس قدر پریشان ہوں گے.... سوال یہ ہے کہ آپ کو یہ بات کس طرح معلوم ہو گئی؟"

"تین روز پہلے انہیں واپس آنا تھا.... جب وہ نہ آئے تو گھر کے افراد نے مجھ سے رابطہ کیا.... میں نے اسلامی ریاست سے بات کی.... لیکن انہوں نے بتایا کہ وہ تو پروگرام سے بھی ایک روز پہلے

واپس جا چکے ہیں.... اس پرواز کے آفیسر سے بات کی گئی.... تو انہوں
نے بتایا کہ اس نام کے ایک مسافر راستے میں جہاز جس ملک میں
اترا تھا.... وہیں رہ گئے تھے.... پھر سوار نہیں ہوئے تھے.... یہ
اطلاعات میرے لیے خوفناک تھیں.... میرے لیے سوال یہ تھا کہ
عدنان بخاری کے گھر والوں کو کیا بتاؤں.... ایسے میں فائل والا چکر
ذہن میں آیا.... ایک نقشہ سا دماغ کے سامنے گھوم گیا.... چھ ماہ
پہلے ملنے والی لاش نظروں کے سامنے بار بار آنے لگی.... آخر میں
نے اس کی قبر کھدوائی اور لاش کو نکلوایا.... لاش گل سڑ چکی تھی....
لیکن اس کے بال بالکل محفوظ تھے.... انگلیوں کی کھال بھی محفوظ
تھی.... کھال سے انگلیوں کے نشانات لیے گئے اور عدنان بخاری کی
فائل سے ملائے گئے تو وہ نشانات انہی کے تھے.... بال بھی انہی کے
ثابت ہوئے.... اس طرح یہ بات معلوم ہوئی.... کہ چھ ماہ پہلے مارا
جانے والا بے چارہ دراصل عدنان بخاری تھا۔

کمال فیاضی کی آواز سے غم جھانکنے لگا.... وہ یہاں تک کہہ
کر اچانک خاموش ہو گئے۔

"مجرم تک پہنچنا ہمارے لیے آسان ہو گیا"۔ انسپکٹر جمشید کی
آواز ابھری۔

"جی.... کیا مطلب"۔ وہ چونکے۔

"فیاضی صاحب.... اس پروگرام کا علم کس کس کو تھا؟"
انسپکٹر جمشید پرجوش انداز میں بولے۔

"جی.... کس پروگرام کا؟"

"عدنان بخاری کے اس ریاست میں جانے کے پروگرام کا"۔

"اوہ.... اوہ"۔ کمال فیاضی دھک سے رہ گئے۔

"اس پروگرام کا علم صدر صاحب کو تھا.... مجھے تھا.... اور
بس"۔

"اور بس نہیں.... آپ دو کے علاوہ کس کس کو معلوم تھا"۔

"ہاں عدنان بخاری کے گھر کے افراد کو بھی معلوم تھا.... لیکن
انہیں بتا دیا گیا تھا کہ یہ معاملہ خفیہ ہے.... کسی کو نہ بتائیں"۔

"آؤ بھئی چلیں.... ہمیں اب تفتیش کا راستہ مل گیا ہے"۔

انہوں نے پرجوش انداز میں کہا اور اٹھ کھڑے ہوئے۔

"کہاں جا رہے ہو جمشید؟" صدر بولے۔

"سر! ابھی کچھ نہ پوچھیں"۔ وہ بولے۔

"اوہ اچھا.... تو پھر اب ہم بھی چلتے ہیں"۔

"جی ہاں.... آپ چلیں.... اس معاملے کو اب ہم دیکھ لیں
گے.... لیکن افسوس.... بے چارہ عدنان بخاری"۔ وہ کہتے کہتے رک
گئے۔

"ان کی موت کا رنج شاید ہمیں بھی ہمیشہ رہے گا"۔ کمال
فیاضی بولے۔

"اور ان کے گھر کے افراد... ان کا کیا حال ہو گا"۔

"ظاہر ہے.... بے چارے بے حال ہوں گے"۔

"اچھا.... ہم چلے"۔

وہ وہاں سے نکل آئے.... اور سیدھے عدنان بخاری کے گھر
پہنچے.... انسپکٹر جمشید نے اپنا کارڈ اندر بھجوایا.... انہیں ڈرائنگ روم
میں بٹھا دیا گیا.... پھر ان کی بیوی کی روتی آواز سنائی دی۔

"جی فرمایئے.... آپ ہم سے کیا چاہتے ہیں؟"

"ہمیں افسوس ہے.... ہماری آمد سے آپ کو پریشانی ہوئی
لیکن ہم مجبور ہیں.... کیس کی تفتیش تو کرنا ہو گی"۔

"کوئی فائدہ نہیں.... وہ تو اب لوٹ کر آ نہیں جائیں گے"۔
وہ بولیں۔

"لیکن ہمیں تو مجرم کو پکڑنا ہو گا"۔

"آپ کی مرضی"۔ وہ بولیں۔

"تب پھر مہربانی فرما کر ہمارے سوالات کے جوابات دیں"۔

"پوچھیے.... آپ کیا پوچھنا چاہتے ہیں؟"

"چھ ماہ پہلے ان کے اسلامی ریاست میں جانے کا جو پروگرام
ترتیب دیا گیا.... اس کے بارے میں صدر صاحب کو معلوم تھا
ان کے بعد کمانڈر انچیف کمال فیاضی کو معلوم تھا.... یا پھر آپ
لوگوں کو"۔

"جی ہاں! ایسا ہی ہے.... فیاضی صاحب نے یہی بتایا تھا کہ
اس معاملے کو بالکل راز میں رکھنا ہے"۔

"تب پھر.... کیا آپ نے راز میں رکھا؟"

"جی.... جی ہاں"۔ انہوں نے جلدی سے کہا.... آواز میں
حیرت بھی شامل ہو گئی.... شامل ہونے والی اس حیرت نے انہیں
چونکا دیا۔

"آپ کا مطلب ہے.... آپ نے اس کا ذکر کسی سے بھی
نہیں کیا"۔

"ہاں! نہیں کیا"۔

"نہ آپ کے بچوں نے ظاہر کیا"۔

"بالکل نہیں.... اس لیے کہ انہیں بھی اچھی طرح سمجھا دیا
گیا تھا"۔

"لیکن محترمہ.... بات آؤٹ ہوئی تھی.... تبھی تو انہیں
راستے سے اغوا کر لیا گیا تھا"۔

"نہیں.... کم از کم ہم نے کسی کو اس بارے میں کچھ نہیں
بتایا"۔ وہ بولیں۔

"تب پھر صدر صاحب نے بتایا یا پھر کمانڈر انچیف نے
بتایا"۔ وہ ان کی طرف مڑے۔

"نن نہیں.... نہیں.... ہم تو ایسا سوچ بھی نہیں سکتے"۔
دونوں بول اٹھے۔

"اگر بات تین کے علاوہ کسی کو معلوم نہیں تھی.... اور آپ
لوگوں نے کسی کو بتایا بھی نہیں تھا.... تو پھر.... آپ خود بتائیں....
کسی کو کیسے پتا چل گیا.... وہ کون ہیں.... کہاں جا رہے ہیں.... اور

انہیں اغوا کرنے کا باقاعدہ منصوبہ کیوں کر بن گیا"۔

"ہاہاہا"۔ ایسے میں فرزانہ کی ہنسی سنائی دی۔

ان کے منہ بن گئے.... فاروق تو جھلا اٹھا۔

"یہ بے وقت کی ہنسی بہت ناگوار گزری ہے فرزانہ.... موقع محل دیکھ کر ہنسا کرو.... ہنسنے کے بھی کچھ آداب ہوتے ہیں"۔ اس نے جلے کٹے انداز میں کہا۔

"اس میں شک نہیں"۔ فرزانہ مسکرائی۔

"کس میں شک نہیں؟" محمود نے اسے گھورا۔

"اس میں کہ ہنسنے کے بھی آداب ہوتے ہیں.... اور انسان کو موقع محل دیکھ کر ہنسنا چاہیے"۔

"تب پھر تم نے یہ بے موقع کی راگنی کیوں الاپی"۔ محمود جل گیا۔

"یہ تمہارا خیال ہے.... میرا نہیں"۔

"تمہارا مطلب ہے.... فرزانہ تم موقع محل دیکھ کر ہنسی ہو"۔ انسپکٹر جمشید نے حیران ہو کر پوچھا۔

"جی.... بالکل"۔

"جب کہ مجھے تو نہ یہاں کوئی موقع نظر آ رہا ہے.... نہ محل"۔

"حد ہو گئی.... تم لوگ اپنی باتوں میں الجھ گئے.... ان حالات میں"۔ صدر صاحب نے تلملا کر کہا۔

"اوہ! معاف کیجئے گا.... صنکل ادر"۔ فاروق گڑبڑا گیا۔

"کیا کہا.... صنکل ادر.... یہ کیا بلا ہوتی ہے؟" صدر صاحب چلائے۔

"جی.... وہ.... حروف اپنی جگہ تبدیل کر گئے.... ص اور الف سے یہ حرکت سرزد ہو گئی"۔ فاروق نے بوکھلا کر کہا۔

"بھئی جمشید.... تم ہی انہیں روکو.... ہم اس وقت موت کی حد تک سنجیدہ ہیں"۔

"تم تینوں اب کچھ نہیں بولو گے"۔

"آپ.... آپ میری زبان بندی تو نہ کریں.... ورنہ میری اس ہنسی کا گلا گھٹ کر رہ جائے گا.... جو میں ہنس چکی ہوں"۔ فرزانہ نے گھبرا کر کہا۔

"لیجیے.... اور سنیے.... جو ہنسی یہ ہنس چکی ہیں.... اس کا گلا گھٹ کر رہ جائے گا.... ہے کوئی تک"۔ فاروق نے جھلا کر کہا۔

"اف"۔ انسپکٹر جمشید بولے۔

"میں اور محمود اب کچھ نہیں بولیں گے.... لیکن آپ فرزانہ کو تو وضاحت کی اجازت دیں"۔ فاروق جلدی سے بولا۔

"ہاں فرزانہ.... اپنی ہنسی کی وضاحت کرو"۔

"ایک شخص ایسا ہے.... جسے اس پروگرام کا پتا تھا"۔ فرزانہ پٹ سے بولی.... وہ زور سے چونکے.... اور بول اٹھے۔

"اور وہ کون؟"

○☆○

سمکی

ان کی نظریں فرزانہ کے چہرے پر جم کر رہ گئیں.... جب کہ وہ ابھی تک مسکرا رہی تھی۔

"ہاں فرزانہ بتاؤ.... وہ کون ہے؟" انسپکٹر جمشید نے بے تابانہ انداز میں کہا۔

"ہمیں بتایا گیا ہے کہ کرنل عدنان بخاری کا حلیہ تبدیل کیا گیا تھا، یعنی انہیں ان کی اصل شکل و صورت میں نہیں بھیجا گیا تھا"۔ فرزانہ نے زبان کھولی۔

"اوہ ہاں.... واقعی"۔ انسپکٹر جمشید زور سے چونکے.... فاروق اور محمود نے حیران ہو کر ان کی طرف دیکھا.... کیونکہ ان کے خیال میں یہ بات حیرت انگیز تھی کہ ایک بات فرزانہ کے دماغ میں پہلے آئے اور ان کے بعد میں.... اگرچہ یہ بات ناممکن نہیں تھی.... لیکن ان کے لیے عجیب تو بہرحال تھی۔

"کیا مطلب.... ہم سمجھے نہیں"۔ پروفیسر داؤد نے حیران ہو کر پوچھا۔

"فرزانہ کا مطلب ہے.... کرنل عدنان بخاری صاحب کے

چہرے پر میک اپ کس نے کیا تھا؟"

"اوہ.... اوہ"۔ صدر صاحب اور کمال فیاضی صاحب زور سے اچھلے۔

"کرنل عدنان کے چہرے پر میک اپ فاضل گرمانی نے کیا تھا.... وہ ہماری فوج میں میک اپ کا بہت بڑا ماہر ہے"۔

"بلائیں پھر انہیں یہاں"۔ انسپکٹر جمشید پرجوش انداز میں بولے۔

"لیکن اس کا اس معاملے سے کوئی تعلق نہیں"۔ کمال فیاضی بولے۔

"کیا مطلب.... یہ کیسے ہو سکتا ہے"۔

"اس معاملے میں بہت احتیاط کی گئی تھی.... اسے ساری بات بتائی گئی تھی.... اور مکمل رازداری کا وعدہ لیا گیا تھا"۔

"ہوں اچھا.... لیکن اس کے باوجود اس سے سوالات تو کرنا ہوں گے"۔ انسپکٹر جمشید نے نفی میں سر ہلا کر کہا۔

"اچھی بات ہے"۔

یہ کہہ کر کمال فیاضی صاحب نے کسی کو فون پر ہدایات دیں.... آدھ گھنٹے بعد ایک نوجوان آدمی کمرے میں داخل ہوا۔

"لیجیے جناب.... فاضل گرمانی آ گئے"۔ کمال فیاضی بولے۔

"اوہ اچھا.... آیئے جناب.... تشریف رکھیے.... فیاضی صاحب نے بتایا ہے کہ آپ میک اپ کے بہت ماہر ہیں اور بہت خوبی سے

حلیے تبدیل کرتے ہیں"۔

"یہ ان کی مہربانی ہے کہ ایسا سمجھتے ہیں"۔ اس نے مسکرا کر کہا۔

"واقعی.... آپ سے ان حضرات نے کرنل عدنان بخاری کا حلیہ تبدیل کروایا تھا.... آج سے چھے ماہ پہلے"۔

"جی ہاں! بالکل کرایا تھا.... مجھے اچھی طرح یاد ہے"۔

"اور رازداری کا وعدہ بھی لیا گیا تھا.... یعنی آپ اس بات کا ذکر کسی سے نہیں کریں گے"۔

"یہ بھی ٹھیک ہے.... تو پھر"۔

"لیکن افسوس! آپ نے رازداری سے کام نہیں لیا.... اور بے چارے عدنان بخاری مارے گئے"۔

"کیا.... یہ آپ کیا کہ رہے ہیں جناب.... پہلی بات تو یہ کہ میں نے یہ راز کسی کو نہیں بتایا اور مجھے ایسا کرنے کی بھلا ضرورت بھی کیا تھی.... دوسری بات.... یہ آپ نے کیا کہا.... عدنان بخاری مارے گئے.... وہ تو میرے حساب سے اسلامی ریاست میں چھے ماہ پہلے بھیجے گئے تھے"۔

"آپ انجان بننے کی کوشش نہ کریں.... اس سے آپ کو کوئی فائدہ نہیں ہو گا"۔

"نہیں جناب! میں نے کسی کو ایک لفظ بھی نہیں بتایا.... آپ میرے ریکارڈ کے بارے میں میرے فوجی آفیسرز سے پوچھ سکتے

ہیں.... میری فائل کا معائنہ کر سکتے ہیں.... میرا ریکارڈ کیا کہتا ہے.... کیا میں ایسا کوئی کام کر سکتا تھا.... تیسری بات.... اگر میں نے ایسا کیا ہے.... تو وہ کون ہے.... جسے میں نے یہ راز بتایا ہے"۔

"اسی کی تو ہمیں تلاش ہے"۔

"بس تو پھر.... جب وہ آپ کو مل جائے اور وہ یہ بیان دے کہ میں نے اسے یہ راز بتایا تھا' تو اس وقت آپ مجھے پکڑ لیجیے گا"۔

"پکڑا ہم نے آپ کو کب ہے"۔ وہ مسکرائے۔

"اوہ سوری"۔ اس نے گھبرا کر کہا۔

"فیاضی صاحب! میں ان کی فائل دیکھنا پسند کروں گا.... ان کے بارے میں ان کے آفیسرز کیا کہتے ہیں.... یہ بھی آپ ذرا مجھے معلوم کرا دیں"۔

"اچھی بات ہے"۔

"بہرحال یہ بات طے ہے.... یہ راز آؤٹ ہوا تھا.... آپ نے آؤٹ کیا تھا' صدر صاحب نے آؤٹ کیا تھا یا پھر محترم فاضل گرمانی نے آؤٹ کیا تھا"۔

"ارے باپ رے.... جمشید خدا کا خوف کرو.... تم تو مجھے بھی لپیٹ رہے ہو.... اور فیاضی صاحب کو بھی"۔

"اس دنیا میں کچھ بھی ہو سکتا ہے سر.... میں معافی چاہتا ہوں"۔

"چلو مان لیا.... کیا خیال ہے فیاضی صاحب.... ہم انسپکٹر

جمشید کو معاف کرنے پر مجبور ہیں نا"۔ صدر مسکرائے۔

"جی ہاں.... بالکل"۔ فیاضی صاحب گھبرائے۔

اور پھر وہ اٹھ کھڑے ہوئے.... اسی روز انہیں فاضل گرمانی کی فائل مل گئی.... اس کے آفیسرز کے خیالات بھی تحریری شکل میں انہیں دے دیے گئے.... انہوں نے فائل کا مطالعہ کیا.... خیالات پڑھے.... ان سب کے مطابق فاضل گرمانی بالکل فٹ آدمی تھا اور پوری ملازمت کے دوران ایک بھی ایسا کام نہیں تھا.... جس پر کوئی اعتراض ہوا ہو.... یہ پڑھ کر وہ فکر مند ہو گئے.... پھر انہوں نے محمود سے کہا۔

"میں اب تم لوگوں سے کام لینا چاہتا ہوں.... یعنی خفیہ فورس کے بجائے"۔

"اس سے بڑھ کر ہمارے لیے خوشی کی بات اور کیا ہو سکتی ہے اباجان.... جب سے یہ خفیہ فورس شروع ہوئی ہے نا.... ہم تو بس بیکار ہو کر رہ گئے ہیں"۔

"ایسی بات نہیں.... ان سے ان کے مطابق کام لیے جاتے ہیں اور تم سے تمہارے مطابق.... اس وقت مسئلہ ہے.... اس کے گھر میں داخل ہو کر چھان بین کرنے کا.... اور اس کام کے لیے میں خفیہ فورس کے بجائے.... تمہیں مناسب خیال کرتا ہوں.... لہٰذا تم جاؤ اور فاضل گرمانی کے گھر کی خبر لے آؤ"۔

"معاف کیجیے اباجان.... ان رپورٹوں کے بعد بھی کیا اس کی

ضرورت ہے"۔

"تب پھر یہ بتانا ہو گا.... راز کس نے آؤٹ کیا تھا.... کمال فیاضی صاحب نے یا صدر صاحب نے"۔ وہ مسکرائے۔

"اوہ ہاں! یہ بھی ہے"۔ وہ سوچ میں ڈوب گئے.... آخر محمود نے کہا۔

"ٹھیک ہے.... ہم آج رات...."

"نہیں بھئی.... تم دن میں جاؤ گے.... کل صبح"۔

"آپ کا مطلب ہے.... اعلانیہ؟"

"ہاں! میں کمال فیاضی صاحب کو فون کر رہا ہوں.... لیکن فاضل گرمانی کو اس پروگرام کا پتا اسی وقت لگے گا.... جب تم اس کے دروازے پر پہنچ جاؤ گے.... یعنی ادھر تم پہنچو گے.... گھنٹی بجاؤ گے.... وہ تمہیں اندر لے کر جائے گا.... اور عین اس وقت کمال فیاضی صاحب کا فون آ جائے گا.... وہ فون پر فاضل گرمانی کو بتائیں گے کہ تم ایک دو دن ان کے گھر میں گزارو گے"۔

"اوہ اچھا.... یہ پروگرام واقعی مزے دار ہو گا"۔ فرزانہ نے پرجوش انداز میں کہا۔

"اور تم وہاں بہت باریک بینی سے ہر بات کا جائزہ لو گے.... ایسا نہ ہو.... واپسی پر میں تم سے کوئی سوال پوچھوں اور تم ادھر ادھر دیکھنے لگو"۔

"ان شاء اللہ ایسا نہیں ہو گا"۔

"بس تو پھر تیاری کرو"۔ انسپکٹر جمشید مسکرا کر بولے۔

دوسرے دن وہ صبح سات بجے ہی فاضل گرمانی کے دروازے پر پہنچ گئے.... محمود نے گھنٹی کا بٹن دبایا.... فوراً ہی ایک تیرہ چودہ سال کی لڑکی نے دروازہ کھولا اور انہیں دیکھ کر بولی۔

"ہاں جی.... کیا بات ہے؟"

"بات کیا ہوتی.... ہمیں گرمانی صاحب سے ملنا ہے"۔

"اوہ اچھا.... میں ڈرائنگ روم کا دروازہ کھولتی ہوں.... آپ کے نام کیا ہیں؟"

"جی نہیں"۔ محمود نے انکار میں سر ہلایا۔

"یہ کیا نام ہوئے.... جی.... نہیں.... اور پھر یہ تو دو نام ہیں.... تیرا نام کیا ہے؟" لڑکی نے برا سا منہ بنایا۔

"ہاں"۔ فاروق نے فوراً کہا۔

"بہت خوب.... تو آپ کے نام.... جی.... نہیں.... ہاں ہیں.... اچھے نام ہیں.... بتاتی ہوں جا کر ابو کو"۔

"جی نہیں"۔ محمود نے پھر کہا۔

"کیا مطلب؟" وہ چونکی۔

"آپ غلط سمجھیں"۔

"کیا غلط سمجھی میں.... میرے ماں باپ اور سکول کے استاد وغیرہ سب کا یہ کہنا ہے کہ میں کبھی غلط نہیں سمجھتی"۔ اس نے ناخوشگوار انداز میں کہا۔

"آپ سے مل کر خوشی ہوئی"۔ فرزانہ مسکرائی۔

"مجھے تو ذرا خوشی نہیں ہوئی"۔ اس نے منہ بنایا۔

"خیر کوئی بات نہیں.... یہ ضروری بھی نہیں کہ آپ کو ہر ملاقاتی سے مل کر خوشی ہی ہو.... رنج، غم، فکر اور پریشانی بھی ہو سکتی ہے.... بلکہ خوف بھی محسوس ہو سکتا ہے.... کیا خیال ہے آپ کا"۔ فاروق نے شوخ انداز میں کہا۔

"حد ہو گئی.... یہاں تو لگتا ہے.... لینے کے دینے پڑ جائیں گے.... لہٰذا میں تو جاتی ہوں"۔

"جی نہیں"۔ محمود نے پھر کہا۔

"آخر آپ کیا چاہتے ہیں؟" وہ جھلائی۔

"آپ ڈرائنگ روم کا دروازہ نہ کھولیں.... وہ بعد میں کھلتا رہے گا.... آپ پہلے اپنے ابو کو بتائیں.... وہ یہاں آ جائیں.... ہم سے بات کریں.... پھر اگر انہوں نے پسند کیا تو ہم ڈرائنگ روم میں چلے جائیں گے"۔

"آپ لوگ عجیب ہیں"۔ اس نے انہیں بری طرح گھورا۔

"شکریہ بہت بہت"۔ فاروق نے خوش ہو کر کہا۔

"اس میں شکریے کی کون سی بات ہے بھلا"۔ لڑکی جل گئی۔

"آپ کے نزدیک نہ ہو گی.... ہمارے نزدیک ہے"۔ فاروق ہنسا۔

وہ اور جل گئی اور پاؤں پٹختی اندر چلی گئی.... جلد ہی فاضل

گرمانی باہر نکلا اور انہیں دیکھ کر چونکا۔

"یہ کیا.... آپ لوگ؟"

"جج.... جی ہاں.... بس مجبور ہیں"۔ فاروق ہکلایا۔

"یہ کیا بات ہوئی"۔ فاضل گرمانی نے حیران ہو کر کہا۔

"آپ ابو.... انہیں جانتے ہیں؟" پیچھے سے لڑکی کی حیرت زدہ آواز سنائی دی۔

"ہاں بالکل"۔ وہ بولے۔

"یہ.... یہ کون لوگ ہیں"۔ اس نے الجھن کے عالم میں کہا۔

"کیوں سمی.... تم نے یہ کیوں پوچھا؟" فاضل گرمانی نے چونک کر پوچھا۔

"یہ لوگ مجھے عجیب سے لگے ہیں"۔

"شکر کریں.... ساتھ میں غریب نہیں لگے"۔ فاروق نے شوخ آواز میں کہا۔

"کیا مطلب؟" وہ بھنا کر بولی۔

"یعنی ہم آپ کو عجیب و غریب سے نہیں لگے.... صرف عجیب سے لگے ہیں"۔

"ہے کوئی تک اس بات کی؟"

"ایک منٹ سمی.... ہاں آپ کیا چاہتے ہیں؟"

"ایک دو دن کے لیے ہماری میزبانی قبول کر لیں"۔ فرزانہ

نے گویا درخواست کی۔

"میزبانی قبول کر لوں.... کیا.... کیا مطلب؟" اس نے بوکھلا کر کہا۔

"ہاں.... بس.... کر لیں.... آپ کی بہت مہربانی ہو گی"۔ محمود مسکرایا۔

"آپ کا مطلب ہے.... آپ ہمارے گھر میں ایک دو دن رہیں گے"۔ اس نے پریشان ہو کر کہا۔

"ہاں بالکل.... وہ آپ نے سنا ہو گا.... مہمان خدا کی رحمت ساتھ لاتے ہیں.... آپ کو تو خوش ہونا چاہیے"۔

"وہ تو خیر ٹھیک ہے.... لیکن.... میں اب کیا بتاؤں.... میں اس قابل نہیں کہ آپ کی"۔

عین اس وقت ایک لڑکا باہر نکلا.... اور بولا۔

"آپ کا فون ہے ابو"۔

"اوہ اچھا"۔ یہ کہہ کر وہ مڑنے لگا۔

"کیا ہم یہیں کھڑے رہیں گے جناب؟" محمود نے ناخوش گوار انداز میں کہا۔

"اوہ نہیں.... تم لوگ انہیں اندر لے آؤ بھئی"۔

"جی اچھا"۔ لڑکا بولا۔

وہ ان دونوں کے ساتھ اندر چلے آئے۔

"ادھر جناب! ڈرائنگ روم ادھر ہے"۔ لڑکا بولا۔

"پتا نہیں.... وہ ہمیں ڈرائنگ روم میں بٹھانا پسند بھی کرتے ہیں یا نہیں.... آپ ہمیں وہیں لے چلیں.... جہاں وہ فون سن رہے ہیں"۔

"اس کی کیا ضرورت ہے؟" لڑکی نے حیران ہو کر کہا۔

"اس طرح آپ لوگوں کا وقت برباد نہیں ہو گا.... جو طے ہونا ہے.... فوری ہو جائے گا.... ادھر وہ فون کا ریسیور رکھیں گے.... ادھر ہم ان کے سامنے ہوں گے اور وہ کہہ سکیں گے.... کہ وہ ہمیں مہمان ٹھہرا رہے ہیں یا نہیں"۔

"ناممکن"۔ لڑکی بولی۔

"کیا مطلب.... کیا ناممکن؟"

"یہ کہ وہ آپ کو ٹھہرالیں.... جب وہ ایک بار کہہ چکے ہیں کہ نہیں ٹھہرائیں گے.... تو پھر نہیں ٹھہرائیں گے"۔

"آئیے.... فون والے کمرے کی طرف"۔

یہ کہہ فرزانہ نے فوراً قدم آگے بڑھا دیے.... اچانک وہ منہ کے بل گری۔

○☆○
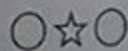
عجیب منظر

اسے اس طرح گرتے دیکھ کر محمود اور فاروق چونک اٹھے.... اور بوکھلا گئے۔

"کک.... کیا ہوا فرزانہ؟" محمود نے پوچھا۔

"محترمہ سمکی"۔ وہ مسکرائی۔

"کیا مطلب.... محترمہ سمکی.... یہ کیا بات ہوئی؟" محمود نے حیران ہو کر پوچھا اور دونوں نے سمکی کی طرف دیکھا بھی۔

"ان صاحبہ نے.... سرکاری ٹانگ اڑا دی"۔

"حد ہو گئی.... یہ سرکاری ٹانگ ان کے پاس کیسے چلی گئی.... یہ تو ہمیشہ تمہارے پاس رہتی ہے"۔ فاروق نے حیرت زدہ انداز میں کہا۔

"یہی ہم بھول گئے.... سرکاری ٹانگ تو کسی کے پاس بھی ہو سکتی ہے"۔ محمود نے بے چارگی کے عالم میں کہا۔

"آپ نے ایسا کیوں کیا؟" فرزانہ نے سمکی کو گھورا۔

"جان بوجھ کر نہیں کیا.... میں بھی اسی وقت آگے بڑھی تھی.... بس میری ٹانگ ان کے راستے میں آ گئی"۔ اس نے فوراً

وضاحت کی۔

"لیکن.... کیوں.... آپ کی ٹانگ کو کیا سوجھی"۔ فاروق نے حیران ہو کر پوچھا۔

"حد ہو گئی.... آپ عجیب آدمی ہیں"۔ ممکی نے بوکھلا کر کہا۔

"ہم سے زیادہ تو عجیب آپ ہیں.... خیر چلئے.... پہلے اندر"۔

"گویا آپ ڈرائنگ روم میں نہیں چلیں گے"۔ لڑکا بولا۔

"نہیں"۔ محمود نے فوراً کہا۔

"آیئے پھر.... مجبوری ہے"۔

اب وہ اس کمرے میں داخل ہوئے.... جہاں فاضل گرمانی فون سن رہا تھا.... اس کے چہرے پر ایک رنگ آ رہا تھا دوسرا جا رہا تھا۔

"یس سر.... او کے سر.... آپ فکر نہ کریں.... حکم کی تعمیل ہو گی"۔

یہ الفاظ کہہ کر اس نے ریسیور رکھ دیا اور ان کی طرف مڑا.... اس کی تیز نظریں ان تینوں کو باری باری گھورنے لگیں.... آخر اس کے ہونٹ ہلے۔

"تم لوگ.... آخر.... کیا چیز ہو؟"

"یہ پتا نہیں جناب.... یہ بات تو خود آج تک ہماری سمجھ میں بھی نہیں آئی"۔

"تم تو کر دو گے ہمیں پاگل"۔ وہ چلا اٹھا۔

"ہمارا ایسا کوئی پروگرام نہیں"۔ محمود مسکرایا۔

"آخر تم لوگ کیا چاہتے ہو؟"

"اس گھر میں بطور مہمان دو یا تین دن گزارنا"۔ محمود نے جواب دیا۔

"وہ تو اب تم لوگ گزارو گے.... اس لیے کہ کمانڈر انچیف صاحب کا یہی حکم ہے"۔

"یہ حکم ان کا کس کے لیے ہے.... آپ کے لیے یا ہمارے لیے؟"

"میرے لیے.... آپ کو وہ براہ راست حکم نہیں دے سکتے.... آپ کا محکمہ اور ہے"۔

"واہ.... مزا آ گیا پھر تو.... اب ہم اس گھر کا بہت اچھی طرح معائنہ کریں گے"۔

"ضرور کیوں نہیں.... جو بات ثابت کرنے کے چکر میں تم آئے ہو.... قیامت تک ثابت نہیں کر سکو گے"۔

"آپ تو قیامت تک جا پہنچے جناب.... ہمارا پروگرام اتنا لمبا نہیں ہے"۔

"یہ اور اچھا ہے"۔

"اب آپ آرام کریں.... بس ہمیں ہمارا کمرہ دکھا دیں"۔ اس نے کہا۔

"ضرور کیوں نہیں.... آیئے میرے ساتھ"۔

وہ انہیں ایک بڑے کمرے میں لے آیا.... اس میں کم از کم دس آدمی سو سکتے تھے۔

"کیا خیال ہے.... یہ کمرہ ٹھیک رہے گا"۔

"کوئی خرابی یا خامی تو نظر نہیں آ رہی اس میں"۔ محمود نے کمرے کا جائزہ لیتے ہوئے کہا۔

"کسی چیز کی ضرورت ہو تو اس گھنٹی کا بٹن دبا دیں"۔

"شکریہ"۔ وہ ایک ساتھ بولے۔

"وہ لوگ چلے گئے.... انہوں نے اپنا مختصر سا سامان کمرے میں مناسب جگہ پر رکھ دیا.... کمرے میں فون سیٹ بھی موجود تھا.... محمود نے اپنے بیگ میں سے ایک آلہ نکالا.... فون تار ایک جگہ سے ننگا کیا اور وہ آلہ اس پر لگا دیا۔

"چلو فرزانہ.... تم فون پر ڈیوٹی دو گی"۔

"غلط.... بالکل غلط"۔ فاروق بول اٹھا۔

"کیا مطلب؟"

"یہ آسانی سے اندر جا سکتی ہے.... اندر کا جائزہ لینا اس کا کام ہے.... فون پر میں ڈیوٹی دوں گا.... اور تم ہر وقت چوکس رہو گے.... بیرونی طور پر بھی اور اندرونی طور پر بھی"۔

"ٹھیک ہے"۔ اس نے فوراً کہا.... اور آگے بڑھ کر فون کا ریسیور اٹھا لیا.... اس وقت فون پر کوئی بات نہیں کر رہا تھا۔

اچانک نمبر ڈائل کرنے کی آواز سنائی دینے لگی.... فرزانہ کے کان کھڑے ہو گئے۔

"ہیلو سر.... میں بہت مصروف ہوں.... اس لیے حاضر نہیں ہو سکتا"۔

"اچھا ٹھیک ہے"۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ویسے کام جاری ہے؟"

"یہ اچھی بات ہے.... کسی کو آپ پر شک تو نہیں ہوا؟"

"انسپکٹر جمشید اور ان کے بچے مجھ پر شک کر رہے ہیں"۔

"یہ اچھا نہیں ہے.... خیر اس کا حل سوچ لیا جائے گا.... تم فکر نہ کرو"۔

"شکریہ سر"۔ گرمانی کی آواز سنائی دی۔

اور پھر فون بند ہو گیا۔

"یہ تو ہمیں فوراً ہی کامیابی حاصل ہو گئی.... اس شخص نے ہی وہ راز آؤٹ کیا تھا.... غالباً کوئی بڑی رقم لے کر اور اس کے بعد یہ شخص اس کے اشاروں پر ناچ رہا ہے.... مطلب یہ کہ اس نے کرنل عدنان بخاری والا راز فروخت کیا تھا"۔

"تب پھر اب دیر کا ہے کی ہے.... ہمیں فوراً یہ اطلاع اباجان کو دینی چاہیے"۔

"بالکل ٹھیک"۔

محمود نے گھر کے نمبر ملائے.... اپنے والد کی آواز سنتے ہی اس

نے کامیابی کی تفصیل سنا دی۔

"بھئی واہ.... اسے کہتے ہیں.... ہینگ لگے نہ پھٹکری.... رنگ چوکھا آئے.... ہم آ رہے ہیں.... چوکس رہو.... یہ شخص اب فرار ہونے والا ہے"۔

"یہ آپ کیسے کہہ سکتے ہیں"۔ محمود نے حیران ہو کر پوچھا۔

"اس کے الفاظ کا مطلب یہی ہے.... تم کسی بھول میں نہ رہنا"۔

"بہت بہتر اباجان.... ہم پوری طرح چوکس ہیں"۔

"اس کے آس پاس رہو.... کسی نہ کسی بہانے"۔

"جی اچھا"۔

فون بند کرتے ہی ان تینوں نے زور شور سے لڑنا شروع کر دیا۔

"تمہاری تو ایسی کی تیسی.... تم نے مجھے گھورا"۔ فرزانہ چلائی۔

"ارے تو صرف گھورا ہی تو ہے.... آنکھوں ہی آنکھوں میں کھا تو نہیں گیا"۔ فاروق چلا اٹھا۔

"اچھا.... تو اب تم کھا جانے کا پروگرام بھی رکھتی ہو.... ٹھہرو ابھی بتاتی ہوں"۔

"یہ کہتے ہوئے فرزانہ نے ایک پیپر ویٹ اٹھا کر دروازے کے شیشے پر دے مارا.... شیشہ ٹوٹنے کی آواز سنائی دی۔

ساتھ ہی دوڑتے قدموں کی آواز سنائی دی.... سمی اور اس کا بھائی بوکھلائے ہوئے انداز میں ان کے نزدیک پہنچ گئے۔

"یہ آپ لوگ کیا کر رہے ہیں"۔ سمی چلائی۔

"آپ کون ہوتے ہیں پوچھنے والے.... اپنے والد کو بلاؤ.... جلدی.... ورنہ"۔ اس نے ورنہ پر پورا زور صرف کر دیا۔

"ورنہ کیا؟" لڑکا چلایا۔

"ورنہ ہم اس گھر کی اینٹ سے اینٹ بجا دیں گے"۔ محمود چلا اٹھا۔

"ارے باپ رے.... یہ تو پاگل لگتے ہیں.... اور ابو اپنے کمرے میں بہت مصروف ہیں.... وہ اتنی آوازیں سن کر بھی نہیں نکلے"۔

"کک.... کہیں سو تو نہیں گئے"۔ محمود ہکلایا۔

"کیا کہا"۔ سمی نے چیخ کر کہا۔

"ارے.... خبر لو ان کی فوراً" کہیں وہ ہمیشہ کی نیند تو نہیں سو گئے"۔

محمود نے بوکھلا کر کہا۔

"کیا بکواس ہے"۔

سمی نے اسے غصے سے دیکھا۔

"تم نہیں جانتے.... ان کی زندگی خطرے میں ہے.... ہم اسی لیے تو ادھر آئے تھے"۔

محمود نے ان کو بتایا۔

"کیا مطلب.... ان کی زندگی خطرے میں ہے"۔

وہ ایک ساتھ چلائے۔

"ہاں"۔ وہ چلائے۔

اب سمکی اور اس کا بھائی دوڑے.... وہ ان دونوں کے پیچھے دوڑے.... اور سب ایک کمرے میں داخل ہو گئے۔

کمرے کا منظر بہت عجیب تھا۔

○☆○
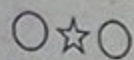
آنے والا

فاضل گرمانی ایک کرسی سے بندھا ہوا تھا.... ایک دوسرا شخص اس کی کرسی کے سامنے دوسری کرسی پر ٹانگیں پھیلائے بیٹھا تھا.... اس کے ہاتھ میں ایک سیاہ رنگ کا ننھا سا پستول تھا.... اس کے چہرے پر ایک مسکراہٹ تھی.... طنزیہ مسکراہٹ.... پستول فاضل گرمانی پر تنا ہوا تھا.... دوڑتے قدموں کی آواز سن کر اور پھر انکے اندر داخل ہونے پر بھی سیاہ پوش کے کانوں پر گویا جوں تک نہ رینگی.... وہ اسی طرح ساکت و صامت بیٹھا رہا.... اس نے نظر اٹھا کر ان کی طرف دیکھا تک نہیں.... پھر اس کے ہونٹ عجیب انداز میں ہلے.... اور ان سے عجیب و غریب آواز نکلی.... سیٹی جیسی آواز.... پہلی مرتبہ تو انہیں یونہی محسوس ہوا تھا جیسے اس نے سیٹی بجائی ہو.... لیکن جب اس کے ہونٹوں کی حرکت رکی.... اس وقت انہیں معلوم ہوا.... اس نے جملہ بولا تھا.... اور جملہ یہ تھا۔

"تم نے مسٹر گرمانی.... میرے سوال کا جواب نہیں دیا"۔

فاضل گرمانی جوں کا توں بیٹھا رہا.... اب پھر اس کے ہونٹ

"اب میں اور صبر نہیں کر سکتا.... سوال کا جواب دو یا پھر گولی کھالو.... میں اس وقت تک ایک سو تین آدمیوں کو قتل کر چکا ہوں.... ایک اور کو قتل کر دیا تو اس سے کیا فرق پڑ جائے گا.... لہٰذا سوچ لو.... غور کر لو.... سوال کا جواب یا موت"۔

"مم.... موت"۔ فاضل گرمانی کی منہ سے نکلا۔

کیا مطلب.... کیا کہا تم نے؟" سیاہ پوش مارے حیرت کے چلا اٹھا.... شاید اسے اس جواب کی ایک فیصد بھی امید نہیں تھی۔

"یہی کہا ہے.... مجھے موت پسند ہے.... تم چلاؤ گولی"۔

سیاہ پوش کو ایک جھٹکا سا لگا.... نقاب کے پیچھے اس نے آنکھیں جلدی جلدی گھمائیں.... پھر بولا۔

"او کے.... مجھے کیا اعتراض.... یہ لوگ گواہ ہیں.... میں نے تمہیں خوب موقع دیا ہے.... اور تم نے موت کے سوا کوئی دوسری بات کی ہی نہیں.... اب اس میں میرا تو کوئی قصور نہیں، اگر تم ایک سوچتے مقتول بن جاؤ"۔

"ارے باپ رے"۔ فاروق نے بوکھلا کر کہا۔

اب وہ ان کی طرف مڑا.... اور ہنس کر بولا۔

"تم لوگ بھی آخر ٹپک ہی پڑے"۔

"آپ کی تعریف"۔ محمود نے جیسے اس کی بات سنی ہی نہ ہو"۔

"کل کے بچے ہو"۔ وہ ہنسا۔

"آپ کب کے بچے ہیں؟" فاروق نے جل کر کہا۔

وہ پھر ہنسا اور ہونٹ ہلے۔

"میری عمر تم سے تین گنا تو ضرور ہو گی.... لہٰذا میرے نزدیک تم کل کے بچے ہی ہو"۔ وہ بولا۔

"یہ کیا چکر ہے؟"

"میں نے اس سے صرف یہ پوچھا ہے.... فائل G-23 کہاں ہے"۔

"نہیں.... نہیں.... نہیں"۔ فاضل گرمانی چلا اٹھا۔

"دیکھا.... تم لوگوں نے.... میرا سوال سن کر یہ کیسے چیختا ہے.... کیا میں نے اسے تیر مار دیا ہے؟"

"آپ ان سے فائل G-23 کے بارے میں پوچھ رہے ہیں"۔ فاروق کے لہجے میں حیرت تھی۔

"تب پھر.... تمہارے خیال میں مجھے کس سے پوچھنا چاہیے"۔

"سوچ کر بتا سکتے ہیں"۔ فرزانہ بول اٹھی۔

اس نے چونک کر فرزانہ کی طرف دیکھا.... پھر منہ بنا کر بولا۔

"تو سوچ لو.... مجھے کوئی جلدی نہیں.... جب سوچ چکو.... تب بتا دینا.... اتنے میں اس سے پوچھتا ہوں"۔

"میں بتا چکا ہوں"۔

"گویا تم مرنے کے لیے تیار ہو"۔

"ہاں"۔ اس نے بھاڑ سا منہ کھولا۔

"عجیب احمق ہو.... اتنی سی بات کے لیے جان دینے پر تل گئے ہو.... ہے کوئی تک"۔ نقاب پوش نے جل بھن کر کہا۔

"محترم.... آپ اپنا نام بتا دیں.... ہم بہت بے چینی محسوس کر رہے ہیں"۔

"اچھی بات ہے.... بے چینی دور کر لیں.... خادم کو مجرم کہتے ہیں"۔

"حد ہو گئی.... یہ نام نہیں ہے آپ کا"۔ فاروق تلملا اٹھا۔

"تب پھر یہ کیا ہے میرا؟" وہ شوخ انداز میں بولا۔

"یہ تو کام ہے آپ کا"۔

"اوہ اچھا.... واقعی.... میرا نام ہے کالا چور"۔

"ہاں! یہ نام کچھ مناسب ہے.... کیونکہ آپ کا لباس کالا ہے.... ہو سکتا ہے.... آپ کا چہرہ بھی کالا ہو.... اور اس بات کا امکان بھی ہے.... آپ اندر سے بھی کالے ہوں.... بلکہ نہیں اس بات کا امکان ہی نہیں.... یہ بات تو یقینی ہے کہ آپ اندر سے بھی کالے ہیں، جس شخص نے ایک سو تین آدمیوں کو قتل کر دیا ہو اور اب ایک سو چوتھے کو قتل کرنے جا رہا ہو.... وہ اندر سے سفید ہو بھی کیسے سکتا ہے"۔ فرزانہ نے جلے کٹے انداز میں کہا۔

"میں نے سنا تھا کہ انسپکٹر جمشید کے بچے بات بات پر انگارے چبانے لگتے ہیں.... سو آج اس بات کی تصدیق بھی ہو

گئی"۔ وہ ہنس کر بولا۔

"چلو اچھا ہے.... اب مہربانی فرما کر یہ بتا دیں.... یہ کیا چکر ہے.... کیونکہ اس چکر نے ہمیں پہلے ہی حد درجے چکرایا ہوا ہے.... اوپر سے اس چکر میں آپ چکراتے ہوئے شامل ہو گئے.... لہٰذا اب آئیں گے ہمیں چکر پر چکر.... اگر آپ نے اس چکر کی وضاحت نہ کی"۔ فاروق رکے بغیر بولتا چلا گیا۔

"حد ہو گئی.... بلاوجہ اتنے الفاظ کی فضول خرچی کر ڈالی"۔ وہ بھنا اٹھا۔

"لیکن آپ نے جواب ایک بات کا بھی نہیں دیا"۔

"میری مرضی.... میں یہاں تم لوگوں کے سوالات کے جوابات دینے کے لیے نہیں آیا تھا.... میں تو اس سے پوچھنے آیا تھا.... وہ فائل کہاں ہے"۔

"ان کا اس فائل سے کیا تعلق"۔

"بڑے جاسوس بنے پھرتے ہیں.... اور یہ اندازہ لگا نہیں سکے کہ فاضل گرمانی کا اس فائل سے کیا تعلق ہے؟" اس نے بھنائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"اب آپ انگارے چبا رہے ہیں ہم نہیں.... کہیں آپ کا ہاضمہ خراب نہ ہو جائے"۔ فاروق نے طنزیہ انداز میں کہا۔

عین اس لمحے محمود نے اس کے پستول والے ہاتھ پر چھلانگ لگائی.... اس کا ارادہ تھا.... پستول اس کے ہاتھ سے اچک لے....

اس کا دایاں ہاتھ پستول کے اگلے حصے پر پڑا.... لیکن پھر نہ جانے کیا
ہوا.... محمود دیوار سے جا ٹکرایا۔

ان کی آنکھیں حیرت سے کھلی کی کھلی رہ گئیں.... کیونکہ وہ تو
دور کھڑا مسکرا رہا تھا۔

"ارے باپ رے.... یہ کیا ہوا؟"

"اناڑی پنے میں مار نہ کھا بیٹھنا"۔ سیاہ پوش نے گویا انہیں
خبردار کیا۔

"بہت بڑھ بڑھ کر باتیں بنا رہے ہو.... ہم سے دو دو ہاتھ کر
ہی کیوں نہیں لیتے"۔ فاروق نے جلے کٹے انداز میں کہا۔

"چلو بھئی"۔ وہ مسکرایا۔

"تب پھر یہ پستول جیب میں رکھ لو"۔

"اوہ ہاں.... ضرور.... کیوں نہیں"۔ یہ کہہ کر اس نے پستول
جیب میں رکھ لیا۔

اب وہ تینوں اس کے سامنے دیوار کی طرح کھڑے ہو گئے۔

"واہ! کیا سیسہ پلائی دیوار ہو"۔ وہ بولا۔

"ابھی معلوم ہو جائے گا"۔ محمود نے منہ بنایا۔

"ارے تو آؤ نا.... انتظار کس بات کا ہے"۔ اس نے دونوں
ہاتھ مقابلے کے انداز میں اوپر اٹھا دیے.... اور انگلیوں سے اپنی
طرف آنے کی دعوت دینے لگا۔

"آؤ.... آؤ.... آؤ"۔

"آؤ.... آؤ تو اس طرح کر رہے ہیں.... جیسے کوئی کبوتر باز
اپنے کبوتر کو بلانے کے لیے آوازیں نکالتا ہو"۔

"تم بھی میرے لیے کبوتر ہی ہو"۔ اس نے شوخ آواز منہ
سے نکالی۔

اچانک ان تینوں نے تین طرف سے اس پر حملہ کر دیا....
اور پھر دھک سے رہ گئے.... کیونکہ تینوں آپس میں ٹکرائے تھے....
وہ تو ان کے درمیان سے اس طرح نکل گیا تھا.... جیسے کوئی چکنی
مچھلی۔

انہوں نے پھٹی پھٹی آنکھوں سے اس کی طرف دیکھا۔

"کیوں.... حیران رہ گئے نا"۔

"ہاں رہ گئے.... اب باری ہے آپ کی"۔ محمود نے سنجیدہ
لہجے میں کہا۔

"میری باری.... کس بات کی؟"

"حیران رہ جانے کی"۔ اس نے ہنس کر کہا۔

"یہ لو.... میں بھی رہ گیا حیران"۔

اس نے مذاق اڑانے والے انداز میں کہا۔

"آپ کچھ زیادہ ہی شوخی پر اتر آئے ہیں.... اگر ہم بھی اتر
آئے نا تو پھر مشکل ہو جائے گی آپ کے لیے"۔

"کیا.... کیا.... میرے لیے مشکل ہو جائے گی"۔ اس نے
حیران ہو کر پوچھا۔

"ہاں اور کیا.... مشکل نہیں تو کیا آسان ہو جائے گی آپ
کے لیے"۔

"بڑھ بڑھ کر باتیں بنانے سے یہ کہیں بہتر ہے کہ وار کرو
وار.... تاکہ پتا لگے، تم کتنے پانی میں ہو.... اسی سے میں اندازہ لگاؤں
گا"۔

"اسی سے آپ اندازہ لگالیں گے.... لیکن کس بات کا؟"

"اس بات کا کہ انسپکٹر جمشید کتنے پانی میں ہیں"۔ اس نے
ہنس کر کہا۔

"اوہ.... تو جناب ان سے مقابلے کی سوچ رہے ہیں"۔

"مقابلہ تو خیر ان سے ہو گا.... جب اس کیس میں انہوں نے
ٹانگ اڑائی ہے تو مقابلہ بھی کرنا ہو گا"۔

"کیا آپ ہی اس کیس کے اصل مجرم ہیں؟"

"کیا مطلب.... کیا اس کیس میں کوئی نقلی مجرم بھی ہے"۔

"پتا نہیں.... ہمیں تو اب تک اس کیس کے سر پیر کا ہی
اندازہ نہیں ہو سکا"۔

"اور نہ ہو گا.... اس لیے کہ تم لوگ عقل سے پیدل ہو....
اور یہ معاملہ ہے.... عقل سے لڑاکا طیارے پر سوار لوگوں کا"۔ اس
نے مذاق اڑانے والے انداز میں کہا۔

"آپ کی باتیں سمجھنے کے لیے ہاتھی جتنا بڑا دماغ چاہیے....
جو کہ ہمارے پاس نہیں ہے"۔ فاروق نے منہ بنایا۔

"اس میں میرا کیا قصور؟" اس نے فوراً کہا۔

"اچھا ہوشیار.... ہم وار کرنے لگے ہیں.... شکایت نہ کریں
کہ ہم نے خبردار نہیں کیا"۔

"آؤ.... آؤ.... لیکن ذرا سوچ سمجھ کر وار کرنا.... پہلے کی
طرح بے وقوفانہ حملہ کرنے کی ضرورت نہیں.... اس طرح تو تم
کھاؤ گے منہ کی"۔ اس کی زہریلی ہنسی سنائی دی۔

"ارے باپ رے.... یہ.... یہ ہنسی"۔ فرزانہ چلائی۔

"کک.... کیا ہوا.... اس ہنسی میں ایسی کیا بات ہے؟" فاروق
گھبرا گیا۔

"مم.... میرا مطلب ہے.... ہم اس ہنسی کو پہلے بھی کہیں سن
چکے ہیں.... بھلا کس کی ہے یہ ہنسی"۔

"اوہ ہاں.... یہ ہنسی.... کس کی ہے یہ ہنسی"۔ محمود سوچنے
کے انداز میں بڑبڑایا۔

"نہیں یاد آ رہا"۔ فاروق نے اپنی پیشانی پر ہاتھ مارا۔

"اور نہ آئے گا"۔ نقاب پوش تڑ سے بولا۔

"خیر کوئی بات نہیں.... جب ہم آپ کے چہرے سے نقاب
یں گے تو معلوم ہو ہی جائے گا کہ یہ ہنسی کس کی تھی؟" محمود
کرایا۔

"یہی تو مشکل ہے.... تمہیں ایسا کوئی موقع ہاتھ نہیں لگ
کے گا"۔

"اللہ مالک ہے.... ویسے ایک بات سمجھ میں نہیں آئی"۔

"خیر پوچھ لو.... تم بھی کیا یاد کرو گے"۔

"ہمارے خیال میں تو اس کیس کی فائل کو پہلے ہی مجرم اڑا چکا ہے.... اور اگر آپ ہی اصل مجرم ہیں تو فائل تو پہلے ہی آپ کے پاس ہے.... پھر آپ ان صاحب یعنی فاضل گرمانی سے کیوں پوچھ رہے ہیں؟"

"یہ موٹی باتیں تم باریک عقل والوں کی سمجھ میں نہیں آئیں گی"۔

"لیکن آپ تو بتا سکتے ہیں نا؟"

"مجھے افسوس ہے.... میں ایسی باتیں نہیں بتا سکتا"۔

"خیر.... نہیں بتا سکتے.... نہ بتائیں.... لیکن بات اس طرح بھی ختم نہیں ہو جاتی.... اب ہمیں آپ کو گرفتار کرنا پڑے گا اور گرفتار کر کے کمرۂ امتحان میں لے جانا ہو گا.... وہاں ہم آپ سے اگلوائیں گے.... آخر فائل کا چکر کیا ہے.... جو چھ ماہ پہلے شروع ہوا تھا.... ابھی تک ہم اس کے راز سے پردہ نہیں اٹھا سکے"۔

"اگر تم جاننا ہی چاہتے ہو.... تو میں وضاحت کر سکتا ہوں.... لیکن.... ایک شرط پر"۔ اس نے عجیب سے انداز میں کہا۔

"اور وہ شرط کیا ہے؟"

فاروق نے بے تابانہ انداز میں پوچھا۔

"راز بتانے کے بعد میں تم لوگوں کو زندہ نہیں چھوڑوں

گا"۔

نقاب پوش نے سرد آواز میں کہا۔

"یہ.... یہ کیا بات ہوئی؟"

وہ دھک سے رہ گئے.... عین اس لمحے ایک آواز ابھری.... خوف میں ڈوبی آواز.... ساتھ ہی کوئی کمرے میں داخل ہوا۔

○☆○

سازش تیار تھی

انہوں نے دیکھا.... کمرے میں میں داخل ہونے والا ایک فوجی آفیسر تھا.... خوف میں ڈوبی آواز فاضل گرمانی کے حلق سے نکلی تھی.... اور وہ اس فوجی آفیسر کو دیکھ کر خوف زدہ ہوا تھا۔

"آپ.... آپ کون ہیں.... اور یہ ہمارے فاضل صاحب آپ کو دیکھ کر خوف زدہ کیوں ہو گئے ہیں؟"

"یہ مجھے دیکھ کر خوف زدہ کیوں ہوئے ہیں.... یہ آپ ان سے پوچھیں.... ہاں میں یہ ضرور بتا سکتا ہوں کہ میں کون ہوں"۔ یہ کہتے ہوئے فوجی آفیسر مسکرا دیے۔

"نن نہیں.... نہیں"۔ فاضل گرمانی چلا اٹھا۔

"کیا بات ہے جناب.... اب آپ کو کیا ہوا؟"

"یہ نہیں ہو سکتا.... نہیں ہو سکتا"۔ یہ کہتے ہوئے وہ تھر تھر کانپنے لگا۔

"ارے بھائی.... کیا نہیں ہو سکتا.... یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں.... اور یہ ہمارے نقاب پوش مجرم کیوں یکایک خاموش ہو گئے"۔ محمود نے حیران ہو کر کہا۔

حیرت کی زیادتی تینوں کو اپنی لپیٹ میں لے چکی تھی۔

"ہاں مسٹر گرمانی.... کیا نہیں ہو سکتا.... ذرا اپنے جملے کی وضاحت کریں"۔ فوجی آفیسر نے مسکرا کر پوچھا۔

"یہ.... یہ نہیں ہو سکتا.... مم.... میں نے.... میں نے"۔ وہ کہتے کہتے رک گیا۔

"ہاں ہاں کہیے.... آپ رک کیوں گئے.... آپ نے کیا؟"

فاضل گرمانی کے چہرے کا رنگ بالکل سیاہ پڑ گیا.... وہ پلکیں جھپکانا بھول گیا.... بس فوجی آفیسر کو دیکھتا رہا۔

"کیا ہو گیا ہے آپ کو.... یہ کون صاحب ہیں آخر"۔ محمود نے چیخ کر کہا۔

"اس سے بڑی حیرت کی بات ہے یہ کہ نقاب پوش صاحب کو کیوں سانپ سونگھ گیا ہے"۔

"مم.... میں بھی یہی کہتا ہوں.... یہ کیسے ہو سکتا ہے؟" نقاب پوش کی آواز سنائی دی.... لیکن اس کی آواز میں گھبراہٹ نہیں تھی.... کوئی خوف نہیں تھا۔

"آخر کیا نہیں ہو سکتا.... یہ بھی تو بتائیں"۔

"بہتر ہو گا.... مسٹر فاضل گرمانی ہی بتا دیں.... کیا کیسے نہیں ہو سکتا"۔

"آپ.... آپ کرنل عدنان بخاری نہیں ہو سکتے.... ہاں نہیں ہو سکتے.... میں نے اپنی آنکھوں سے انہیں مرتے دیکھا ہے"۔

وہ پوری قوت سے چیخا۔

"شکریہ.... میں آپ سے یہی کہلوانا چاہتا تھا"۔

اس بار سیاہ پوش کی آواز وہ پہلے جیسی آواز نہیں تھی....
اس نئی آواز کو سن کر محمود' فاروق اور فرزانہ تو چونکے ہی تھے....
فاضل گرمانی بھی بری طرح اچھلا تھا.... اب اس کی آنکھوں میں پہلے
کی نسبت کہیں زیادہ خوف سمٹ آیا تھا۔

"یہ.... یہ آپ ہیں اباجان"۔ محمود نے کھوئے کھوئے انداز
میں کہا۔

"بہت دیر بعد سمجھے.... وہ بھی جب میں اپنی اصل آواز میں
بولا"۔ انسپکٹر جمشید کی آواز سنائی دی.... جو نقاب پوش بنے بیٹھے
تھے۔

"تب پھر یہ فوجی آفیسر ضرور انکل خان رحمان ہیں.... کرنل
عدنان بخاری نہیں.... کیونکہ فاضل گرمانی نے کرنل صاحب کو مرتے
اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا.... اور یہی ان سے اگلوانا تھا.... اور آپ
نے یہ سارا ڈراما اسی لیے رچایا تھا"۔ فرزانہ کہتی چلی گئی۔

"بالکل ٹھیک.... اب تم درست سمت میں سوچ رہے ہو"۔

"لیکن چکر اب تک سمجھ میں نہیں آسکا"۔

"چھ ماہ پہلے کرنل عدنان بخاری صاحب کو اسلامی ریاست
میں خفیہ طور پر بھیجا جانا تھا.... اس بات کا علم صدر صاحب کو تھا یا
پھر کمانڈر انچیف کمال فیاضی صاحب کو.... لیکن اس راز میں فاضل

گرمانی کو شامل کرنا ان کی مجبوری تھی.... اس لیے کہ میک اپ تو
اسی سے کرانا تھا.... چنانچہ اس سے رازداری کا وعدہ لیا گیا اور اس
سے اس کے چہرے پر میک اپ کرانا طے پاگیا' میک اپ کرنے کے
لیے اس نے کرنل کو اپنے گھر بلایا.... چنانچہ کرنل عدنان بخاری وہاں
چلے گئے.... ادھر ان کے لیے سازش تیار تھی.... ہمارے یہ مہربان'
فاضل گرمانی دراصل شارجستان کے ایجنٹ ہیں.... انہیں پتا
چلا تھا کہ عدنان بخاری کو اسلامی ریاست میں فوجی تربیت دینے کے
لیے بھیجا جا رہا ہے.... اور عدنان بخاری اس کام کے بہت ماہر
ہیں.... ان کی تربیت کے بعد اسلامی ریاست کی فوج
شارجستان کے لیے مشکلات پیدا کرتی.... لہٰذا اس نے یہ بات
فوراً" اپنی حکومت کو دی.... ادھر سے ایک نیا پروگرام اسے بتایا
گیا.... یہ کہ عدنان بخاری کو میک اپ کرنے کے دوران ختم کر دیا
جائے.... اس کی جگہ وہ اپنا ایک ایجنٹ بھیج رہے ہیں.... اس کے
چہرے پر پہلے عدنان بخاری کا میک اپ کیا جائے.... پھر وہ میک اپ
کیا جائے.... جو عدنان بخاری کے چہرے پر کیا جانا تھا.... چنانچہ
شارجستان کا ایجنٹ بھی فاضل گرمانی کے گھر پہنچ گیا.... اب
بے چارے عدنان بخاری کو سازش کا کوئی علم نہیں تھا.... نہ کسی اور
کو.... وہ بلا کھٹکے گرمانی کے گھر پہنچے.... میک اپ کا کام شروع کیا
گیا.... اور شروع میں ہی انہیں بے ہوش کر دیا گیا.... بے ہوشی کے
دوران ان کا کام تمام کر دیا گیا.... اپنے آدمی کے چہرے پر میک اپ

کیا گیا اور اس طرح
پہنچا.... جب کہ سب اس خیال میں رہے.... کہ عدنان بخاری وہاں
گئے ہیں.... ظاہر ہے.... وہاں رہ کر اس نے الٹی سیدھی اور بے
قاعدہ قسم کی تربیت دی ہو گی.... ادھر ان لوگوں کے لیے مسئلہ تھا....
عدنان بخاری کی لاش کا.... سوال یہ تھا کہ لاش کا کیا کریں.... آخر
ان کے ذہن میں ایک ترکیب آئی کہ اس کا حلیہ بالکل بگاڑ دیا
جائے.... کپڑے تبدیل کر دیئے جائیں.... جسم کا ہر حہ یسا بنا دیا
جائے کہ کوئی اسے عدنان بخاری کی لاش کے طور پر شناخت نہ کر
سکے.... اور لاش کو سرحد کے پاس پھینک دیا گیا.... کیونکہ یہ خود بھی
فوجی ہے.... اس لیے اپنی جیپ میں لاش رکھ کر سرحد کی طرف جانا
کیا مشکل تھا.... ویسے بھی سرحد کے نزدیک رہتا ہے.... رات کو
تاریکی میں اس نے یہ کام کر ڈالا.... اس طرح وہ لاش ملٹری پولیس
کے لیے ایک معمہ بن گئی.... ہزار کوشش کے بعد بھی وہ نہ جان
سکے کہ لاش کی ہے.... لاش کی فائل تیار کی گئی.... مجرم اس کی
انگلیوں کے نشانات کا کچھ بگاڑنا بھول گئے تھے.... اس فائل میں اس
کی انگلیوں کے نشانات لے لیے گئے تھے.... ان نشانات کی وجہ سے
ان لوگوں کو بہت پریشانی تھی.... چنانچہ یہ فائل کی فکر میں لگ
گئے.... کسی ایسے طریقے سے فائل حاصل کرنے کے چکر میں پڑ گئے
کہ کسی کو پتا نہ چلے اور فائل ان کے ہاتھ لگ سکے.... اب اس کے
لیے انہیں منصوبہ بندی کرنا پڑی.... فائل اس وقت تک کمانڈر

انچیف کے پاس تھی.... اس انتظار میں کہ شاید لاش کے بارے میں
کچھ پتا چل جائے.... پھر انہوں نے فائل صدر صاحب کے حوالے
کرنے کا پروگرام بنایا.... اس ساری کہانی میں اصل مشکل سوال یہی
ہے کہ مجرموں کو کیسے پتا چلا کہ کمانڈر انچیف صاحب فائل صدر
صاحب کو دینے کا ارادہ رکھتے ہیں.... میں نے انہیں بھی یہاں پہنچنے
کے لیے کہا تھا.... امید ہے.... وہ آچکے ہوں گے اور دروازے پر
رک کر کہانی سن رہے ہوں گے"۔ یہاں تک کہہ کر وہ مسکرا
دیے۔

"آپ کا اندازہ بالکل درست ہے انسپکٹر صاحب"۔ یہ کہتے
ہوئے کمال فیاضی اندر داخل ہو گئے۔

"بہت خوب! آپ ہمیں صرف یہ بات دیں.... ان لوگوں کو
یہ کیسے معلوم ہوا کہ آپ فائل صدر صاحب کو دینے والے ہیں....
اور صدر صاحب انسپکٹر جمشید کو دیں گے.... براہ راست یا آئی جی
صاحب کے ذریعے"۔

"اس کا جواب یہ ہے کہ ان لوگون نے میرا ٹیلی فون ٹیپ کر
رکھا تھا.... اور صدر صاحب کا بھی.... گویا ٹیلی فون ایکس چینج میں
فاضل گرمانی کا کوئی آدمی موجود ہے.... اور اصل میں ہمیں اسی کی
تلاش ہے.... ہاں تو مسٹر فاضل گرمانی صاحب.... وہ کون ہے؟" یہ
کہتے ہوئے وہ اس کی طرف مڑے۔

فاضل گرمانی کرسی میں ساکت بیٹھا تھا.... وہ پلکیں جھپکانا

بھول چکا تھا.... اس کا منہ کھلا کا کھلا اور آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئی
تھیں.... شاید اسے کہانی میں، اس سازش میں ان لمحات کی امید
نہیں تھی۔

"آپ نے میری بات کا جواب نہیں دیا.... ایکس چینج میں
کون آپ کا ساتھی ہے.... اور اس کیس میں اور کس نے آپ کی
مدد کی تھی.... اب یہ باتیں آپ کو بتانا ہوں گی"۔ یہ کہتے ہوئے
انہوں نے نظریں فاضل گرمانی پر جما دیں.... وہ اب بھی اسی طرح
ساکت تھا.... جیسے پتھر کا بت ہو۔

"ایسے تو کام نہیں چلے گا مسٹر.... زبان تو اب آپ کو کھولنا
ہو گی.... اس قدر کامیاب سازش کرنے والے کو سازش کی ناکامی پر
زبردست جھٹکا تو لگتا ہے.... میں مانتا ہوں.... لیکن ایسا ہوتا ہی
ہے.... جرم جرم ہے.... وہ چھپا نہیں رہ سکتا.... کسی نہ کسی وقت
اس کو ظاہر ہونا ہوتا ہے.... اب آپ لاکھ چھپائیں.... آپ کا جرم
ثابت ہو چکا ہے.... آپ اپنے ساتھیوں کو بھی نہیں بچا سکیں گے....
اس بات کو تو آپ لکھ لیں"۔

وہ کہتے چلے گئے.... ان کی نظریں اس کے چہرے پر جمی
تھیں.... اچانک انہیں ایک زبردست جھٹکا لگا۔

○☆○
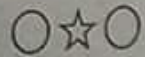
توبہ ہے

"ارے! یہ کیا؟" وہ چلائے۔

"کک.... کیا ہوا ابا جان؟"

"یہ.... یہ مر چکا ہے"۔

"جی.... کیا فرمایا.... مر چکا ہے.... ابھی ابھی تو یہ بالکل ٹھیک
تھا اور باتیں کر رہا تھا"۔ محمود نے بوکھلا کر کہا۔

"ہاں! لیکن اب یہ مر چکا ہے"۔

"اف مالک.... یہ.... یہ کیسے ہوا" فرزانہ چلائی۔

انسپکٹر جمشید باہر کی طرف دوڑے.... انہوں نے بھی باہر نکلنے
میں دیر نہ لگائی.... انہوں نے ادھر ادھر کا جائزہ لیا.... کہیں کوئی نظر
نہ آیا.... نہ کسی گڑبڑ کے آثار نظر آئے۔

"اس کا مطلب ہے.... اس نے خودکشی کی ہے"۔ انسپکٹر
جمشید بڑبڑائے۔

"خودکشی"۔ ان کے منہ سے ایک ساتھ نکلا۔

"ہاں! اور کیا.... ہم اس کو خودکشی ہی کہہ سکتے ہیں.... کمرے
کی کھڑکی پائیں باغ کی طرف کھلتی ہے.... لیکن وہ بند تھی.... اگر

کھلی ہوتی تو ہم خیال کر سکتے تھے کہ کسی نے اس طرف سے آکر کسی چیز سے وار کیا ہے.... لیکن ایسی کوئی صورت نہیں تھی"۔

"لل.... لیکن اباجان"۔ فرزانہ ہکلائی۔

"ہاں! کہو"۔ وہ بولے۔

"یہ اپنا ہاتھ منہ کی طرف ہرگز نہیں لے گیا.... میں اس کی طرف بغور دیکھ رہی تھی.... اگر ایسی کوئی بات ہوتی تو میں ضرور نوٹ کرتی"۔

"ہو سکتا ہے.... اسے قتل ہی کیا گیا ہو.... ارے ہاں.... ہمیں فوراً" اس کی لاش کا معائنہ کرنا چاہیے"۔ وہ پھر اندر کی طرف دوڑے۔

اب لاش کا معائنہ کیا گیا.... جسم پر کہیں کوئی زخم نہیں تھا.... زہر کھانے کے آثار بھی نہیں تھے۔

"ہو سکتا ہے.... اس کی موت واقع ہوئی ہو"۔

"لیکن تھوڑی دیر پہلے.... اس کے چہرے سے ہرگز ایسے آثار نہیں تھے.... کہ جیسے یہ مرنے والا ہو.... جب کہ کوئی شخص مرنے لگتا ہے تو اس کے چہرے پر موت کے آثار ضرور ہوتے ہیں"۔

"تب پھر.... اب ہم کیا کریں؟"

"لاش کو پوسٹ مارٹم کے لیے بھیج دیتے ہیں.... معلوم ہو جائے گا"۔ انسپکٹر جمشید نے کندھے اچکائے۔

"آخر انہوں نے یہی کیا.... پوسٹمارٹم کی رپورٹ نے ان پر مزید حیرت طاری کر دی.... اس کی کمر میں ایک زہریلی سوئی پیوست پائی گئی تھی.... ان کے ذہنوں میں یہ سوال گونجا.... اس کی کمر میں سوئی کس نے پیوست کی.... وہاں تو اس وقت ان کے علاوہ کوئی نہیں تھا۔

"ہمیں پھر اس کمرے کا جائزہ لینا ہو گا.... آؤ چلیں"۔

وہ وہاں پہنچے.... غور سے کمرے کا جائزہ لیا گیا۔

"اس کی کرسی یہاں تھی اور ہم یہاں تھے.... گویا اس کی کمر کھڑکی کی طرف تھی.... لیکن کھڑکی بند تھی.... کھڑکی کے اور اس کے درمیان کوئی نہیں تھا.... پھر ہماری آنکھوں کے سامنے آخر کس نے اس کی کمر میں سوئی گھونپی.... یہ ایک حیرت انگیز بات ہے"۔ فرزانہ نے جلدی جلدی کہا۔

"کھڑکی میں ایک جھری ہے.... فاروق ذرا تم اس کرسی پر بیٹھنا"۔ محمود مسکرایا۔

"مم.... میں.... کک.... کیوں؟" فاروق گھبرا گیا۔

"اوہو.... بیٹھو بھی"۔ اس نے منہ بنایا۔

فاروق کرسی پر بیٹھ گیا.... محمود گھر سے نکل کر کھڑکی کے پاس پہنچا اور جھری میں سے اندر جھانکا.... پھر واپس پلٹا' اندر آیا اور بولا۔

"اس جھری میں سے کمرے کا منظر صاف نظر آتا ہے.... قاتل اس وقت کھڑکی کے ساتھ لگا ہوا تھا.... اور اندر ہونے والی

بات چیت کا بھی اسے اندازہ تھا.... اس نے بلو پائپ سے سوئی اندر پھینکی.... جو اس کی کمر میں لگی.... اس وقت ہم یہ بات نہ سوچ سکے.... پوسٹ مارٹم کی رپورٹ نے جب سوئی کی کہانی سنائی.... تب بات صاف ہوئی"۔ محمود کہتا چلا گیا۔

"اس کا مطلب ہے.... فاضل گرمانی کو قتل کیا گیا ہے.... تاکہ اصل مجرم کا کوئی نام نہ بتا دے.... یہ قتل بھی ظاہر کرتا ہے کہ اصل مجرم گرمانی نہیں.... کوئی اور ہے"۔

"ہاں! اور اس کا مطلب ہے.... کیس ایک بار پھر ہمارے ہاتھوں سے پھسل گیا ہے.... یہ کیس ہے یا چکنی مچھلی"۔ فاروق بولا۔

"حد ہو گئی.... کیا کوئی مچھلی غیر چکنی بھی ہوتی ہے.... ارے بھائی ہر مچھلی چکنی ہوتی ہے۔ محمود نے جل کر کہا۔

"ہم یہاں مچھلیوں پر نہیں کیس پر بات کر رہے ہیں"۔ فاروق نے اسے گھورا۔

"اوہ ہاں! واقعی.... یہ تو ہے.... خیر.... پہلے ہم نے سوچا تھا.... گرمانی مجرم ہے.... یا ہم گرمانی کے ذریعے قاتل تک پہنچ جائیں گے.... لیکن اب ایسا بھی نہیں ہو سکتا.... لہٰذا پھر وہی سوال آ کھڑا ہوا ہے ہمارے سامنے.... اب ہم کیا کریں؟"

"صبر.... شکر"۔ فرزانہ مسکرائی۔

"وہ تو ہم ہر وقت کرتے ہیں.... اللہ کی مہربانی سے.... قاتل

تک کیسے پہنچیں"۔ محمود نے کہا۔

"ختم کرو.... ہمیں قاتل تک پہنچنے کی کوئی ضرورت نہیں"۔ انسپکٹر جمشید نے برا سا منہ بنایا۔

"جی.... کیا مطلب.... کوئی ضرورت نہیں؟" فرزانہ نے حیران ہو کر کہا۔

"ہاں! کوئی ضرورت نہیں.... اس لیے کہ قاتل اب خود ہم تک پہنچے گا"۔

"لل.... لیکن.... لیکن کیوں.... اسے خود ہمارے پاس آنے کی کیا ضرورت ہے؟"

"آؤ.... گھر چلیں.... وہاں میں بتاؤں گا.... قاتل ہمارے پاس کیوں آئے گا"۔ وہ مسکرائے۔

"آپ کچھ عجیب سی بات کر رہے ہیں"۔

"تو کیا اب میں غریب بات کروں؟" انہوں نے آنکھیں نکالیں۔

اور وہ مسکرانے لگے.... آخر گھر پہنچے.... بیگم جمشید انہیں دیکھ کر مسکرائیں۔

"بھابی صاحبہ کی مسکراہٹ کہہ رہی ہے.... آج انہوں نے ہمارے لیے بہت مزے کے کھانے بنائے ہیں.... اور یہ ہمیں وہ کھانے کھائے بغیر کہیں نہیں جانے دیں گی"۔

"یہ کوشش کر دیکھیں"۔ انسپکٹر جمشید مسکرائے۔

"آپ کا مطلب ہے.... میں اپنی اس کوشش میں کامیاب نہیں ہو سکوں گی"۔ وہ بولیں۔

"ہم کچھ نہیں کر سکتے.... حالات اور واقعات کا دھارا جب ہمیں بہائے لیے جا رہا ہو تو اس وقت ہم مجبور ہوتے ہیں.... ہم کھانے کے بارے میں سوچ بھی نہیں سکتے.... لہٰذا تم کھانا لگاؤ.... ہم کھانا شروع کرتے ہیں.... اگر کوئی فون نہ آگیا.... کوئی ملاقاتی نہ آ گیا.... اچانک کہیں جانا نہ پڑ گیا تو ان شاء اللہ ہم کھانا مکمل طور پر کھائیں گے"۔ وہ روانی کے عالم میں مسکراتے ہوئے کہتے چلے گئے۔

"توبہ ہے آپ سے"۔

"توبہ کرو بیگم اپنے اللہ سے"۔

"اوہ ہاں واقعی.... یہ محاورہ غلط ہے"۔

"بالکل غلط ہے"۔ انہوں نے فوراً کہا۔

"تب ہم توبہ کرتے ہیں آیندہ یہ نہیں کہیں گے.... توبہ ہے تم سے"۔ فاروق کی شوخ آواز نے سب کو مسکرانے پر مجبور کر دیا۔

پھر کھانا شروع ہوا.... کھانا واقعی بہت مزے دار تھا.... اور اتفاق کی بات کہ انہوں نے پوری طرح کھانا کھا بھی لیا.... تب کہیں جا کر فون کی گھنٹی بجی۔

"خدا کا شکر ہے.... آج بالکل درست وقت پر فون کی گھنٹی بجی.... اب آپ شوق سے فون سنیں.... مجھے کوئی اعتراض نہیں"۔

یگم جمشید چونک اٹھیں۔

وہ مسکرا دیے.... انسپکٹر جمشید نے ریسیور اٹھایا.... دوسری
رف صدر صاحب تھے.... وہ گھبرائی ہوئی آواز میں کہ رہے تھے۔

"جمشید.... جلدی آؤ"۔

"خیر تو ہے سر"

"اوہو.... تم ابھی روانہ نہیں ہوئے"۔ وہ چلائے۔

"ارے باپ رے"۔

"یہ کہنے کی فرصت کہاں سے مل گئی تمہیں"۔ صدر صاحب
ر چلائے۔ اور انہوں نے فوراً فون بند کر دیا.... پھر یہ کہتے
ے باہر کی طرف دوڑے۔

"اگر میرے ساتھ آنا ہے تو میری رفتار سے کار تک پہنچنا ہو

وہ سب دوڑ پڑے.... آخر ایوان صدر پہنچے.... صدر صاحب
و زرد تھا.... برسوں کے بیمار لگ رہے تھے۔

"خیر تو ہے سر.... آپ تو بہت بیمار لگ رہے ہیں"۔ انسپکٹر
ر پریشان ہو گئے۔

"اور میں صحت مند لگ بھی کیسے سکتا ہوں"۔ انہوں نے
سکراہٹ کے ساتھ کہا۔

"جلدی بتائیں سر.... کیا معاملہ ہے؟"

"اسلامی ریاست نے ہم سے ہمیشہ کے لیے تعلق ختم کر دیا

ہے"۔

"کیا مطلب.... کون سی اسلامی ریاست کی بات کر رہے
ہیں"۔

"جس اسلامی ریاست کی فوج کو تربیت دینے کے لیے ہم نے
کرنل عدنان بخاری کو بھیجنے کا پروگرام بنایا تھا، لیکن اس عدنان بخاری
کو قتل کر دیا گیا.... اس کی لاش کو بگاڑ دیا گیا.... اور لاش سرحد کے
پاس پھینک دی گئی.... ہمارے فوجیوں کو لاش ملی تو اس کی ایک
فائل تیار کی گئی.... اس لاش کی فائل کمال فیاضی صاحب نے مجھ
دی.... لیکن مجھ سے فائل آئی جی صاحب کی بجائے کسی اور ن
حاصل کر لی.... جو بعد میں سلمان آفاقی کے پاس رکھوائی گئی.... چ
ماہ تک وہ فائل وہاں رہی.... اور جب کرنل عدنان بخاری لوٹ کر
آئے تو پھر تحقیقات پر بات سامنے آئی کہ انہیں تو چھے ماہ پہ
اسلامی ریاست کا سفر کرنے ہی نہیں دیا گیا تھا.... انہیں تو قتل کر
گیا تھا.... اور ان کی لاش ہی سرحد کے پاس سے ملی تھی.... میں ا
اسلامی ریاست کی بات کر رہا ہوں جمشید"۔ وہ یہاں تک کہہ
خاموش ہو گئے۔

"لیکن انہوں نے ہم سے تعلق کیوں ختم کر لیا"۔

"انہیں معلوم ہو گیا ہے کہ چھے ماہ تک ان کی فوج کو ترب
دینے والا غلط آدمی تھا"۔

"لیکن اس میں ہمارا کیا قصور.... ہمیں تو ان حالات کا

ابھی ہوا ہے؟" انسپکٹر جمشید نے تیز لہجے میں کہا۔

"ان کا کہنا ہے.... یہ سب ہماری وجہ سے ہوا.... ہم نے اس
معاملے میں کوئی احتیاط نہیں کی"۔ صدر صاحب بولے۔

"یہ واقعی اچھی خبر نہیں ہے.... ایک اسلامی ریاست ہم سے
بدظن ہو گئی.... اسلامی ملک اور ریاستیں اس طرح ایک دوسرے
سے ٹوٹتی رہیں تو یہ سب کی سب کمزور پڑ جائیں گی.... ان کی طاقت
کا شیرازہ بکھر جائے گا"۔ انسپکٹر جمشید نے دکھ بھرے لہجے میں کہا۔

"تب پھر غور کرو جمشید.... یہی تو ان کا منصوبہ تھا.... یہی تو
ان کا پلان تھا.... یہی تو وہ چاہتے تھے.... کہ جو اسلامی ریاست ان
سے ٹکرا رہی ہے.... کیوں نہ اس کی طاقت کو توڑ دیں.... اور اس
اسلامی ریاست کو طاقت ور بنانے میں ہماری حکومت کا بہت ہاتھ
ہے.... لیکن اس سازش کے ذریعے اس ہاتھ کو توڑ کر رکھ دیا گیا
ہے.... دو اسلامی ملکوں کو الگ الگ کر دیا ہے.... کیا یہ بات خوفناک
نہیں جمشید؟"

"حد درجے خوفناک.... لیکن ہم اسلامی ریاست کی غلط فہمی
کو دور کرنے کی کوشش کر سکتے ہیں"۔

"بالکل کر سکتے ہیں جمشید.... لیکن اس کیس کے اصل مجرم کو
پکڑ کر.... جب وہ جرم کا اقرار کر لے تب.... ورنہ وہ ہماری کوئی
بات نہیں سنیں گے"۔

"اوہ! اب وجہ سمجھ میں آئی"۔ فرزانہ اچھل کر بولی۔

"کون سی وجہ.... کس بات کی وجہ.... بلاوجہ تم بات کو الجھایا
نہ کرو"۔ فاروق جھلا اٹھا۔

"اب تک ہم میں سے کسی کی سمجھ میں یہ بات نہیں آئی
تھی کہ اس فائل کو اڑانے کی کیا ضرورت تھی.... اس سے بھی
پہلے.... سلمان آفاقی کے پاس رکھوانے کی کیا ضرورت تھی.... انہیں
تو چاہیے تھا.... فائل حاصل کرتے ہی ضائع کر دیتے.... لیکن ایسا
نہیں کیا گیا.... چھ ماہ تک اسے محفوظ رکھا گیا.... اور جب جعلی
عدنان بخاری واپس چلا گیا.... تب یہ فائل اسلامی حکومت کو بھیجی
گئی.... یہ کہہ کر کہ ہم نے اصل آدمی تو ان کی طرف بھیجا ہی نہیں
تھا.... اصل آدمی تو چھ ماہ پہلے قتل کر دیا گیا تھا.... جس کا ثبوت یہ
فائل ہے"۔ فرزانہ کہتی چلی گئی۔

"لیکن ہم انہیں ساری بات بتا کر غلط فہمی دور کر سکتے ہیں"۔

"ساری بات ہم سے پہلے فائل کے ساتھ لکھ کر وہاں بھیج
دی گئی ہے.... اور اسلامی ریاست کے صدر کو اس ساری بات پر
یقین آ چکا ہے.... لہٰذا اب وہ ہماری کوئی بات سننے کو تیار نہیں"۔

"یہ واقعی تکلیف دہ خبر ہے"۔

"تب پھر جمشید.... اس کیس کے مجرم کو فوراً پکڑو"۔

"یہاں ایک سوال اور پیدا ہوتا ہے.... عجیب الجھا ہوا کیس
ہے"۔ محمود نے پریشان ہو کر کہا۔

"چلو.... تم بھی بتاؤ.... کون سا سوال پیدا ہوتا ہے"۔ انسپکٹر

جمشید نے منہ بنایا۔

"فائل اڑانے کا ڈرامہ کیوں رچایا گیا.... فائل کو سلمان آفاقی
کے پاس کیوں رکھوایا گیا.... وہ تو اس کو خاموشی سے اپنے پاس رکھ
سکتے تھے.... اور چھ ماہ بعد جب ان کا آدمی اسلامی ریاست سے
واپس آ جاتا.... تو وہ فائل اسلامی ریاست کے صدر کو بھیج دیتے....
ان کا مقصد تو اس طرح بھی حل ہو جاتا"۔

"لیکن اس طرح وہ یہ یقین کس طرح دلاتے کہ یہ سازش
ہماری حکومت نے کی ہے.... ان کا اصل مقصد تھا ہماری حکومت
سے اسلامی ریاست کو بدظن کرنا.... لہٰذا یہ چکر چلایا گیا.... اور اس
کی وجہ سے وہ واقعی ہم سے مکمل طور پر بدظن ہو چکے ہیں....
انہوں نے شارجستان سے جنگ بند کرنے کا اعلان کر دیا
ہے"۔ صدر بولے۔

"کیا!!!" وہ ایک ساتھ چلائے۔

"ہاں! جب کہ پہلے دونوں ملکوں کی فوجیں آپس میں لڑ رہی
تھیں.... اور یہ جنگ اسلامی ریاست نے اپنے حقوق حاصل کرنے
کے لیے شروع کی تھی.... کیونکہ شارجستان نے ان کے
علاقے پر غاصبانہ قبضہ جما رکھا تھا.... اور وہاں کے لوگوں پر ظلم و ستم
کے پہاڑ توڑ رہا تھا.... لہٰذا اب جو یہ جنگ بند ہوئی ہے.... تو اس کا
نقصان اسلامی ریاست کو ہو گا.... جنگ میں اسے خاطر خواہ کامیابی ہو
رہی تھی.... اور اگر ہماری فوج کے کرنل ان کی فوج کو چھ ماہ تک

تربیت دیتے تو نتیجہ اور بھی بہتر نکلتا، لیکن اب معاملہ بالکل الٹ ہو گیا ہے"۔

"افسوس ناک خبر ہے.... گویا ہم سب ان کی سازش کا شکار ہو گئے"۔ پروفیسر داؤد نے دکھ بھرے انداز میں کہا۔

"ہاں! اس کے سوا کیا کہا جا سکتا ہے"۔ صدر نے سر ہلایا۔

"تب تو پھر کچھ نہیں ہو سکے گا.... یہ بازی شارجستان نے جیت لی.... ہمیں اسلامی ریاست سے بدظن کر دیا"۔

"وہ سب تو ٹھیک ہے.... لیکن جن لوگوں کے ذریعے ایسا کیا گیا.... وہ تو ہمارے ملک میں ہی موجود ہیں.... ان کی غداری کی وجہ سے آج ہمیں یہ دن دیکھنا پڑا ہے.... کل کو وہ کوئی اور گل کھلائیں گے.... لہٰذا جمشید.... ان کا سراغ لگانا ہو گا.... انہیں گرفتار کرنا ہو گا"۔

"آپ فکر نہ کریں سر.... کیس کے مجرم گرفتار ہوں گے.... ہمارے تعلقات اسلامی ریاست سے بحال ہوں گے"۔ انسپکٹر جمشید نے پرامید لہجے میں کہا۔

"یہ.... یہ کیسے ہو سکتا ہے جمشید.... ہاں مجرموں کو تم ضرور گرفتار کر سکتے ہو"۔

"جی نہیں.... تعلقات بھی بحال ہوں گے.... ان شاء اللہ.... اب ہم چلتے ہیں.... ہمیں اجازت دیں"۔

"او کے"۔ صدر صاحب بولے۔

اور وہ وہاں سے نکل آئے۔

"میری سمجھ میں ابھی تک ایک بات نہیں آ سکی ابا جان"۔ فرزانہ نے دبی دبی آواز میں کہا۔

"اور وہ کون سی بات ہے؟" وہ بولے۔

"آخر انسپکٹر جاسی نے فائل سلمان آفاقی کے پاس کیوں رکھوائی تھی؟"

"ہاں! یہ سوال میرے ذہن میں کئی بار ابھرا ہے.... آؤ ذرا ایک ملاقات سلمان آفاقی سے ہو جائے"۔

وہ سلمان آفاقی کے گھر پہنچے، گھنٹی کے جواب میں ملازم نے دروازہ کھولا.... پھر انہیں ڈرائنگ روم میں بٹھا کر چلا گیا.... جلد ہی سلمان آفاقی اندر داخل ہوئے.... اور انہیں دیکھتے ہی بولے۔

"فائل کے سلسلے میں کیا رہا؟"

"اسی کے سلسلے میں آپ کے پاس آئے ہیں"۔

"فرمائیے.... میں کیا خدمت کر سکتا ہوں"۔

"ہماری سمجھ میں اب تک یہ بات نہیں آئی کہ انسپکٹر جاسی نے فائل آپ کے پاس کیوں رکھوائی تھی؟"

"یہ تو مجھے بھی معلوم نہیں.... اس وقت وہ وردی میں تو تھا بھی نہیں کہ میں اس سے کچھ پوچھتا.... اس نے فائل میرے پاس بطور امانت رکھوائی.... یہ کہہ کر کہ اس کے پیچھے دشمن لگے ہیں.... پھر آپ کا نام بھی لیا تھا کہ فائل چھ ماہ تک اگر وہ نہ آیا تو آپ

کے حوالے کر دی جائے.... لہٰذا میں نے فائل رکھ لی.... اور بس....
مجھے اس سے زیادہ کچھ معلوم نہیں.... یہ بعد میں معلوم ہوا کہ وہ
انسپکٹر جاسی تھا"۔

"آپ کرنل عدنان بخاری کو جانتے ہیں؟"

"جی نہیں.... میں اس نام کے کسی صاحب کو نہیں جانتا"۔
اس نے فوراً کہا۔

"ہم آپ کو چند تصاویر دکھاتے ہیں.... ان کو پہچاننے کی
کوشش کریں"۔

"جی.... ضرور"۔ وہ بولے۔

پھر انہوں نے فائل میں سے انہیں سب سے پہلے کرنل
عدنان بخاری کی تصویر دکھائی.... انہوں نے دیکھ کر انکار میں سر ہلا
دیا۔

"میں نے انہیں پہلے نہیں دیکھا"۔

"شکریہ! اب ذرا اس تصویر کو دیکھئے.... کیا اسے بھی آپ نے
پہلے کبھی نہیں دیکھا؟"

اس بار انہوں نے اس کے سامنے فاضل گرمانی کی تصویر
کی.... انہوں نے اس تصویر کو دیکھ کر بھی نفی میں سر ہلایا۔

"او کے.... آپ سے ہمیں کوئی مدد نہیں مل سکے گی.... لیکن
آپ سے ہم ایک امید تو رکھ سکتے ہیں"۔ انسپکٹر جمشید نے مسکرا کر
کہا۔

"اور وہ کیا؟"

"اگر اس سلسلے میں آپ کے ذہن میں کوئی بات آ جائے تو
ہمیں ضرور بتایئے گا"۔

"بہت بہتر"۔ انہوں نے فوراً کہا۔

"شکریہ.... تو پھر ہم چلتے ہیں"۔

"بہت اچھا"۔ وہ مسکرا دیے۔

سب لوگ باہر نکل آئے.... اس وقت تک کوئی کام کی بات
معلوم نہیں ہوئی تھی.... گاڑی میں بیٹھ کر جب وہ روانہ ہونے لگے
تو فاروق بول اٹھا۔

"مجھے افسوس ہے.... میں رومال اندر بھول چھوڑ ہوں....
آپ سب کو ایک منٹ تک ٹھہرنا پڑے گا"۔

"اوہ اچھا.... لیکن ہم نے تمہارے ہاتھ میں کوئی رومال نہیں
دیکھا"۔ انسپکٹر جمشید نے منہ بنایا۔

"ابھی جب میں اندر سے رومال لاؤں گا تو آپ کو اندازہ ہو
جائے گا"۔

"ٹھیک ہے.... تم جاؤ"۔

فاروق دوبارہ کوٹھی میں داخل ہو گیا.... وہ واپس لوٹا تو اس
کے ہاتھ میں اس کا رومال تھا۔

"دیکھا آپ نے"۔

"ہاں دیکھا.... لیکن یہ رومال وہ نہیں جو عام طور پر تمہاری

جیب میں ہوتا ہے"۔

جواب میں فاروق بہت پراسرار انداز میں مسکرایا.... ان کی آنکھوں میں حیرت دوڑ گئی۔

○☆○
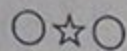
کہانی سنا دیں

"کیا بات ہے بھائی.... بہت پراسرار نظر آرہے ہو"۔ فرزانہ نے اسے گھورا۔

"بس کیا کروں.... مجبور ہوں"۔ وہ مسکرایا۔

"ہائیں ہائیں فاروق.... کیا ہو گیا ہے تمہیں"۔

"یہ رومال میرا نہیں.... پروفیسر انکل کا ہے"۔

"ارے! میں نے تو دھیان ہی نہیں دیا.... لیکن یہ کیا بات ہوئی.... تم تو اپنا رومال اندر سے لینے گئے تھے.... میرا کیسے لے آئے"۔ پروفیسر داؤد نے بوکھلا کر کہا اور لگے اپنی جیبوں کو ٹٹولنے.... لیکن ان کی جیبوں میں وہ رومال نہیں تھا۔

"یہ.... یہ تو واقعی میرا رومال ہے"۔

"جی ہاں! اس میں شک نہیں"۔ فاروق مسکرایا۔

"فاروق صاف صاف بات کرو.... تم اپنا رومال اندر گرا کر آئے ہی نہیں تھے تو اندر جا کر رومال لانے کا خیال کیسے آگیا"۔ محمود نے جھلا کر کہا۔

"اور اپنے رومال کے بجائے تم اندر سے پروفیسر انکل کا

"رومال کیسے لے آئے؟" فرزانہ نے جھلا کر کہا۔

"ضرورت ایجاد کی ماں ہے"۔ فاروق نے فوراً کہا۔

"اچھا تو پھر؟" انسپکٹر جمشید چونکے.... ان کی آنکھوں میں حیرت نظر آئی.... پھر اس سے پہلے کہ فاروق جواب میں کچھ کہتا.... وہ بول اٹھے۔

"اوہ! میں سمجھا"۔

"جی.... آپ کیا سمجھ گئے؟" محمود نے حیران ہو کر پوچھا۔

"فاروق نے دراصل یہ رومال پروفیسر صاحب کی جیب سے نکال کر اندر گرا دیا تھا"۔

"جی.... کیا مطلب؟" وہ ایک ساتھ بولے۔

"ہاں! اس نے غیر محسوس طور پر ان کا رومال جیب سے نکالا اور کمرے میں گرا دیا.... پھر باہر آ کر اس نے کہا کہ شاید یہ اپنا رومال اندر گرا آیا ہے.... اس پر ہم نے کہا کہ ہم نے تو اس کے ہاتھ میں رومال دیکھا ہی نہیں تو یہ گرا کیسے آیا.... اس پر اس نے جواب دیا کہ بس دیکھتے جائیں.... اور اندر چلا گیا.... واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں یہ رومال تھا.... لہٰذا صاف ظاہر ہے.... یہ شرارت اس کی اپنی ہے"۔

"لیکن آخر.... اس شرارت کی کیا ضرورت تھی؟" خان رحمان نے حیران ہو کر پوچھا۔

"یہ سلمان آفاقی کی غیر موجودگی میں کمرے کے فرش وغیرہ کو دیکھنا

چاہتا تھا.... اس نے سوچا.... جب یہ دوبارہ گھنٹی بجائے گا تو ملازم دروازے پر آئے گا.... یہ اسے بتائے گا کہ شاید وہ اپنا رومال اندر گرا آیا ہے.... لہٰذا ملازم اسے ڈرائنگ روم تک لے جائے گا.... اور رومال ڈھونڈنے کے بہانے فرش وغیرہ کو غور سے دیکھ لے گا.... کیوں فاروق یہی بات تھی نا؟"

"جی ہاں.... آپ بالکل ٹھیک سمجھے"۔ وہ مسکرایا۔

"تب پھر.... تم نے اندر کیا دیکھا؟"

"میں نے فرش کا جائزہ لیا.... دراصل میرے ذہن میں یہ بات تھی کہ قاتل کے جوتے کے تلے میں ایک دائرہ درمیان والی لائن کا غائب ہے.... کہیں سلمان آفاقی کا جوتا ایسا ہی تو نہیں ہے"۔

یہاں تک کہہ کر وہ خاموش ہو گیا۔

"تب پھر.... تم نے کیا دیکھا.... بات پوری کیے بنا خاموش کیوں ہو جاتے ہو تم"۔ فرزانہ جل گئی۔

"اس لیے کہ تم بھی ایسا ہی کرتی ہو"۔ فاروق نے منہ بنایا۔

باقی مسکرا دیے.... پھر فاروق نے کہا۔

"کمرے کے فرش پر ایسے کسی جوتے کے نشانات نہیں ہیں.... لیکن مجھے ایک اور بات یاد آ رہی ہے"۔ اس نے کھوئے کھوئے انداز میں کہا۔

"اور وہ کیا؟" انسپکٹر جمشید نے حیران ہو کر پوچھا.... کیونکہ فاروق آج پورا جاسوس نظر آ رہا تھا.... اور ایسا بہت کم ہوتا تھا.... وہ

تو بس مذاق کے موڈ میں عام طور پر نظر آتا تھا۔

"جب ہماری ملاقات نقاب پوش سے ہوئی تھی.... تو میں نے اس کی ایک ایک حرکت کو غور سے دیکھا تھا.... اور اس کے بولنے کے انداز کو بھی خوب غور سے نوٹ کیا تھا.... وہ بولتے وقت حرف ک کو دو بار بولتا تھا.... یعنی جس لفظ میں ک آتا تھا.... تو اس کو دو بار بولتا تھا.... مثلاً "کیا کو کک کیا کہتا تھا"۔

"لیکن ہم نے سلمان آفاقی میں یہ بات نوٹ نہیں کی"۔

انسپکٹر جمشید نے برا سا منہ بنایا۔

"بالکل ٹھیک.... اب میں ایک لیکن کہنے لگا ہوں"۔

"اوہو اچھا.... کہو پھر"۔

"لیکن.... جب میں نے دوبارہ گھنٹی بجائی.... اور ملازم نے دروازہ کھولا تو اس نے بالکل اسی انداز میں کہا تھا کک.... کیا بات ہے"۔

"میرے خیال میں تو یہ کوئی ایسی بات نہیں.... عام طور پر لوگ کیا کو کک کیا بول جاتے ہیں"۔

"اس کے منہ سے ایک بار کک کیا سن کر میں چونکا تھا اور پھر میں نے رومال تلاش کرتے وقت اس سے کئی سوالات کیے تھے.... اس نے ہر بار ک کو بالکل اسی کے انداز میں ادا کیا تھا۔

"کیا.... نہیں"۔ وہ چلائے۔

اب تو ان کی آنکھیں حیرت کی زیادتی سے پھیل گئیں....

آخر انسپکٹر جمشید نے کہا۔

"اس کا مطلب ہے.... ہم ابھی نہیں جا سکتے.... ہمیں ایک ملاقات ملازم سے بھی کرنا ہوگی"۔

"جی بالکل"۔

"چلو بھئی محمود.... بجاؤ گھنٹی"۔

اور پھر گھنٹی بجائی گئی.... اسی ملازم نے پھر دروازہ کھولا اور انہیں دیکھ کر حیرت زدہ رہ گیا۔

"خیر تو ہے جناب.... کک کیا کوئی اور چیز اندر رہ گئی ہے"۔

"ہاں! آپ"۔ فاروق بول اٹھا۔

"کک.... کیا کہا.... میں....؟"

"ہاں آپ اندر رہ گئے تھے"۔

"یہ.... کک.... کیا بات ہوئی؟"

"اب ہمیں آپ سے بھی چند باتیں کرنا ہیں"۔ انسپکٹر جمشید نے اس کی کلائی پکڑ لی.... اس خیال سے کہیں بھاگ نہ کھڑا ہو.... اور انہیں بلاوجہ بھاگ دوڑ نہ کرنا پڑے۔

"یہ بات یہ ہوئی کہ.... مم.... مگر نہیں.... بات بیٹھ کر کریں گے.... آپ یوں کریں کہ ہمیں اپنے کوارٹر میں لے چلیں"۔

"لیکن جناب.... معاملہ کک.... کیا ہے.... آپ مجھ سے کیوں بات کرنا چاہتے ہیں.... میرا ان معاملات سے کیا تعلق ہے؟"

"بیٹھ کر بات کر سکتے ہیں"۔ وہ مسکرائے۔

"اچھی بات ہے.... آیئے پھر"۔

اور وہ انہیں اپنے کوارٹر میں لے آیا.... وہاں ایک چارپائی اور چند پرانی کرسیاں موجود تھیں.... وہ ان پر بیٹھ گئے۔

"اب آپ ساری کہانی خود ہی سنا دیں"۔ انسپکٹر جمشید نے غور اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"کیا مطلب.... کون سی کہانی؟" اس نے حیران ہو کر کہا۔

"اس بار آپ نے کک.... کون نہیں کہا"۔ فاروق بول اٹھا۔

"کک.... کیا مطلب"؟

"کوئی فائدہ نہیں.... کہانی سنا دیں"۔

"کہانی سنا دوں.... آخر کون سی کہانی.... کس کی کہانی.... کیسی کہانی؟"

"فائل G-23 کی کہانی.... اس لاش کی کہانی .... جو چھ ماہ پہلے سرحد کے پاس سے ملی تھی"۔

"پتا نہیں آپ کیا کہہ رہے ہیں.... میرا کسی لاش سے یا فائل سے کوئی تعلق نہیں"۔

"اچھا.... یہ بات ہے.... ذرا اپنا جوتا اتار کر دکھائیں"۔ انسپکٹر جمشید نے طنزیہ انداز میں کہا۔

"کیا مطلب.... جوتا اتار کر دکھاؤں.... یہ کیا بات ہوئی؟" وہ چلا اٹھا۔

"آپ جوتے کا مطلب نہیں سمجھتے؟" انہوں نے جل بھن

کر کہا۔

"کیوں نہیں.... جوتا اس چیز کو کہتے ہیں.... جو پاؤں میں پہنی جاتی ہے"۔

"شکریہ.... لہٰذا وہ چیز آپ اپنے پاؤں سے اتار کر ہمیں دکھا دیں"۔

"آخر معاملہ کیا ہے.... آپ کیوں میرا جوتا دیکھنا چاہتے ہیں؟" اس نے پریشان ہو کر کہا۔

"آپ کو اس سے کیا.... بس دکھا دیں"۔

"اچھی بات ہے.... یہ لیں"۔ اس نے دائیں پاؤں کا جوتا ...ار دیا۔

"یہ نہیں.... بائیں پاؤں کا"۔

"یہ لیں.... بائیں پاؤں کا بھی"۔ اس نے جل کر کہا۔

اب انہوں نے جوتے کو الٹ کر اس کا تلا دیکھا.... درمیان ...لی لائن کا ایک دائرہ غائب تھا۔

"یہ دیکھ رہے ہیں.... جوتے کے تلے سے ایک دائرہ غائب ...ے"۔

"تو پھر؟" اس نے حیران ہو کر پوچھا۔

"اس تلے سے فرش پر نشانات بنا کر دکھاتا ہوں آپ کو"۔ وہ ...لے۔

فرش گرد آلود تھا، انہوں نے جو نشان بنایا وہ بالکل صاف تھا۔

"یہ دیکھیں.... اس نشان میں بھی یہ دائرہ نہیں آیا"۔
"تو پھر.... اس سے کیا ہوتا ہے؟"
"اس سے یہ ہوتا ہے کہ ایک قتل ہوا تھا.... جائے واردات سے قاتل کے جوتوں کے نشانات اٹھائے گئے تھے.... ان میں ایک جوتے کا نشان بالکل ایسا تھا۔
"کک.... کیا؟" وہ پوری قوت سے چلا اٹھا۔
"اب شاید بات آپ کی سمجھ میں پوری طرح آئی ہے"۔
"نن نہیں.... نہیں.... میرا کسی قتل سے دور کا بھی تعلق نہیں"۔
"کیا یہ جوتے آپ کے نہیں ہیں"۔ انسپکٹر جمشید تیز لہجے میں بولے۔
"نہیں"۔ اس نے فوری طور پر پرسکون ہو کر کہا۔
"تب پھر یہ کس کے ہیں؟"
"سلمان آفاقی صاحب کے ہیں"۔
"تب یہ تمہارے پاؤں میں کیوں نظر آ رہے ہیں؟"
"پرانے ہونے کی وجہ سے انہوں نے یہ مجھے دے دیے ہیں"۔
"لیکن کب سے؟"
"ابھی چند دن پہلے"۔
"تب بھی مجرم آپ ہی بنے.... اس لیے کہ لاش بھی تو ایک

دن پہلے ملی ہے"۔
"نن نہیں.... نہیں"۔ وہ چلا اٹھا۔
"محمود.... تم ذرا سلمان آفاقی صاحب کو بلا لاؤ"۔
"جی اچھا"۔ اس نے کہا اور چلا گیا.... جلد ہی سلمان آفاقی وہاں پہنچ گئے.... ان کے چہرے پر حیرت ہی حیرت تھی۔
"آپ لوگ ابھی یہیں ہیں.... جب کہ میں اس خیال میں تھا کہ بہت دیر پہلے آپ جا چکے ہیں"۔
"ہم واقعی بہت دیر پہلے جانے کے لیے آپ کی کوٹھی سے باہر نکل گئے تھے.... لیکن ہمیں پھر آنا پڑ گیا"۔
"لیکن کیوں.... اور آپ کا یہاں کیا کام.... یعنی میرے ملازم کے کوارٹر میں"۔
"میں آپ کو تفصیل سناتا ہوں"۔
"شکریہ! ضرور سنائیں"۔
انہیں تفصیل سنائی گئی.... ان کی حیرت کا کیا پوچھنا.... پھر ان کی نظریں ملازم پر جم گئیں.... انہوں نے سرسراتے انداز میں کہا۔
"میں نے یہ جوتا اسے تین دن پہلے دیا تھا.... اور یہ ملازم بھی بالکل نیا ہے.... شاید ابھی سات آٹھ دن پہلے ہی میں نے اسے ملازم رکھا تھا"۔
"بہت خوب! یہ نئی بات معلوم ہوئی.... لیکن اب.... یہ صاحب قاتل ثابت ہو رہے ہیں اور ہم انہیں گرفتار کر کے لے جا

رہے ہیں.... آپ کو کوئی اعتراض تو نہیں"۔

"مم.... میں کیا کہہ سکتا ہوں"۔

"جب آپ نے انہیں ملازم رکھا تھا.... تو انہوں نے اپنا پتا تو لکھوایا ہو گا.... ایک سابقہ ریکارڈ آپ کو دکھایا ہو گا"۔

"اس نے بے روزگاری کی دکھ بھری کہانی کچھ اس انداز میں سنائی تھی.... کہ میں نے کچھ پوچھنے کی ضرورت نہ سمجھی تھی اور بس اسے ملازم رکھ لیا.... لیکن اگر یہ مجرم ہے.... تو میرا اس سے کوئی تعلق نہیں.... آپ اسے لے جائیں"۔

"آپ کو ایسا نہیں کہنا چاہیے.... میں آپ کے جوتوں کی وجہ سے پھنس رہا ہوں.... اس کا مطلب ہے.... جرم آپ نے کیا ہے اور پھنس میں گیا ہوں"۔

"جس روز میں نے جوتے تمہیں دیے.... کیا اس وقت سے یہ مسلسل تمہارے پاس نہیں ہیں"۔

"ہاں! ہیں.... پھر.... اس سے کیا ہوتا ہے؟"

"جب سے یہ مسلسل تمہارے پاس ہیں.... اسی دوران وہ قتل بتایا گیا ہے.... اور وہاں سے ان جوتوں کے نشانات ملے ہیں.... لہٰذا تم یہ الزام میرے سر نہیں تھوپ سکتے"۔ انہوں نے جلے کٹے انداز میں کہا۔

"بالکل ٹھیک آفاقی صاحب.... ہم اسے لے جا رہے ہیں.... یہ وہاں جاتے ہی فر فر اگل دے گا"۔

"اللہ اپنا رحم فرمائے"۔ ملازم نے گھبرا کر کہا۔

"اس کا نام کیا ہے جناب؟"

"اس کا نام.... تنویر خان"۔

"آؤ چلیں.... اب آپ کہانی یہاں نہیں کمرۂ امتحان میں سنائیں گے"۔

"کک.... کمرۂ امتحان.... کیا مطلب؟"

"وہیں چل کر پتا چلے گا"۔

"لیکن ابا جان.... ابھی ہم نے اس کے کمرے کی تلاشی نہیں لی"۔

"اوہ ہاں.... چلو شروع ہو جاؤ"۔

اب تلاشی کا کام شروع ہوا.... اچانک انہیں ایک ایسی چیز ملی کہ ان کی آنکھیں مارے حیرت کے اور خوف کے پھیل گئیں۔

○☆○

یہ.... یہ کیا

"یہ.... یہ کیا؟" سلمان آفاقی کے منہ سے مارے حیرت کے نکلا۔

"سونے کا لائٹر"۔

"سس.... سونے کا لائٹر.... میرے ملازم کے پاس"۔ ان کی آنکھیں اور پھیل گئیں۔

"ہاں جناب.... سونے کا لائٹر.... اس میں چند ننھے منے ہیرے بھی جڑے ہیں"۔

"کیا کہا.... ہیرے.... سونے کے لائٹر میں اور میرے ملازم کے کمرے میں.... یہ میں کیا دیکھ رہا ہوں.... کیا سن رہا ہوں؟" وہ مارے حیرت کے چلائے۔

"آپ کا ملازم اب پکا مجرم ثابت ہو گیا ہے.... کیونکہ بالکل ایسا ہی سونے کا لائٹر ہمیں لاش کے پاس سے مل چکا ہے"۔

"کیا.... نہیں"۔ وہ چلائے۔

"جی ہاں! ہمارے پاس وہ لائٹر موجود ہے.... ابھی دکھاتے ہیں.... محمود.... گاڑی میں سے وہ چیزیں نکال لاؤ.... جو لاش کے

پاس سے ملی تھیں"۔

"جی اچھا"۔ محمود نے کہا اور چلا گیا.... واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں ایک پیکٹ تھا.... اس میں سے لائٹر نکال کر ان کے سامنے رکھا گیا.... دونوں لائٹروں میں کوئی فرق نہیں تھا۔

"نن نہیں.... نہیں.... یہ.... یہ میں کیا دیکھ رہا ہوں.... تنویر خان.... یہ سب کیا ہے؟"

"میرا کام پورا ہو گیا ہے.... آپ مجھے گرفتار کر لیں"۔ تنویر خان نے کہا۔

"کیا مطلب.... تمہارا کام.... کون سا کام؟"

"چھے ماہ پہلے ایک سازش کی گئی تھی.... وہ اب مکمل ہو چکی ہے.... اسلامی ریاست کے تعلقات اس ملک کی حکومت کے ساتھ ختم ہو چکے ہیں.... اور اسلامی ریاست اب شارجستان سے صلح کر چکی ہے.... بلکہ ہر طرح اس سے تعاون کرنے کے لیے تیار ہو چکی ہے.... اور اس سارے جھنجھٹ سے ہمارا یہی مقصد تھا.... ورنہ عدنان بخاری کی لاش کو تو ہم ویسے ہی غائب کر سکتے تھے.... اس کو سرحد کے پاس پھنکوانے کی تو کوئی ضرورت ہی نہیں تھی.... اور کسی کو کانوں کان پتا تک نہ چلتا کہ وہاں ٹریننگ دینے کون گیا تھا.... چھے ماہ بعد جب عدنان بخاری واپس نہ آتا تو یہاں کی حکومت اسلامی ریاست سے رابطہ کرتی.... لیکن وہاں سے بتایا جاتا کہ کرنل عدنان بخاری فلاں پرواز سے یہاں سے جا چکے ہیں.... اب یہاں کی

حکومت معلومات کراتی تو پتا چلتا.... درمیان میں جہاز جس ملک میں رکتا ہے.... کرنل بخاری وہاں اتر گئے تھے.... اس کے بعد وہ کہاں گئے.... یہ کسی کو پتا نہیں.... اب وہ ملک شارجستان کا سب سے بڑا دوست ہے.... وہاں کی حکومت نقلی کرنل کو بھلا شارجستان تک کیوں خیریت سے نہ بھجواتی.... اس طرح یہ معاملہ بہت آسانی سے دفن ہو جاتا.... یہاں کی حکومت عدنان بخاری کو ڈھونڈتے ڈھونڈتے تھک جاتی، آخر کیس دفتر داخل کر دیا جاتا.... قصہ ختم.... لیکن ہماری حکومت نے سوچا.... اس ساری سازش سے ہم ڈبل فائدہ کیوں نہ اٹھائیں.... چنانچہ لاش کو سرحد کے پاس پھینک دیا گیا.... اور پھر اس کی فائل کو غائب کر دیا گیا.... اس طرح فائل سلمان آفاقی صاحب کے پاس پہنچا دی گئی"۔

"ان کے پاس کیوں؟"

"یہ سیدھے سادے آدمی ہیں.... ہر قسم کی الجھن سے بچنے کے لیے ان کو چنا گیا.... اور پھر جب کرنل عدنان کی واپسی کا وقت آیا تو مجھے بطور ملازم یہاں بھیج دیا گیا.... تاکہ میں معاملے کو کنٹرول کر سکوں.... یہ میں ہی تھا جس نے ڈاکیے سے ملاقات کی.... اس کے بعد انسپکٹر جاسی کو قتل کیا.... یہ ہے کل کہانی.... اب میں گرفتاری کے لیے حاضر ہوں"۔

"او کے.... لیکن تم نے اپنا تعارف نہیں کرایا"۔

"میں ہوں شارجستان کا ایجنٹ.... گوبند جان"۔

"لے چلو بھئی اسے.... باقی کی تفتیش اس سے ہم اپنے دفتر میں کریں گے"۔

"جی.... لے کون چلے.... یہاں انکل اکرام کہاں ہیں"۔ فاروق نے چونک کر کہا۔

"اوہ! میں تو بھول ہی گیا.... خیر.... ابھی بلاتا ہوں اسے"۔

گوبند جان کو اکرام کے حوالے کر کے اور ہدایات دے کر وہ گھر آ گئے۔

"کیا یہ کیس ختم ہو گیا ہے ابا جان؟"

"نہیں"۔ وہ بولے۔

"تب پھر.... اب اس میں کیا کسر رہ گئی ہے؟"

"ایک الجھن باقی ہے.... صدر صاحب نے جب آئی جی صاحب کو فون کیا تھا کہ آ کر ان سے ایک فائل وصول کر لیں.... تو یہ فون اصل آئی جی صاحب نے نہیں سنا تھا.... بلکہ جعلی آئی جی صاحب نے سنا تھا.... جس کا انتظام اس نے پہلے سے کر رکھا تھا.... چنانچہ وہ گیا تھا اور صدر سے فائل لے آیا تھا.... گویا وہ شخص میک اپ کا ماہر تو ہے ہی.... آواز کی نقل کرنے کا بھی زبردست ماہر ہے.... کیا ایسا نہیں ہے؟"

"بالکل ایسا ہی ہے"۔

"اب اگر یہ شخص آئی جی صاحب کی آواز کی کامیاب نقل اتار کر سنا دے تو ہم اسے اپنا مجرم مان سکتے ہیں.... ورنہ نہیں....

دوسری صورت میں اصل مجرم نے اسے چارے کے طور پر استعمال کیا ہے"۔

"تب پھر آپ نے اسی وقت اس کے منہ سے آئی جی صاحب کی آواز کیوں نہ سن لی"۔

"میں نے سوچا.... پہلے وہ حوالات پہنچ جائے.... پھر یہاں سے تفتیش شروع کریں گے"۔

"او کے.... تب پھر اب فون پر سن لیں"۔

"ہاں! ٹھیک ہے"۔

یہ کہ کر انہوں نے اکرام کو فون کیا.... اس کی آواز سن کر بولے۔

"بھئی اکرام.... ذرا ہمارے نئے شکار سے فون پر بات کرانا"۔

"اچھی بات ہے سر"۔ اس نے کہا۔

پھر فون پر اس کی آواز سنائی دی۔

"گوبند جان بات کر رہا ہوں جناب.... کیا حکم ہے؟"

"اگر اس کیس کے تم مجرم ہو.... تو ہمارے آئی جی شیخ نثار احمد کی آواز منہ سے نکال کر دکھاؤ.... میرا مطلب ہے.... ان کی آواز میں بات کرو"۔

"جی اچھا.... فرمائیے آپ مجھ سے کیا چاہتے ہیں؟"

اس نے یہ الفاظ آئی جی صاحب کی آواز میں ادا کیے.... اور وہ دھک سے رہ گئے.... کیونکہ اس قدر کامیاب نقل تو شاید وہ بھی

نہیں اتار سکتے تھے۔

"مان گیا بھئی.... خیر.... ہم تم سے ملاقات کرنے کے لیے آ رہے ہیں.... تم تو کمال کے آدمی ہو"۔

"ابھی آپ کو میرے کمالات کا اندازہ نہیں.... جب ملاقات کریں گے.... تب اندازہ ہو گا"۔ وہ ہنسا۔

"اسی لیے تو آ رہے ہیں"۔

"ضرور.... ضرور.... تشریف لائیں"۔

"فون اکرام کو دے دیں"۔

"یہ لیں جناب.... اپنے آفیسر سے بات کر لیں"۔

فوراً ہی اکرام کی آواز سنائی دی۔

"اکرام.... اس کا پوری طرح خیال رکھنا.... یہ کوئی بہت بڑا چلتا پرزہ ہے"۔

"او کے سر.... آپ فکر نہ کریں"۔ اکرام کی آواز سنائی دی۔

انسپکٹر جمشید بہت زور سے اچھلے.... ان کی آنکھوں میں خوف دوڑ گیا.... تاہم انہوں نے خود پر قابو پاتے ہوئے کہا۔

"شکریہ"۔ ساتھ ہی انہوں نے فون بند کر دیا۔

اور فون بند کرتے ہی آندھی اور طوفان کی طرح باہر کی طرف دوڑے۔

"ارے ارے.... کیا ہوا آپ کو؟"

"اکرام خطرے میں ہے.... میں رک نہیں سکتا"۔

اور پھر واقعی جب تک وہ باہر نکلتے.... ان کی کار دور جا چکی تھی.... اب وہ خان رحمان کی گاڑی پر بیٹھے اور پوری رفتار سے دفتر کی طرف روانہ ہوئے۔

"حیرت ہے.... کمال ہے.... یہ اچانک کیا ہوا.... انکل اکرام نے تو پرسکون آواز میں بات کی تھی.... اور ابھی صرف اتنا ہی کہا تھا.... او کے سر.... آپ فکر نہ کریں.... پھر انہیں یکایک کس طرح معلوم ہو گیا.... کہ وہ خطرے میں ہیں"۔ محمود نے جلدی جلدی کہا۔

"اوہ ہاں.... میں سمجھ گئی"۔ فرزانہ چلائی۔

"چلانے کی بجائے.... یہ بتاؤ.... تم کیا سمجھ گئیں"۔

"انکل اکرام او کے سر نہیں کہتے.... لیس سر کہتے ہیں.... یہ ان کی عادت ہے.... شاید ہی کبھی بھول سے او کے سر کہا ہو انہوں نے"۔

"اوہ ہاں! یہ تو ہے.... اس کا مطلب ہے.... او کے سر کہنے والا کوئی اور تھا"۔

"ہاں! وہ وہی ہمارا پراسرار مجرم تنویر خان تھا"۔ فرزانہ نے کہا۔

"ارے باپ رے.... تب تو معاملہ واقعی سنگین ہے"۔

"اللہ اپنا رحم فرمائے"۔ خان رحمان نے پریشان ہو کر کہا۔

پھر وہ دفتر پہنچ گئے.... انسپکٹر جمشید اپنے دفتر میں انہیں بت بنے بیٹھے نظر آئے۔

"انکل اکرام خیریت سے تو ہیں؟"

"اوہ ہاں.... اس نے انہیں صرف بے ہوش کیا تھا.... سر پر ک ہاتھ مار کر"۔

"سر پر ہاتھ مار کر"۔ ان کے منہ سے نکلا۔

"ہاں! سر پر ہاتھ مار کر.... اکرام اب ہوش میں ہے.... میرا طلب ہے.... ہسپتال میں"۔

"اوہ.... انہیں ہسپتال بھی بھیج دیا گیا"۔

"اور میں کیا کرتا.... اکرام حوالات میں بے ہوش ملا تھا"۔

"اور تنویر خان"۔

"وہ غائب ہے"۔

"لیکن کیسے.... اسے فرار ہونے سے کیوں روکا نہیں جا سکا"۔

"اسے تو صدر صاحب سے فائل حاصل کرنے سے نہیں روکا جا سکتا تھا"۔

"جی.... کیا مطلب؟"

"جب صدر صاحب نے آئی جی صاحب کو فون کیا تھا کہ آکر مجھ سے فائل G-23 لے جائیں.... تو کیا وہ پہنچ سکے تھے ان کے پاس.... نہیں.... بلکہ وہ پہنچا تھا"۔

"آپ کا مطلب ہے.... تنویر خان"۔

"ہاں! تنویر خان"۔

"حیرت ہے.... کمال ہے.... آخر یہ سب کیا ہے.... یہ تنویر خان آخر کون ہے؟"

"یہ وہ ہے.... جس نے یہ سارا جال ترتیب دیا تھا.... اسی نے فائل ضائع نہیں کرنے دی تھی.... اسی نے پروگرام بنایا تھا کہ فائل کو چھے ماہ تک محفوظ رکھا جائے.... اور کسی ایسے آدمی کے پاس محفوظ رکھا جائے.... جو موم کی ناک ہو.... یعنی اس سے کوئی پریشانی نہ ہو.... چنانچہ سلمان آفاقی کا نام تجویز کیا گیا"۔

"لیکن تنویر خان تو ابھی چند دن پہلے وہاں ملازم ہوا ہے"۔

"وہ تو موجودہ صورت حال کو سنبھالنے کے لیے آیا تھا.... یعنی اس نے پہلے ڈاکیے کے ذریعے فائل حاصل کی.... اس غریب کو قتل کیا.... تاکہ سنسنی پھیلے اور معاملہ اسلامی ریاست کی نظروں میں حد درجے سنگین ہو جائے.... اور اس سے ہمارے تعلقات ختم ہو جائیں"۔

"اف مالک.... لیکن یہ بات تو اب بھی ہمارے حلق سے نہیں اتر رہی"۔ محمود نے کہا۔

"کون سی بات؟"

"وہ ہمارے دفتر کی حوالات سے فرار کس طرح ہو گیا.... کیا انکل اکرام اتنے ہی اناڑی ہیں؟" وہ جلدی سے بولا۔

"نہیں.... وہ اناڑی نہیں ہے.... لیکن اسے اس کے بارے میں کچھ معلوم نہیں تھا.... اور یہ ہماری غلطی ہے کہ اسے کچھ بتایا

[...]نہیں.... بتایا بھی تو اس وقت جب وہ حوالات میں اس کے نزدیک [...]وجود تھا"۔

"تب پھر.... آخر وہ دفتر کی حوالات سے کیسے فرار ہو گیا.... [...]لیے اس نے انکل اکرام کو تو بے ہوش کر دیا تھا.... حوالات کے [...]روازے پر بھی تو دو عدد پہرے دار موجود ہوتے ہیں.... اور جب [...]نویر خان کو لایا گیا ہو گا.... تو ان دونوں نے اسے غور سے دیکھا ہو [...]... یہ کیسے ممکن ہے.... کہ وہ نکل رہا ہو اور دونوں اسے نہ [...]روکیں.... آپ نے ان سے پوچھا؟" فرزانہ بے تابانہ انداز میں کہتی [...]چلی گئی۔

"ہاں! میں نے ان سے پوچھا تھا"۔ وہ مسکرائے۔

"پھر انہوں نے کیا جواب دیا؟"

"ان کا بیان اور زیادہ چکرا دے گا تمہیں"۔

"اور.... وہ کیا ہے؟"

"یہ کہ تنویر خان ان کے سامنے نکل کر تو گیا ہی نہیں.... اگر [...]نکلتا تو وہ ضرور حرکت میں آتے.... یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ وہ کسی [...]رام کو فرار ہوتے آنکھوں سے دیکھیں اور کچھ بھی نہ کریں"۔

"پھر.... کیا.... وہ کسی اور راستے سے فرار ہوا؟" فاروق [...]نے بوکھلا کر کہا۔

"نہیں.... وہ ان کی آنکھوں کے سامنے سے نکل کر گیا [...]"۔

"کیا مطلب؟"

"دونوں پہرے داروں کا بیان ہے کہ اکرام صاحب آئے تھے.... انہوں نے ان کے لیے حوالات کا دروازہ کھولا تھا اور خود دروازے پر چلے گئے تھے.... اس کے بعد اکرام صاحب واپس پلٹے.... اور جاتے ہوئے کہہ گئے کہ دروازے کو انہوں نے تالا لگا دیا ہے.... لہٰذا انہوں نے حوالات میں جھانکنے کی ضرورت بھی نہیں سمجھی.... جہاں اکرام بے ہوش پڑا تھا"۔

"کیا مطلب؟"

وہ زور سے اچھلے.... آنکھیں پھیل گئیں اور منہ کھلے کے کھلے رہ گئے۔

○☆○
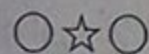
چیلنج

وہ ٹکر ٹکر ان کی طرف دیکھ رہے تھے.... مارے حیرت کے کا اب تک برا حال تھا.... آخر کافی دیر بعد فرزانہ نے سرسراتی از میں کہا۔

"آپ.... آپ کا مطلب ہے.... اباجان.... وہ نگران تھا؟"

"ہاں! اس کے سوا کیا کہا جا سکتا ہے.... واقعات کا شروع سے کر اب تک کا جائزہ لینے پر یہی بات ثابت ہوتی ہے کہ آئی جی ثار احمد خان صاحب کے میک اپ میں فائل اسی نے حاصل کی "۔

"لیکن ایسا تو چھ ماہ پہلے ہوا تھا"۔

"ہاں.... تو فائل ان سے حاصل کرنے اور آگے انسپکٹر جاسی ذریعے سلمان آفاقی تک پہنچا کر وہ واپس چلا گیا.... اس کام میں وقت ہی کتنا لگا ہو گا.... چھ ماہ بعد یہ اس وقت واپس آیا جب ن بخاری کی واپسی کا وقت ہو گیا.... اور انہیں اپنی سازش کو کرنا تھا"۔

"اف مالک.... تب تو وہ نکل گیا ہاتھ سے"۔

"ہاں! اور مجھے اس کا ہمیشہ افسوس رہے گا.... کاش یہ بات
مجھے اسی وقت معلوم ہو جاتی.... جب ہم سلمان آفاقی کی کوٹھی میں
اس سے باتیں کر رہے تھے"۔

"اوہ.... ہاں.... واقعی.... لیکن اب کیا ہو سکتا ہے؟"

"کچھ نہیں.... کچھ نہیں.... ہم یہ کیس ہار گئے.... ساری
بازی چت ہو گئی.... اسلامی ریاست سے تعلقات بھی خراب ہو
گئے.... اپنا آدمی عدنان بخاری بھی ہم گنوا بیٹھے.... اور یہی بگران کا
کمال ہے.... وہ نہایت انوکھے انداز میں کیس میں داخل ہوتا ہے....
ہمیں سوچنے سمجھنے کی مہلت نہیں دیتا اور اپنا کام کرتا چلا جاتا
ہے"۔

"میرا تو دل بیٹھا جا رہا ہے"۔ فرزانہ نے درد بھری آواز میں
کہا۔

"حوصلہ رکھو.... اور اب ہم ہسپتال چلتے ہیں.... ہمیں اکرام
کی مزاج پرسی تو کرنا چاہیے"۔ وہ مسکرائے۔

"اوہ ہاں واقعی"۔ پروفیسر داؤد جلدی سے بولے۔

وہ ہسپتال پہنچے.... اکرام نے اداس انداز میں مسکرا کر ان کا
استقبال کیا.... اور بولا۔

"مجھے افسوس ہے.... میری وجہ سے تنویر خان نکل جانے
میں کامیاب ہو گیا"۔

"تمہاری وجہ سے نہیں اکرام.... ہماری وجہ سے"۔ وہ

مسکرائے۔

"جی.... یہ کیا بات ہوئی؟"

"میں نے تمہیں خبردار نہیں کیا تھا.... اور سچ تو یہ ہے کہ
میں نے بھی اسے اسی وقت پہچانا.... جب اس نے تمہیں بے ہوش
کر دیا اور فون پر مجھ سے کہا تھا.... او کے سر.... اس او کے سر سے
میں نے فوراً" اندازہ لگا لیا کہ اب اکرام نے بات نہیں کی.... لہٰذا
میں دوڑ پڑا.... لیکن تیر کمان سے نکل چکا تھا"۔

"اسی پر مجھے حیرت ہے.... آخر حوالات کے پہرے داروں
نے اسے کیوں نہیں روکا"۔ اکرام پھٹ پڑا۔

"اس لیے اکرام کہ ان کے سامنے سے تنویر خان نہیں اکرام
گزرا تھا"۔

"جی.... کیا کہا آپ نے.... ان کے سامنے سے اکرام گزرا
تھا.... گویا اس نے میرا میک اپ کر لیا تھا.... لیکن یہ کیسے ممکن
ہے.... کوئی شخص اتنے مختصر سے وقت میں دوسرے کا حلیہ کس
طرح اپنا سکتا ہے؟" اس نے بوکھلا کر کہا۔

"میں بھی یہی کہتا ہوں.... لیکن اکرام دنیا میں ایک شخص تو
کم از کم ایسا ہے"۔

"جی.... ایک شخص ایسا ہے.... یعنی کس قدر جلد حلیہ تبدیل
کر سکتا ہے"۔

"ہاں بالکل"۔

"لیکن وہ کون ہے؟"

"حیرت ہے اکرام.... تم ابھی تک نہیں سمجھے"۔ وہ مسکرائے۔

"اوہ.... اوہ.... آپ کا مطلب ہے.... وہ.... وہ بگران تھا"۔ اکرام چلا اٹھا۔

"بہت دیر سے سمجھے"۔

"ارے باپ رے.... تب تو میں بچ گیا"۔

"اس نے خود تم پر ہلکا وار کیا.... ورنہ وہ چاہتا تو تمہیں اس وقت موت کے گھاٹ اتار سکتا تھا"۔

"یا اللہ تیرا شکر ہے"۔ اکرام نے گھبرا کر کہا۔

اور وہ مسکرانے لگے.... پھر وہ ہسپتال سے گھر آگئے.... ایسے میں فون کی گھنٹی بجی۔

"ارے باپ رے"۔ فاروق بوکھلا اٹھا۔

"کیوں.... کیا ہوا؟"

"مجھے اس فون سے خوف محسوس ہو رہا ہے؟"

"کوئی بات نہیں.... ہو رہا ہے تو ہوتا رہے.... خوف محسوس ہونا صحت کے لیے برا نہیں"۔ محمود نے منہ بنایا۔

"اوہو.... پہلے فون تو سن لیا جائے"۔ خان رحمان نے جھلا کر کہا۔

انسپکٹر جمشید نے مسکراتے ہوئے فون کا بٹن دبا دیا.... اب وہ

سب فون پر ہونے والی بات سن سکتے تھے.... بٹن دباتے ہی آواز ابھری۔

"ہیلو انسپکٹر جمشید؟"

"جی.... بات کر رہا ہوں"۔ انہوں نے فوراً کہا.... آواز انجانی تھی۔

"کیسی رہی پھر؟" اس بار بگران کی آواز سنائی دی۔

"اوہ.... تو یہ آپ ہیں.... گویا آپ ابھی ہمارے ملک میں ہی ہیں"۔

"یہی بتانے کے لیے فون کیا ہے"۔

"کیا مطلب؟" وہ چونکے۔

"یہ کہ میں ابھی یہیں ہوں.... اگرچہ میرا کام ختم ہو چکا ہے.... اس بار منصوبہ میرے ہاتھ رہا.... آپ کو مکمل طور پر شکست ہوئی.... لیکن میں آپ کو ایک موقع دینا چاہتا ہوں.... دھو سکتے ہیں تو اس شکست کا داغ دھو لیں"۔ اس کی آواز سے حد درجے شوخی ٹپک رہی تھی۔

"کیا.... کہنا چاہتے ہیں؟" انہوں نے الجھن کے عالم میں کہا۔

"اگر آپ مجھے گرفتار کر لیں.... تو اسلامی ریاست کو اس ساری سازش کا یقین دلا سکتے ہیں"۔

"اوہ.... اوہ"۔ وہ اچھلے۔

"لہٰذا آئیں.... کوشش کریں.... اور مجھے گرفتار کر لیں"۔

"لیکن آپ ہمیں ایسا موقع کیوں دینا چاہتے ہیں؟" ان کے لہجے میں زمانے بھر کی حیرت تھی۔

"میں نے سنا ہے.... آپ لوگ جیرال کی بہت تعریف کرتے ہیں.... یہ کہ وہ بہت اصول پسند انسان تھا.... بہت دلیر تھا، بہادر تھا.... اپنے اصولوں سے پیچھے نہیں ہٹتا تھا.... بزدل نہیں تھا.... چھپ کر وار نہیں کرتا تھا.... دھوکے سے وار نہیں کرتا تھا.... اس کا ہر وار اعلانیہ ہوتا تھا.... وغیرہ وغیرہ"۔ وہ یہاں تک کہہ کر رک گیا۔

"جی ہاں! یہ تو ہے.... آج تک ہم نے اس جیسا بااصول شخص نہیں دیکھا.... اصول پر ڈٹ جانا، اس کی عادت تھی"۔

"تب میں آپ لوگوں کو آج جیرال کی یاد تازہ کرانا چاہوں گا.... میں یہاں موجود ہوں.... آپ آئیں.... اور مجھے شکست دے کر دکھائیں.... اگر آپ لوگوں نے مجھے شکست دے دی تو میں اسلامی ریاست کو ساری کہانی سچ سچ سنا دوں گا"۔

"لل.... لیکن.... آپ کو بھلا ایسا کرنے کی کیا ضرورت ہے.... آپ کو اندازہ ہے.... آپ کی شکست کی صورت میں یہ ساری فتح آپ کی دھری کی دھری رہ جائے گی"۔

"پروا نہیں.... مجھ میں شاید جیرال کی روح آگھسی ہے.... ورنہ میں تو کب کا فرار ہو گیا تھا"۔

"ارے باپ رے.... کیا کہا آپ نے.... آپ میں جیرال کی

روح آگھسی ہے"۔

"اور میں کیا کہہ سکتا ہوں.... عقل مندی کا تقاضا یہ تھا کہ میں چپ چاپ یہاں سے انشارجہ چلا جاتا.... یہ میرے بائیں ہاتھ کا کھیل تھا.... لیکن میرا ذہن نہ مانا.... ذہن نے کہا.... انسپکٹر جمشید مکمل طور پر بے خبری میں مارے گئے.... مزا تو تب ہے.... بتا کر انہیں مارا جائے.... شکست دی جائے.... لہٰذا اس مقابلے میں میری شکست کی صورت میں تو آپ اپنا کھویا ہوا نقصان پورا کر سکیں گے.... اسلامی ریاست پھر سے آپ کی حکومت کی دوست ریاست بن جائے گی.... دوسرے یہ کہ مجھے اندازہ ہو جائے گا.... میں آپ لوگوں کے مقابلے میں کتنے پانی میں ہوں"۔

"اوہ.... اوہ"۔ انہوں نے حیران ہو کر کہا۔

"کیوں.... ہو گئے نا حیران"۔ وہ ہنسا۔

"ہاں.... ہو گئے"۔

"ابھی اور ہوں گے.... جب آمنے سامنے ہوں گے"۔

"اچھی بات ہے.... آپ ہمیں کہاں ملیں گے"۔

"میں اس وقت اکبر مارکیٹ میں کسی جگہ موجود ہوں.... آ کر مجھے تلاش کر لیں .... اور تلاش کرنے میں کامیاب ہو جائیں تو مجھ سے مقابلہ کر لیں"۔

"لیکن اکبر مارکیٹ تو بہت لمبی چوڑی ہے؟" انہوں نے گھبرا کر کہا۔

"اب میں اس سے زیادہ آسانی آپ کے لیے پیدا نہیں کر سکتا.... آسکتے ہیں تو آجائیں.... تلاش کر سکتے ہیں تو کرلیں.... ایسا موقع دشمن کو کوئی بے وقوف ہی دے سکتا ہے"۔

"لیکن آپ بے وقوف نہیں ہیں.... اس پروگرام کا بھی کوئی مقصد ہے"۔

"تب پھر پہلے مقصد تلاش کرلیں"۔ اس نے برا مان کر کہا۔

"آپ ناراض ہو گئے.... بری بات ہے"۔ انسپکٹر جمشید مسکرائے۔

"تو پھر کیا فیصلہ کیا ہے"۔

"ہم آرہے ہیں.... آپ کو پہلے تلاش کریں گے، پھر مقابلہ کریں گے۔ انہوں نے فیصلہ سنایا۔

"واہ.... یہ ہوئی نا بات.... آپ ہیں بہادر.... یہ بات ماننا پڑے گی"۔

"شکریہ آپ نے کوئی بات تو مانی.... ہم آرہے ہیں"۔

"میں انتظار کر رہا ہوں"۔

اور پھر وہ اکبر مارکیٹ پہنچ گئے.... یہ ایک بہت بڑا کاروباری مرکز تھا.... اس میں ہر طرف بلند و بالا اور وسیع شاپنگ پلازے تھے.... ہر وقت کروڑوں کے سودے ہوتے تھے.... انہوں نے پہلے کار میں پوری مارکیٹ کا ایک چکر لگایا.... کہیں بگران کے آثار نظر نہ آئے۔

"آخر ہم اسے کس طرح تلاش کریں گے"۔ فاروق پریشان ہو گیا۔

"عقل کے ذریعے.... ذرا بتانا تو بگران کی خاص خاص عادات کیا ہیں"۔ فرزانہ مسکرائی۔

"خاص خاص عادات"۔ فاروق نے گھبرا کر کہا۔

"ہاں! خاص خاص عادات"۔

"بگران سے پوچھ کر بتاؤں گا"۔

"حد ہو گئی.... ہے کوئی تک"۔ فرزانہ نے بھنا کر کہا۔

"میں اس کی ایک خاص عادت سے واقف ہوں.... ہر تین چار منٹ بعد اپنی ناک کو ضرور مسلتا ہے"۔ محمود مسکرایا۔

"اب اس پورے کاروباری سنٹر میں کتنے لوگوں پر ہم نظریں جما کر بیٹھیں گے.... کہ کون ان میں سے اپنی ناک ہر تین چار منٹ بعد مسلے اور ہم اس کے پاس جا کر نہایت ادب سے عرض کریں.... معاف کیجئے گا جناب! ہم نے آپ کو پہچان لیا.... آپ ہی بگران ہیں"۔ فاروق نے جلے کٹے انداز میں کہا۔

وہ مسکرانے لگے.... بات اس کی بھی درست تھی.... چنانچہ انسپکٹر جمشید نے کہا۔

"نہیں بھئی.... یہ عادت نہیں چلے گی.... یہ عادت تو اور کئی انسانوں کو بھی ہو سکتی ہے.... کوئی خاص عادت.... جو دوسروں میں نہ پائی جاتی ہو"۔

"اب ایسی عادت ہم کہاں سے لائیں اباجان"۔ فاروق نے
بوکھلا کر کہا۔

"ایک بات میں بتا سکتا ہوں ایسی"۔ پروفیسر داؤد کی آواز نے
انہیں چونکا دیا۔

"چلئے شکر ہے.... آپ تو ضرور کام کی بات بتائیں گے"۔
محمود نے خوش ہو کر کہا۔

"ان شاء اللہ"۔ پروفیسر بولے۔

"اوہ ہاں.... واقعی.... ان شاء اللہ تو مجھے کہنا چاہیے تھا"۔
محمود شرمندہ ہو گیا۔

"نگران کی وہ عادت میں نے بہت غور سے نوٹ کی ہے....
اور شاید اس عادت کا خود اسے بھی احساس ہے نہ ہو.... ہے نا مزے
کی بات"۔

"یہ تو پروفیسر صاحب.... کچھ زیادہ ہی مزے کی نکل آئی"۔
خان رحمان نے حیران ہو کر کہا۔

"لیکن وہ ہے کیا.... آپ بتائیں گے کب؟" فاروق نے بے
چین ہو کر کہا۔

"باتیں کرتے ہوئے وہ اپنی دائیں ہاتھ کی پہلی انگلی جسے ہم
شہادت کی انگلی کہتے ہیں.... اور جس سے ہم نماز میں التحیات پڑھتے
ہوئے اشارہ کرتے ہیں.... کو میز پر تین بار ضرور بجاتا ہے.... میرا
مطلب ہے.... ہر بار نہیں .... ہر بات پر نہیں.... جب اپنے خیال

میں کوئی زوردار بات کرتا ہے.... تب.... جیسے ہم میز پر ہاتھ مار
ڈالتے ہیں.... یا اچھل کر سیدھے ہو جاتے ہیں.... وہ ایسا کرتا ہے"۔

"لیکن انکل.... یہ تو اور مشکل بات ہو گئی"۔ فاروق بوکھلا
اٹھا۔

"وہ کیسے؟"

"اب اتنے ہجوم میں سے کیسے ایسے شخص کو تلاش کریں....
جو کسی زوردار بات پر اپنی انگلی تین بار بجائے"۔

وہ ایک بار پھر مسکرا دیے۔

"یہ واقعی ایک مسئلہ ہے، لیکن اس مسئلے کا حل بھی عقل
کے ذریعے ممکن ہے.... پہلے غور کرتے ہیں.... وہ یہاں کہاں بیٹھا ہو
گا.... یا کھڑا ہو گا.... دیکھیں وہ کسی ایسی جگہ بیٹھا ہو گا.... جہاں سے
اس پوری مارکیٹ پر نظر دوڑائی جا سکے.... ذرا غور کریں.... ایسی
جگہ یہاں کون سی ہو سکتی ہے"۔ انہوں نے جلدی جلدی کہا۔

اب ان سب نے ادھر ادھر نظریں دوڑائیں.... آخر پروفیسر
داؤد کی نظریں ایک دو منزل عمارت کی اوپر والی منزل پر جم گئیں....
اس عمارت کی پیشانی پر لکھا تھا.... انشارجہ ریسٹورنٹ۔

"ہو نہ ہو.... وہ اس ریسٹورنٹ میں بیٹھا ہے.... کیونکہ اس
کی دیواریں شیشے کی ہیں.... اب اگر کوئی شخص دیوار کے ساتھ اندر
بیٹھا ہے.... تو وہ اس پوری مارکیٹ پر نظریں دوڑا سکتا ہے.... اور ہو
سکتا ہے.... بلکہ ہو سکتا ہے نہیں.... میں یقین سے کہ سکتا ہوں....

وہ اس وقت ہم پر نظریں جمائے ہوئے ہو.... لیکن اس جگہ سے ہم شیشے کے دوسری طرف نہیں دیکھ سکتے.... یہ بھی ہو سکتا ہے.... یہ شیشے ایسے ہوں کہ ان میں سے صرف ایک طرف سے دیکھا جا سکتا ہوں"۔

"اوہ ہاں! آپ کا خیال سو فیصد درست لگتا ہے.... اس سے بہتر جگہ اس مارکیٹ میں بگران کے لیے نہیں ہو سکتی"۔

"ایسے میں ایک بات پر مجھے حیرت ہو رہی ہے"۔ فرزانہ نے گویا اعلان کیا۔

"تو کرتی رہو محسوس.... روکا کس نے ہے؟"

"بھئی سن تو لو.... وہ حیرت ہے کیا.... کس بات پر ہے.... یا کیوں ہے؟" محمود نے جلدی جلدی کہا۔

"او کے.... چلو بتاؤ بھئی"۔ فاروق نے کندھے اچکائے۔

"اس بار بگران کے ساتھ شارا نظر نہیں آئی"۔

"بگران ہمیں اب تک کب نظر آیا ہے.... پہلی بار اس سے ملاقات سلمان آفاقی کے ملازم کے روپ میں ہوئی ہے.... ہو سکتا ہے.... شارا بھی اس کے ساتھ ہو.... آؤ چلیں.... یہ وقت یہ سوچنے کا نہیں کہ شارا اس کے ساتھ ہے یا نہیں"۔ انسپکٹر جمشید نے جلدی جلدی کہا اور انشارجہ ریسٹورنٹ کی طرف بڑھے۔

وہ اوپر آئے اور ریسٹورنٹ میں داخل ہو گئے.... اندر چند میزیں خالی تھیں وہ شیشے کی دیوار سے دور ہی بیٹھ گئے.... ہال میں

یٹھے سب لوگوں کا غور سے جائزہ اسی جگہ سے لیا جا سکتا تھا.... اور پھر جائزہ شروع ہوا.... دیوار کے پاس صرف تین آدمی بیٹھے تھے.... وہ چائے پینے میں مصروف تھے.... اور چونکہ الگ الگ بیٹھے تھے.... لٰذا انگلی بجانے کا موقع تو آ نہیں سکتا تھا"۔

"پروفیسر صاحب کی بتائی ہوئی خاص عادت تو یہاں کام نہیں ے گی"۔

"پہلے یہ تو اندازہ لگا لیا جائے.... کہ ان تین میں سے کوئی بگران ہو سکتا ہے یا نہیں.... اس کا ڈیل ڈول تو ہمیں معلوم ہی ہے"۔ محمود نے کہا۔

"ہاں.... وہ سب سے آخر میں شیشے والی عینک لگائے جو شخص بیٹھا ہے.... میرا خیال ہے، وہی بگران ہے۔ انسپکٹر جمشید نے دبی آواز میں کہا۔

"تو میں پھر جا کر اس باتیں شروع کرتا ہوں"۔ فاروق سکرایا۔

"اوہ ہاں! تم یہ کام بخوبی کر سکو گے"۔ انسپکٹر جمشید سکرائے۔

فاروق اٹھا اور آہستہ آہستہ اس کی میز کی طرف بڑھنے لگا.... دیک پہنچ کر اس نے نرم اور بااخلاق آواز میں کہا۔

"اگر آپ کو کوئی اعتراض نہ ہو تو میں یہاں بیٹھ جاؤں؟"

اس نے چونک کر اس کی طرف دیکھا.... جیسے کسی گہری سوچ

سے چونکا ہو.... پھر اس نے ایک نظر ڈالتے ہوئے اس سے کہا۔
"یہاں اور کئی میزیں خالی ہیں.... آپ ان میں سے کسی پر
کیوں نہیں بیٹھ جاتے"۔
"اس کی ایک وجہ ہے.... اور وجہ میں آپ کو کھڑے کھڑے تو
بتا نہیں سکتا"۔
"اوہ.... گویا آپ کو بیٹھنے کی اجازت دینا ہی ہو گی.... مجبوری
ہے پھر تو.... تشریف رکھیں"۔ اس نے مسکرا کر کہا۔
فاروق نے بغور اس کی طرف دیکھا اور پہلا خیال اسے یہی
آیا کہ یہ شخص بگران تو کسی طرح بھی نہیں ہو سکتا۔
"ہاں! اب کہیے"۔
"ہم میں.... دراصل ایک شرط لگی ہے"۔
"ہم میں.... نہیں تو.... میں نے تو کوئی شرط نہیں لگائی آپ
سے، میں تو آپ کو جانتا تک نہیں"۔ اس نے حیران ہو کر کہا۔
"آپ غلط سمجھے"۔
"تو آپ ٹھیک سمجھا دیں نا"۔ وہ مسکرایا۔
"ہاں ضرور.... کیوں نہیں"۔ اس نے کہا، پھر بولا۔
"میں اپنی بہن اور بھائی کی بات کر رہا ہوں.... وہ اس طرف
دیکھیے.... وہاں بیٹھے ہیں"۔
"اوہ اچھا"۔ اس نے ان کی میز پر نظر دوڑائی۔
"ہاں تو شرط.... بلکہ اس کو شرط نہیں کہا جا سکتا.... ہمارے

درمیان دراصل آپ کے بارے میں گفتگو ہوئی ہے.... ہم میں سے
ایک دو کا خیال ہے کہ آپ فلاں صاحب ہیں.... جب کہ باقی کا
خیال ہے کہ نہیں.... آپ وہ صاحب نہیں ہو سکتے"۔
"آخر آپ لوگوں کو میرے بارے میں یہ باتیں سوچنے کی کیا
ضرورت پیش آ گئی؟" اس کے لہجے میں حیرت تھی۔
"جی بس.... اب ضرورت کی کیا بتاؤں.... ضرورت تو ایجاد کی
ماں ہوتی ہے نا"۔
"حد ہو گئی.... آپ کیسی باتیں کر رہے ہیں"۔ اس نے بھنا
کر کہا۔
"معاف کیجیے.... میں واقعی اوٹ پٹانگ باتیں کہہ گیا.... خیر
چھوڑیں.... اور یہ بتائیں.... آپ وہ ہیں یا نہیں"۔
"کیا مطلب.... یہ کیا بات ہوئی.... میں وہ ہوں یا
نہیں.... یہ کیا بات ہوئی؟" وہ چونکا۔
"میرا خیال ہے.... آپ وہ ہرگز نہیں ہیں.... لیکن میں آپ
کا اپنا خیال آپ کے بارے میں جاننا چاہتا ہوں"۔
"آپ تو مجھے کوئی پاگل لگتے ہیں"۔
"چلیے آپ نے میرے بارے میں اپنی رائے کا اظہار کر دیا،
میں نے برا نہیں مانا.... اب آپ اپنے بارے میں بتائیں"۔
"دیکھو یہاں میں ریسٹورنٹ کی انتظامیہ سے کہہ کر پولیس کو
بلوا سکتا ہوں.... اس نے آنکھیں نکالیں۔

"وہ کس لیے جناب.... میں نے کیا جرم کیا ہے؟"

"آپ مجھے پریشان کرنے پر تلے ہیں.... کیا کسی شریف انسان کو اس طرح پریشان کرنے کا حق ہے آپ کو؟"

"پپ.... پتا نہیں"۔ فاروق نے فوراً" کہا.... دراصل وہ سوچ رہا تھا یہ شخص کوئی بات پرجوش انداز میں کہے.... اور اس وقت وہ دیکھے.... کہ وہ اپنی انگلی تین بار بجاتا ہے یا نہیں۔

"کیا کہا.... پتا نہیں.... یہ کیا بات ہوئی؟"

"آپ تو میری ہر بات کے جواب میں کہ رہے ہیں.... یہ کیا بات ہوئی.... یہ بھی تو کوئی بات نہیں ہوئی"۔ فاروق نے جلے کٹے انداز میں کہا۔

"کیا آپ مجھ سے کوئی مدد چاہتے ہیں.... سکول کی فیس وغیرہ کا معاملہ ہے.... بے تکلف ہو کر بتائیں"۔

"جی نہیں.... ایسی کوئی بات نہیں"۔

"حد ہو گئی.... آپ مجھے بھی پاگل کر دیں گے.... خود تو ہیں ہی"۔

"آپ کا یہ خیال درست نہیں.... میں پاگل نہیں ہوں"۔

"اس وقت تک آپ نے جتنی باتیں کی ہیں.... وہ بالکل پاگلوں والی کی ہیں"۔

"توبہ ہے آپ سے آپ تو مجھے زبردستی پاگل بنا کر رہیں گے"۔ وہ تلملا اٹھا۔

"جی نہیں.... یہ لیں.... میں جا رہا ہوں"۔

اور فاروق واقعی اٹھ کھڑا ہوا' اس لیے کہ اس نے اندازہ لگایا ھا کہ یہ شخص بگران نہیں ہو سکتا.... ورنہ اتنی دیر میں ضرور ایک زہ بار انگلی سے ٹھک ٹھک کرتا۔

"خدا کا شکر ہے.... آپ ٹلے تو"۔ وہ مسکرایا۔

فاروق برے برے منہ بناتا ہوا اپنے میز پر آ گیا۔

"کیوں.... کیا ہوا؟" انسپکٹر جمشید مسکرائے۔

"ہم لوگوں کا خیال غلط ہے.... یہ شخص بگران نہیں ہو تا.... نہ تو اس نے انگلی بجائی.... نہ یہ کسی اور رخ سے بگران نظر ا ہے"۔

"میرا خیال ہے.... اب میں اس سے دو دو باتیں کر کے دیکھتا ں"۔ انسپکٹر جمشید مسکرائے۔

"اوہ! یہ زیادہ بہتر رہے گا"۔

انسپکٹر جمشید اٹھے اور اس کی میز پر آ گئے۔

"کیا میں یہاں بیٹھ سکتا ہوں؟"

"کیا کوئی کسر رہ گئی ہے؟" اس کے لہجے میں غصہ تھا۔

"ہاں! وہ اپنا کام پورا نہیں کر سکا.... شاید میں پورا کر ا"۔

"آپ بھی تشریف رکھیں اور کریں مجھے بور"۔

وہ منہ بنا کر بولا۔

"آپ پروفیسر بگران ہیں؟"

انہوں نے دوستانہ انداز میں پوچھا۔

"پروفیسر بگران.... میں نے یہ نام زندگی میں پہلی بار سنا ہے"۔

اچانک انسپکٹر جمشید کی آنکھیں حیرت کی زیادتی سے پھیل گئیں۔

○☆○
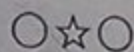
خوشبو

انہیں چونکتے انہوں نے صاف دیکھا۔

"اباجان ضرور سے چونکے ہیں.... اس کا مطلب ہے.... یہ شخص بگران ہے"۔ محمود نے پرجوش انداز میں کہا۔

"یہ ضروری نہیں"۔ فرزانہ نے منہ بنایا۔

"تمہارے نزدیک تو کچھ بھی ضروری نہیں ہوتا"۔ محمود نے جل بھن کر کہا۔

"آپس میں لڑنے کی ضرورت نہیں.... ابھی ہمیں دشمن سے لڑنا ہے"۔ خان رحمان نے گویا نصیحت کی۔

"یہ خیال دلانے کا شکریہ انکل.... واقعی ہم بھول گئے تھے.... ہم اس وقت تک مکمل طور پر ہارے ہوئے ہیں.... اس بار کا منصوبہ دشمن کا کامیاب ہے.... لہٰذا ہمیں ذرا سنجیدگی سے معاملے کو لینا ہو گا"۔

"یہی میں کہتا ہوں.... جمشید کے چونک اٹھنے کی وجہ کوئی اور بھی ہو سکتی ہے؟"

اسی وقت انہوں نے انہیں وہاں سے اٹھ کر اپنی طرف آتے

دیکھا۔

"کیا رہا ابا جان؟"

"وہ بگران نہیں ہے.... لیکن ریسٹورنٹ میں بگران موجود ہے.... میرے نتھنوں میں ابھی ابھی خوشبو آئی ہے.... وہ خوشبو.... جو بگران لگاتا ہے"۔

"تب اسے تلاش کرنا کیا مشکل ہے.... ہم ایک ایک میز کے پاس سے گزر کر دیکھ لیتے ہیں.... جس میز پر وہ خوشبو زیادہ ہو گی.... اسی پر بگران ہو گا"۔

"ہاں! ٹھیک ہے.... لیکن اس طرح ہمیں گھومتے پھرتے دیکھ کر لوگ ہمیں پاگل نہ خیال کرنے لگیں"۔ خان رحمان نے گھبرا کر کہا۔

کوئی پرواہ نہیں.... ہمیں اپنا کام کرنا ہے.... کوئی ہمیں پاگل خیال کرتا ہے تو کرتا رہے"۔

"تب پھر ابا جان آپ ہی ہال کا ایک چکر لگا لیں.... کیونکہ اس خوشبو کو ہماری نسبت آپ زیادہ پہچانتے ہیں"۔ محمود نے فوراً کہا۔

"خوشبو پہچانی نہیں جاتی.... محسوس کی جاتی ہے"۔ فرزانہ مسکرائی۔

"محمود نے اسے گھورا.... پھر جل کر بولا۔

"مجھے نہیں معلوم تھا کہ ہم اس وقت سکول میں پڑھ رہے ہیں"۔

"خیر.... اب تو معلوم ہو گیا.... خیال رکھنا"۔

"ادھر ادھر کی باتیں نہیں.... میں یہ کام کرتا ہوں.... بس تم چوکس رہنا"۔

"آپ فکر نہ کریں ابا جان.... اگر بگران یہاں موجود ہے.... تو اب وہ بچ کر نہیں جا سکتا"۔

"خدا کرے ایسا ہی ہو"۔

اور وہ اٹھ گئے.... اب وہ غیر محسوس طور پر ایک ایک میز کے پاس سے گزرنے لگے.... ایک میز سے انہیں واضح طور پر وہ خوشبو آئی.... ان کے قدم رک گئے.... اس میز پر ایک نوجوان بیٹھا کھانا کھا رہا تھا.... اس کی طرف دیکھ کر انہیں الجھن میں محسوس ہوئی.... کیونکہ اس کا قد وغیرہ بگران جیسا نہیں تھا.... وہ آگے بڑھنے ہی لگے تھے کہ کسی خیال کی وجہ سے چونک اٹھے اور رک گئے۔

"کیا میں یہاں بیٹھ سکتا ہوں جناب؟"

"ضرور.... کیوں نہیں"۔ وہ مسکرائے۔

انسپکٹر جمشید بیٹھ گئے.... اور لمبے لمبے سانس لینے لگے۔

"کیا بات ہے جناب.... کیا آپ بہت دور سے دوڑ کر آ رہے ہیں"۔

"نہیں.... میں اس خوشبو کو سمیٹ رہا ہوں.... جو آپ نے لگا رکھی ہے.... کس قدر پر لطف خوشبو ہے"۔

"اوہ.... آپ اس خوشبو کی وجہ سے رکے ہیں"۔ اس نے

چونک کر کہا۔

"ہاں! بالکل"۔

"یہ لے لیں آپ.... مجھے بھی ابھی ابھی ایک صاحب یہ دے گئے ہیں.... دراصل میں بھی ان سے یہی کہ بیٹھا تھا کہ آپ نے جو خوشبو لگا رکھی ہے.... وہ بہت مزے دار ہے"۔

"اوہ.... نہیں"۔ وہ دھک سے رہ گئے۔

"کیوں جناب.... آپ کو کیا ہوا؟"

"وہ صاحب کب گئے یہاں سے"۔

"انہیں گئے تو میرا خیال ہے.... پندرہ منٹ ہو گئے ہیں"۔

"اوہ.... اوہ"۔ انسپکٹر جمشید حیرت زدہ رہ گئے۔

"آپ ان کا حلیہ بتا سکتے ہیں؟"

"کیا بات ہے.... اب آپ یکایک اس شخص میں دلچسپی لینے لگے"۔

"جی بس.... کیا بتاؤں"۔

"آپ تشریف رکھئے.... اور مجھے بتائیں.... کیا بات ہے.... شاید میں آپ کی مدد کر سکوں"۔

"شکریہ"۔ انہوں نے کہا اور بیٹھ گئے.... ویسے انہیں یہ سن کر افسوس ہوا تھا کہ نگران پندرہ منٹ پہلے وہاں سے جا چکا ہے۔

"وہ درمیانے قد کا سڈول سا آدمی تھا.... نیلی آنکھیں، سرخی مائل بال.... رنگ صاف.... ناک کی نوک اوپر کو اٹھی ہوئی.... اور

آپ ایک خاص بات پسند کریں گے تو میں وہ بھی بتا سکتا ہوں"۔
ں نے رازدارانہ انداز میں کہا.... ساتھ ہی اس نے دائیں ہاتھ کی
ں انگلی کو تین بار میز پر بجایا۔

انہیں اپنے جسم میں سنسنی سی دوڑتی محسوس ہوئی.... انہوں
ایک نظر اس پر ڈالی.... اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہی انہیں ایک
ا سا لگا.... پھر وہ جلدی سے بولے۔

"شکریہ جناب.... وہ جا چکا ہے.... لیکن پھر بھی آپ وہ خاص
ضرور بتا دیں"۔

"اس میں مجھے خاص بات یہ محسوس ہوئی تھی.... کہ دائیں
ں سے لنگڑا تھا.... لیکن اس کے باوجود وہ لنگڑا محسوس نہیں ہوتا
یہ بات تو بس میں نے محسوس کی تھی"۔

"اوہ.... بہت بہت شکریہ.... آپ کی تعریف؟"
ں.... اب آپ کو میرے بارے میں کچھ جاننے کی ضرورت
س ہونے لگی.... آخر آپ چاہتے کیا ہیں؟" اس نے منہ بنایا۔

"اگر آپ کو میرا سوال ناگوار گزرا تو میں معافی چاہتا ہوں"۔
بے شک سوال کا جواب نہ دیں.... اور لیجئے.... میں چلا"۔

"ہاں ہاں جائیں"۔ اس نے ہاتھ نچایا۔

وہ اپنی میز پر آ گئے اور دبی آواز میں بولے۔

"نگران یہی ہے.... اس نے تین بار انگلی بجائی تھی.... میں
م اور خفیہ فورس کو خبردار کرتا ہوں"۔

پھر انہوں نے اپنی گھڑی کا ایک بٹن دبایا اور دبی آواز میں کہا۔
ہدایات دینے لگے.... ہدایات کے بعد انہوں نے بٹن آف کر دیا....
عین اس وقت انہوں نے اس شخص کو اٹھتے دیکھا۔

"ارے باپ رے.... یہ تو جا رہا ہے"۔

"تو ہم اسے روکیں گے.... خفیہ فورس اور اکرام کے ماتحت
تو اپنے وقت میں آئیں گے.... ہم تو یہاں موجود ہیں نا"۔ یہ کہ کر
انسپکٹر جمشید تیزی سے اس کی طرف لپکے اور بے ساختہ انداز میں
ٹکرا گئے.... وہ دھڑام سے گرا۔

انسپکٹر جمشید بھی لڑکھڑا کر اس کے اوپر گرے.... تاکہ لوگ
خیال کر لیں کہ ان کے لڑکھڑانے کی وجہ سے وہ صاحب گرے ہیں۔
اس کے اوپر گرتے ہی انہوں نے اس کی کلائیں پکڑ لیں....
اور پریشان آواز میں بولے۔ "اوہ.... معاف کیجئے گا جناب"۔

"وہ تو میں بعد میں کروں گا.... پہلے آپ تو میرے اوپر سے
اٹھیں"۔ اس نے چلا کر کہا۔

"اوہ.... ہاں.... ضرور.... کیوں نہیں جناب.... یہ لیں"۔

یہ کہ کر انسپکٹر جمشید مارے گھبراہٹ کے عجیب بے ہنگم انداز
میں اٹھے اور اس بری طرح لڑکھڑائے کہ پھر دھڑام سے اس پر
گرے.... وہ ابھی مکمل طور پر نہیں اٹھ سکا تھا کہ پھر گر گیا۔

"ارے ارے.... یہ اباجان کو کیا ہو گیا.... یکایک وہ اس قدر
بیمار کیسے ہو گئے کہ اب ان سے اٹھا تک نہیں جا رہا"۔ فرزانہ نے

یہ کہ کر فرزانہ نے ان کی طرف دوڑ لگا دی.... ان کے
یب پہنچتے ہی انہوں نے ان کا بازو پکڑ کر زوردار انداز میں انہیں
نا چاہا.... لیکن خود بھی ان کے اوپر گر گئی۔

"یا اللہ رحم! یہ کیا ہو رہا ہے.... جسے دیکھو گرتا چلا جا رہا
ہے"۔ فاروق نے بوکھلا کر کہا اور دوڑ لگا دی.... اور سیدھا ان سے
ٹکرایا.... وہ پہلے ہی الجھے ہوئے تھے.... یہ بھی ان پر گرا۔

"واہ.... اسے کہتے ہیں اندازہ.... یا نشانہ.... گئے تھے انہیں
انے اور خود گر پڑے ان پر"۔ محمود نے جھلا کر کہا اور ان کی
رف لپکا۔

اس وقت تک بگران ایک جھرجھری لے چکا تھا.... کیونکہ
ب وہ جان گیا تھا کہ ان لوگوں نے اسے پہچان لیا ہے۔

اس کی جھرجھری میں عجیب طاقت تھی.... وہ اس پرے ادھر
دھر اس طرح گرے جیسے دیو قامت انسان ننھے منے بچوں کو پوری
قت سے ادھر ادھر پھینک دے۔

لوگوں نے اس عجیب منظر کو آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھا۔

"چلیے شکر ہے.... آپ اٹھنے کے قابل تو ہوئے"۔ محمود نے
ش ہو کر کہا۔

"ایک کو بھی زندہ نہیں چھوڑوں گا"۔ بگران غرایا۔

"ج.... جی.... کیا فرمایا.... آپ ایک کو بھی زندہ نہیں

چھوڑیں گے.... ارے باپ رے.... بھائی اتنی خوف ناک بات ت
منہ سے نہ نکالیں.... ہم ڈر جائیں گے.... خوف کھا جائیں گے....
اور نہ جانے کیا کچھ کر جائیں گے"۔ فرزانہ نے ڈرے ڈرے اندا
میں کہا۔

"کیا میں آپ کی کوئی مدد کر سکتا ہوں"۔ خان رحمان نے
بگران کے بالکل سامنے جا کر کہا۔

"نہیں چھوڑوں گا.... نہیں"۔ وہ غرایا۔

"لیکن ہم نے کیا کیا ہے.... آپ گر گئے تھے.... ہم نے
آپ کو اٹھایا ہے"۔

"تم نہیں جیت سکو گے انسپکٹر جمشید.... ویسے تو یہ اس
منصوبہ میں میری کامیابی پہلے ہی ہو چکی ہے"۔

"کک.... کیا مطلب.... یہ.... یہ اس نے کیا کہا.... یہ کون
ہے؟"

"بگران"۔ انسپکٹر جمشید بولے۔

"کیا!!!" لوگ چلا اٹھے۔

اخبارات میں آخر اس خوفناک آدمی کے بارے میں شائع
ہوتا ہی رہتا تھا.... اب تو لوگ باہر کی طرف دوڑ پڑے اور دیکھتے ہی
دیکھتے ہال خالی ہو گیا.... یہاں تک کہ ریسٹورنٹ کا عملہ بھی نکل گیا۔

"چلو یہ اچھا ہے.... اب ہم آزادانہ لڑ سکیں گے"۔

"اس کی ضرورت ہی پیش نہیں آئے گی"۔ بگران نے

زہریلے انداز میں مسکرا کر کہا۔

"ویسے یہ بات عجیب نہیں ہے پروفیسر بگران"۔ ایسے میں
خان رحمان بولے۔

"کون سی بات؟" اس نے چونک کر کہا۔

"یہ کہ اس بار مس شارا آپ کے ساتھ نظر نہیں آ
رہیں"۔

"انہیں اس بار الگ ایک مہم پر روانہ کیا گیا تھا.... وہ وہاں
اپنا کام انجام دے رہی ہوں گی"۔ بگران پہلی بار خوش دل سے
مسکرایا۔

"وہاں.... کہاں"۔

"ایک اور مسلمان ملک میں"۔

"آخر تم لوگوں کا.... میرا مطلب ہے.... انشارجہ کا.... بیگال
کا.... ونشاس کا.... اور شارجستان وغیرہ کا.... مسلمانوں نے کیا
بگاڑا ہے.... کہ تم لوگ آئے دن اسلامی ملکوں کے خلاف سازشوں
پر سازشیں کرتے چلے جاتے ہو"۔

"بگاڑا پہلے تھا"۔ بگران نے طنزیہ انداز میں کہا۔

"پہلے تھا.... کب؟"

"اپنی تاریخ پر نظر دوڑاؤ.... عیسائیوں نے اور یہودیوں نے
مسلمانوں کا کیا بگاڑا تھا.... مسلمان کیوں ان پر حملہ آور ہوئے
تھے.... تمام اسلامی جنگوں کا حال پڑھو جا کر.... مسلمان ہی حملہ آور

ہوتے نظر آئیں گے.... کیا تم لوگ اتنی تاریخ بھی نہیں جانتے.... تمہارے نبی (ﷺ) نے مسلمانوں کی جماعت بنانے کے فوراً بعد کیا کیا تھا"۔ وہ یک لخت خاموش ہو گیا۔

"کیا کیا تھا؟" انسپکٹر جمشید کو غصہ آ گیا.... وہ ایک قدم آگے بڑھ کر سینہ تان کر اس کے سامنے کھڑے ہو گئے۔

"کیا انہوں نے یہودیوں سے جنگیں نہیں لڑیں؟"

"ضرور لڑیں.... اور یہ اس لیے کہ لوگ اسلام لے آئیں.... اللہ کے پسندیدہ ترین دین میں داخل ہو جائیں.... تاکہ انہیں جہنم میں نہ جلنا پڑے.... ہمارے نبی کریم ﷺ جہاں بھی حملہ آور ہوتے یا جہاں بھی مجاہدوں کو روانہ فرماتے.... وہاں پہلے اسلام کی دعوت دی جاتی تھی کہ اسلام قبول کر لو.... ورنہ جزیہ دینا منظور کرو.... یہ بھی نہیں تو پھر لڑائی کے لیے تیار ہو جاؤ.... یہ تھا ان کا طریقہ.... اس لیے کہ اللہ کا حکم ہی یہی تھا.... آپ اپنی کتب کا مطالعہ کریں.... یہ باتیں آپ کو وہاں مل جائیں گی"۔

"کیا یہ زبردستی مسلمان بنانا نہیں تھا؟"

"یہ اللہ کے حکم پر عمل تھا.... لیکن آج تم لوگ کیا کر رہے ہو.... تم لوگ جو کر رہے ہو.... وہ اپنی آسمانی کتابوں سے ثابت کرو.... کہ تم درست کر رہے ہو.... پھر ہم جانیں گے"۔ انسپکٹر جمشید نے پرجوش انداز میں کہا۔

بگران نے لاجواب ہو کر ادھر ادھر دیکھا.... سب لوگ جو ہال

ے نکل گئے تھے.... وہ گئے نہیں تھے.... چاروں طرف شیشے کی دیواروں سے چپکے کھڑے تھے.... اور اندر کا منظر دیکھ رہے تھے.... بات چیت کی آوازیں بھی باہر تک آ رہی تھیں.... اس لیے وہ سن بھی رہے تھے۔

"میں ان باتوں کو نہیں مانتا.... مسلمانوں نے ہمیشہ دوسری قوموں پر حملہ کیا.... کیا تم بھول گئے.... اپنے خالد بن ولید کو.... سلطان صلاح الدین ایوبی کو.... سلطان محمود غزنوی کو.... اور محمد بن قاسم کو اور طارق بن زیاد کو.... اور ان سب سے پہلے اپنے نبی کے ساتھیوں کو.... انہوں نے اسلامی فتوحات کے ڈھیر لگا دیے.... ایران کو فتح کر ڈالا.... عراق کو فتح کیا.... قسطنطنیہ کو فتح کیا.... بائیس لاکھ مربع میل کا علاقہ تو صرف تمہارے دوسرے خلیفہ کے زمانے میں قبضہ میں کر لیا گیا تھا.... تو کیا ان جنگوں میں یہودی اور عیسائی نہیں مرے.... مرنے والوں کی تعداد کا اندازہ نہیں لگایا جا سکتا.... ہم یہ سب کیسے بھول جائیں"۔

"ان سب حضرات نے اللہ کا قانون اللہ کی زمین پر نافذ کرنے کے لیے یہ سب کیا.... اور یہ کام تو اب بھی جاری رہنا چاہیے.... وقت آ رہا ہے.... یہ کام اب پھر سے شروع ہو گا"۔ محمود مسکرایا۔

"بس یہی ہے وہ بات.... یہی ہے تمہارے سوال کا جواب"۔

بگران ہنسا۔

"کیا مطلب؟"

"ہم سب خوف زدہ ہیں.... کہیں وہ سلطان صلاح الدین ایوبی والا دور پھر سے نہ لوٹ آئے.... سلطان محمود غزنوی والی روح پھر سے بیدار نہ ہو جائے.... لہٰذا ہم چاہتے ہیں.... اسلامی ملکوں میں.... صرف آپ کے ملک میں نہیں.... تمام اسلامی ملکوں میں اودھم مچائے رکھو.... ان سازشوں پر سازشیں برپا کرتے رہو.... انہیں کمزور کرتے رہو.... تاکہ ہمیں پھر سے وہ دن نہ دیکھنا پڑے"۔

"لیکن افسوس"۔ انسپکٹر جمشید خوش ہو کر بولے۔

"لیکن افسوس کیا؟"

"ایسا ہو کر رہے گا.... ہماری نبی کریم ﷺ کی پیش گوئیاں محفوظ ہیں.... ان کی رو سے ایسا ہو کر رہے.... اسلام کو غلبہ حاصل ہونا ہے.... ہو کر رہے گا.... ایک اسلامی لشکر پھر سے پرانی طرز پر فتوحات کا سلسلہ شروع کرے گا.... فتوحات پر فتوحات کر رہا ہو گا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی آسمان سے نازل ہوں گے.... اور پھر یہودیوں عیسائیوں، ہندوؤں اور دوسرے مشرکوں کا صفایا شروع ہو گا.... یہاں تک کہ یا تو لوگ مسلمان ہو جائیں گے، یا قتل کر دیے جائیں گے.... اور ایک دن ایسا آئے گا.... جب روئے زمین پر ایک بھی کافر نہیں رہ جائے گا"۔

"لہٰذا ہم ایسا دن آنے ہی نہیں دیں گے"۔ بگران ہنسا۔

"تم لوگ بے وقوف ہو.... ایسا ہو کر رہے گا.... کبھی ہماری

نبی کریم ﷺ کی پیش گوئیوں کا مطالعہ کرو.... معلوم ہو جائے گا.... کہ کس قدر زبردست انداز میں وہ پیش گوئیاں پوری ہو رہی ہیں.... مثال کے طور پر میں ایک پیش گوئی کا ذکر کرتا ہوں.... تمہیں سن کر حیرت ہو گی بگران"۔

عین اس لمحے بگران نے ان پر چھلانگ لگا دی۔

○☆○
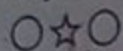
بہت مزا آ رہا ہے

انسپکٹر جمشید اگرچہ بے خبر نہیں تھے.... پوری طرح چوکس تھے اور جانتے تھے کہ بگران ایسی کوئی کوشش ضرور کرے گا.... اور سنبھلنے اور بچنے کی پوری کوشش کے باوجود وہ اس کی لپیٹ میں آ گئے اور دھڑام سے چکنے فرش پر گرے.... پھر دور تک لڑھکتے چلے گئے.... ایسے میں بگران نے دروازے کی طرف چھلانگ لگا دی.... لیکن خان رحمان سے ٹکرا کر گرا.... کیونکہ خان رحمان پہلے ہی دروازے کی طرف رخ کر چکے تھے۔

اس کا گرنا تھا.... چھوٹی پارٹی نے اسے چاروں طرف سے گھیر لیا.... پروفیسر داؤد بھی ان میں شامل ہو گئے تھے.... خان رحمان البتہ اس سے ٹکرانے کی وجہ سے بے دم ہو کر گر پڑے تھے.... اب وہ اور انسپکٹر جمشید اٹھنے کی کوشش کر رہے تھے.... لیکن جسموں سے گویا جان نکل گئی تھی.... اٹھا نہیں جا رہا تھا.... ہم آپ کو جانے نہیں دیں گے.... آپ نے بات پوری نہیں سنی.... آپ کم از کم وہ پیش گوئی سنتے جائیں"۔

بگران زور سے اچھلا اور ان کے درمیان سے گویا اڑ کر نکل

گیا.... پھر اس کے پیر دروازے پر جا کر لگے.... عین اس وقت دروازے پر اکرام اور خفیہ فورس کا رکن نظر آئے.... ان کا ہاتھوں میں جدید ترین اسلحہ تھا۔

"اپنے ان ساتھیوں کو سمجھائیں انسپکٹر جمشید.... مجھ پر فائر نہ کریں.... ورنہ تمام گولیاں پلٹ کر انہی کو لگیں گی"۔

یہ الفاظ سنتے ہی انسپکٹر جمشید نے ایک قلم جیب سے نکالا اور اس پر کھینچ مارا.... قلم اسے ٹکرا کر واپس پلٹ آیا اور ان سے ٹکرایا۔

"بگران ٹھیک کہہ رہا ہے.... گولی نہ چلانا اکرام"۔ انسپکٹر جمشید چلائے۔

چاروں طرف سکتہ طاری ہو گیا.... ایسے میں بگران نے اپنی جیب سے ایک عجیب وضع کا پستول نکال لیا.... پھر ہنس کر بولا۔

"آپ لوگ تو مجھ پر فائر نہیں کر سکتے.... میں تو کر سکتا ہوں.... اب جو میرے راستے میں آئے گا' وہ موت کا لقمہ بن جائے گا"۔

اس کی سرد آواز نے سنسنی کی لہر دوڑا دی.... سب ایک دوسرے کی طرف دیکھنے لگے کہ اب کیا کریں۔

"میں چاہوں تو تم سب کو بھسم کر دوں.... یہ پستول کوئی عام پستول نہیں ہے.... اس سے ایسی شعاعیں نکلتی ہیں.... کہ انسان آن کی آن میں جل کر راکھ ہو جاتا ہے.... اگر یقین نہیں تو جاتے

جاتے تم میں سے ایک کو نشانہ بنا کر دکھا دیتا ہوں.... معلوم ہو جائے
گا.... وہ راکھ میں تبدیل ہوا یا نہیں، اور پھر اس پستول سے نشانہ
لینے کی ضرورت نہیں.... صرف اس سمت کی طرف نال کریں....
جس طرح کے انسانوں کا صفایا کرنا ہو گا.... باقی کام یہ پستول خود کر لیتا
ہے.... اب تم نے دیکھا انسپکٹر جمشید.... کہ میں کس قدر طاقت ور
ہوں.... میرے مقابلے میں کوئی آ سکتا ہے.... تو آ جائے.... میں دو
دو ہاتھ کرنے کے لیے بھی تیار ہوں"۔

وہ سہم گئے.... یک دم ادھر ادھر ہو گئے.... اس نے اپنے
پستول کا رخ اکرام کی طرف کر دیا.... اور سرد آواز میں بولا۔

"انسپکٹر جمشید.... اس کیس میں میری فتح تمہارے لیے پہلا
صدمہ ہے اور دوسرا صدمہ تمہارے نائب کی موت ہو گا"۔

"نن نہیں.... نہیں"۔ انسپکٹر جمشید پوری قوت سے چلائے
اور انہوں نے انجام کی پروا کیے بغیر اس پر چھلانگ لگا دی.... اگرچہ
درمیانی فاصلہ زیادہ تھا.... ادھر بگران نے ٹریگر پر دباؤ ڈال.... لیکن
ٹریگر دبنے سے پہلے ہی انسپکٹر جمشید اس سے پوری قوت سے
ٹکرائے.... دونوں دھم سے گرے.... لیکن اٹھنے میں بگران ان سے
بازی لے گیا.... وہ ابھی اٹھ نہیں سکے تھے کہ بگران دور کھڑا نظر
آیا.... اس کے چہرے پر ایک طنزیہ مسکراہٹ تھی.... پھر اس کے
ہونٹ ہلے۔

"بہت مزا آ رہا ہے"۔

"ابھی اور آئے گا.... فکر نہ کریں"۔ محمود نے بھنا کر کہا۔

"آؤ آؤ.... جو کچھ ہے.... لے سامنے لاؤ.... سامنے"۔ اس
نے گویا اعلان کیا۔

محمود اس کی طرف بڑھا ہی تھا کہ پروفیسر داؤد کی آواز ابھری۔

"نہیں محمود.... تم نہیں.... اگر اس نے ٹریگر دبا دیا تو معاملہ
گڑبڑ ہو جائے گا"۔

محمود ٹھٹک کر رک گیا.... اب انہوں نے دیکھا.... پروفیسر
داؤد اس کی طرف ایک ایک قدم اٹھا رہے تھے.... بگران انہیں دیکھ
کر ہنسا۔

"ہاہاہا.... بے چارے بوڑھے سائنس دان کو میدان میں کودنا
پڑا.... اب یہ نکالیں گے کوئی سائنسی کھلونا"۔ اس نے مذاق اڑانے
والے انداز میں کہا۔

"ارے تو کیا آپ سائنسی کھلونے کام میں نہیں لاتے.... کیا
یہ پستول سائنسی کھلونا نہیں ہے؟" پروفیسر داؤد نے جھلا کر کہا۔

"اوہ ہاں! یہ تو ہے"۔ وہ چونکا۔

"بس تو پھر آلے کا آلے سے مقابلہ ہو گا.... ایک فائر میں
کروں گا.... ایک تم کر لینا"۔ انہوں نے ہنس کر کہا۔

"ضرور کیوں نہیں.... ہو جائے پھر مقابلہ.... میں نے اگر پہلے
فائر کیا.... تو آپ کو فائر کرنے کی مہلت ملے گی نہیں.... لہٰذا پہلے
آپ کوشش کر لیں"۔

"شکریہ"۔ وہ مسکرائے۔

"شکریہ! کس بات کا؟"

"پہلے موقع دینے کا"۔ انہوں نے کہا۔

"او کے.... اب مقابلہ کریں.... وقت ضائع نہ کریں.... مجھے جانا بھی ہے"۔

پروفیسر داؤد فاروق کی طرف مڑے۔

"یا فاروق میں اپنی ٹافی گھر بھول آیا.... تم ذرا اپنی ٹافی دے دو مجھے"۔

"ارے.... یہ کس موقعے پر آپ کو ٹافی کھانے کا خیال آیا؟" بگران نے طنزیہ انداز میں کہا۔

"بس کیا بتاؤں.... اس بھوک کم بخت نے میرا ناک میں دم کر دیا ہے.... جب دیکھو لگ جاتی ہے"۔

"ہاہاہا.... بے چارہ بوڑھا سائنس دان.... کیا مقابلہ کرے گا.... وہ تو اپنی بھوک کا مقابلہ نہیں کر سکتا"۔

"ایسی بات تو خیر نہیں ہے.... مقابلہ تو میں بھوک کا کیا.... آپ کا بھی کر سکتا ہوں"۔

"لیکن ابا جان.... وہ پیشن گوئی رہ گئی.... جو آپ ثبوت کے طور پر سنانے لگے تھے"۔

"اوہ ہاں.... پروفیسر بگران.... کیا خیال ہے.... آپ ایک پیشن گوئی تو سن ہی لیں"۔

"اچھا بھائی.... تم پہلے پریش گوئی سنا لو"۔ بگران جل گیا۔

"یہ مل گیا"۔ فاروق چہکا۔

"کک.... کیا مل گیا"۔ پروفیسر داؤد نے بوکھلا کر کہا۔

"ابھی ابھی تو آپ نے مانگی ہے.... ٹافی"۔

"ارے تو یہ کہو نا نے.... مل گئی.... ٹافی مونث ہے"۔ پروفیسر داؤد نے برا سا منہ بنایا۔

"حد ہو گئی.... بات ہے کہ پھسلتی چلی جا رہی ہے"۔ انسپکٹر جمشید جھلا اٹھے۔

"چلیے پھر.... اب آپ اسے پھسلنے نہ دیں.... پیش گوئی سنا دیں"۔

"مسٹر بگران.... چودہ سو سال پہلے کا ذرا تصور کرو.... جب ابھی ایجادات شروع نہیں ہوئی تھیں.... گانے بجانے کے آلات نہیں تھے.... ٹی وی نہیں تھا.... ٹیپ ریکارڈر نہیں تھے.... ریکارڈ پلیر بھی نہیں تھے.... ہوائی جہاز نہیں تھے.... گھوڑوں اور اونٹوں پر سفر کیا جاتا تھا.... اور سب سے بڑی بات.... بجلی نہیں تھی.... ان حالات میں ہمارے نبی پاک ﷺ نے قیامت کی نشانیاں بیان فرمائیں.... ان میں سے ایک نشانی یہ ہے کہ گھر گھر سے گانوں کی آوازیں آئیں گی.... اب آپ دیکھ لیں.... گھر گھر سے گانوں کی آوازیں آتی ہیں یا نہیں"۔

"اوہ ہاں.... واقعی"۔ بگران نے کھوئے کھوئے انداز میں کہا۔

"ایک قدم اور آگے بڑھ کر کہتا ہوں.... میں نے سنا ہے.... ابھی حدیث کی کسی کتاب میں پڑھ نہیں سکا.... وہ یہ ہے کہ گھروں پر چھتریاں لگائی جائیں گی.... اب آپ ذرا غور کریں.... یہ جو ڈش انٹینا ہے.... کیا یہ بالکل چھتری کی صورت نہیں ہے.... لیکن چودہ سو سال پہلے تو اس بات کا تصور تک نہیں کیا جا سکتا تھا"۔

"ہاں واقعی.... یہ تو ہے.... یہ پیش گوئیاں میں کہاں پڑھ سکتا ہوں؟" بگران نے حیرت زدہ انداز میں کہا۔

"حدیث کی کتابوں میں"۔

"ان کا نام مجھے لکھوا دیں.... اب پہلی فرصت میں اسلام کا مطالعہ کروں گا"۔ اس نے کہا۔

"اس کا اچھا طریقہ یہ ہے کہ آپ خود کو ہمارے حوالے کر دیں.... ہم جیل میں آپ کو احادیث کی کتب خود مہیا کر دیں گے"۔

"نہیں.... میں پہلے مطالعہ کروں گا.... پھر کوئی بات اس سلسلے میں کروں گا"۔

"او کے.... لکھ لیں.... بخاری شریف.... مسلم شریف' ترمذی' ابوداؤد' نسائی' ابن ماجہ' موطا امام مالک' مشکوٰۃ.... بیہقی شریف.... کنزالعمال وغیرہ"۔ وہ کہتے چلے گئے۔

اور بگران نوٹ کرتا چلا گیا.... پھر نوٹ بک اور قلم جیب میں رکھتے ہوئے اس نے کہا۔

"اب اسلامی پریڈ تو ہو گیا ختم.... آپ اپنا وار کریں....

پروفیسر"۔

"فاروق ابھی تھوڑی دیر پہلے تم نے کہا کہا تھا.... مل گئی"۔

"اس نے مل گیا کہا تھا انکل؟" محمود نے گویا یاد دلایا۔

"اوہ ہاں.... یہی.... ہاں فاروق.... کہاں ہے ٹافی"۔

"جی وہ.... ٹافی کی بجائے پنسل تراش نکل آیا تھا.... مم.... میں معافی چاہتا ہوں"۔

"خیر کوئی بات نہیں.... اب نکال لو.... لیکن ذرا جلدی"۔ انہوں نے گھبرا کر کہا۔

اس بار جو فاروق کا ہاتھ باہر نکلا تو اس میں ٹافی ہی تھی.... اس نے وہ ان کی طرف اچھال دی.... انہوں نے ٹافی دبوچ لی.... اور پھر اس کا کاغذ اتارتے ہوئے بولے۔

"یہ لیں پروفیسر.... پہلے آپ ذرا اس ٹافی کا مزا چکھ لیں"۔

"ضرور.... ضرور.... کیوں نہیں"۔ انہوں نے خوش ہو کر کہا۔

ان الفاظ کے ساتھ ہی انہوں نے ٹافی اس کے پیروں پر دے ماری.... ایک زور دار دھماکا ہوا.... ان کا خیال تھا کہ بگران اچھل کر گرے گا اور ساکت ہو جائے گا.... بلکہ اس کی آنکھیں خیرہ ہو جائیں گی.... لیکن ایسا کچھ بھی نہ ہوا.... ساتھ میں بگران کا قہقہہ سنائی دیا۔

"پروفیسر صاحب.... یہ تو کچھ بھی نہ ہوا"۔

"کوئی بات نہیں.... ابھی ہمارے ترکش میں بہت تیر ہیں.... لاؤ فاروق پنسل تراش"۔

"اس بار میں پہلے ہی نکال چکا ہوں.... پروفیسر انکل"۔

"بہت خوب! میرے فوج کے سپاہی کس قدر عقل مند ہیں.... انہیں پہلے ہی اندازہ ہے کہ میں اب کیا چیز مانگوں گا"۔ انہوں نے خوش ہو کر کہا۔

فاروق نے پنسل تراش ان کی طرف اچھال دیا.... اس میں ایک پن لگی ہوئی تھی.... پروفیسر داؤد نے دانتوں کی مدد سے اس پن کو کھینچ لیا.... اور کھینچتے ہی اسے فرش پر اس کے قدموں کی طرف لڑھکا دیا.... پنسل تراس لڑھکتا ہوا اس کی طرف گیا اور جونہی اس کے پاؤں کے نزدیک پہنچا.... ایک ہولناک دھماکا ہوا۔

اس بار بگران اچھلا اور دھڑام سے گرا.... ساتھ ہی انسپکٹر جمشید نے چھلانگ لگائی اور اس کا پستول اچکتے ہوئے دور نکل گئے.... پھر فوراً اٹھے اور پستول بگران کی طرف تان دیا۔

پستول ان کے ہاتھ میں دیکھ کر بگران پر سکتے کا عالم طاری ہو گیا.... اس کا اوپر کا سانس اوپر اور نیچے کا نیچے رہ گیا۔

"شاید آپ بازی ہار گئے؟" پروفیسر ہنسے۔

"ہاں!" اس نے کھوئے کھوئے انداز میں کہا۔

"تو یہ منصوبہ سارا بیگال نے ترتیب دیا تھا.... یہ کہ اس اسلامی ریاست میں ہمارے ملک کا فوجی تربیت دینے کے لیے نہ

جائے"۔

"ہاں! یہی بات ہے.... بیگال کے ایجنٹوں نے اس فوجی کو موت کے گھاٹ اتار دیا اور لاش سرحد کے پاس پھینک دی.... تاکہ چھ ماہ بعد اسلامی ریاست کو بدظن کرنے میں مدد مل سکے"۔

"اور ریاست میں شارجستان کا آدمی بھیجا گیا؟"

"بالکل یہی بات ہے"۔

"لیکن معاملہ تو یہ تھا شارجستان کا.... اس میں بیگال کہاں سے کود پڑا؟"

"اسلام کی دشمن تمام غیر مسلم طاقتیں ہیں.... اسلام کے مقابلے میں سب ایک ہیں.... اور مسلمان ہیں کہ ٹکڑوں میں بٹے ہوئے ہیں.... وہ تو خود بھی ایک نہیں ہو پاتے.... اور یہی ہماری کامیابی ہے.... ہم پوری دنیا کے مسلمانوں کو ایک نہیں ہونے دیتے"۔

"افسوس"۔ انسپکٹر جمشید نے سرد آہ بھری۔

"اور جس دن مسلمان ایک ہو گئے.... باطل کی تمام سازشیں دم توڑ دیں گی.... اپنی موت آپ مر جائیں گی.... ان کی کامیابیاں صرف اور صرف اسی لیے ہیں.... کہ مسلمان آپس میں لڑتے رہتے ہیں"۔

"اور اب.... پستول میرے ہاتھ میں ہے پروفیسر بگران.... لہٰذا آپ ہاتھ اوپر اٹھا دیں.... تاکہ ہمارے ساتھی اندر آ کر آپ کو

گرفتار کرلیں"۔

"اس کی کیا ضرورت ہے آخر؟"

"یہ آپ کہ رہے ہیں.... اس کی کیا ضرورت ہے آخر"۔

"ہاں آپ مجھے نکل جانے دیں"۔

"جی نہیں.... ہم اپ کو بطور ثبوت اسلامی ریاست میں لے کر جائیں گے.... آپ کو ریاست کے حکمران کے سامنے پیش کریں گے"۔

"میں اس کے سامنے جا کر انکار کردوں گا اور کہ دوں گا کہ ایسا کوئی منصوبہ ترتیب نہیں دیا گیا تھا.... یہ ان لوگوں کی دھوکے بازی ہے"۔

"شکریہ.... ہمیں آپ کے انہی الفاظ کی ضرورت تھی"۔ انسپکٹر جمشید نے پرسکون آواز میں کہا۔

"کیا مطلب؟" بگران زور سے چونکا۔

○☆○

لل.... لیکن

"پروفیسر بگران .... آپ جانتے ہیں.... یہ دور کس قدر جدید ہے.... سائنس نے کس حد تک ترقی کرلی ہے.... عام انسانوں کی سمجھ سے تو یہ ترقی ویسے ہی باہر ہے.... بڑے بڑے سائنس دان اس کی ترقی کو سمجھ سکتے ہیں.... لیکن اس وقت تو یہاں بالکل عام چیز کام میں لائی گئی ہے.... اور آپ کہ رہے ہیں' کیا مطلب.... بھی آپ خود سمجھ جائیں نا"۔

"میرے الفاظ ٹیپ کرلیے گئے ہیں.... تو اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا.... میری آواز کی نقل تو آپ کرلیتے ہیں"۔

"جی نہیں.... یہ بات بھی نہیں"۔ انسپکٹر جمشید نے انکار میں سر ہلایا۔

"تب.... کیا اس جگہ کی وڈیو فلم بنالی گئی ہے.... یہ بھی کوئی بات نہیں.... میرے میک اپ میں یہاں کسی کو بٹھا کر فلم بنائی جا سکتی ہے"۔

"یہ بات بھی نہیں"۔ انسپکٹر جمشید مسکرائے۔

"تب پھر آخر کیا طریقہ اختیار کیا گیا ہے کہ اسلامی ریاست

کے حکمران کو آپ کی باتوں پر سو فیصد یقین آ جائے گا۔

"بالکل سادہ طریقہ"۔ انسپکٹر جمشید مسکرائے۔

"آخر کون سا سادہ طریقہ؟"

"بالکل سامنے کا طریقہ"۔ وہ فوراً بولے۔

"سس.... سامنے کا طریقہ.... کیا مطلب؟"

"کک.... کیا فرمایا اباجان"۔ فاروق نے بوکھلا کر کہا۔

"میں نے کہا ہے.... ہم نے بالکل سامنے کا طریقہ اختیار کیا ہے"۔

"لل.... لیکن.... یہ تو کسی ناول کا نام ہو سکتا ہے"۔ فاروق نے کھوئے کھوئے انداز میں کہا۔

"ہو سکتا ہے تو ہوتا رہے.... یا پھر تم اس نام پر ناول لکھ مارو.... اور اس ناول میں بگران کا یہ منصوبہ لکھ ڈالو.... مزا رہے گا"۔ انسپکٹر جمشید بولے۔

"لیکن اسے شائع کون کرے گا.... آج کل تو بس نامی گرامی مصنفوں کے ناول شائع کیے جاتے ہیں.... نئے آدمی کو کون گھاس ڈالتا ہے"۔

"اوہ ہاں.... یہ بھی ہے.... لیکن خیر چھوڑو.... ہم بھی کس فضول بحث میں الجھ گئے.... بات ہو رہی ہے تھی.... سامنے کے طریقے کی.... سو ہم نے بالکل سامنے کا طریقہ اختیار کیا.... اور اب پروفیسر بگران لاکھ انکار کرے.... اسلامی ریاست کے حکمران کو اپنی

بات ثابت نہیں کر سکیں گے.... اور اس طرح ان کی جیتی جتائی بازی پلٹ گئی ہے.... پانسہ یک دم پھر سے ہمارے ہاتھ آ گیا ہے.... ہاں اس طرح جو نقصان اسلامی ریاست کا ہوا.... یعنی اس فوجی پر جو اخراجات ہوئے.... یا جو نقصانات وہ ان کی ریاست کو پہنچا گیا.... اور جو غلط تربیت فوجیوں کو دے گیا.... ان سب نقصانات کو پورا کرنے میں وقت لگے گا.... لیکن ہم ایسا بھی کریں گے.... اب ہم بہت قابل اور قابل اعتبار فوجی آفیسران کی ریاست میں بھیجیں گے.... بلکہ ایک نہیں کئی بھیجیں گے.... دونوں ملک میں اب محبت اور بڑھے گی"۔

"آخر کیسے.... بلاوجہ انسپکٹر جمشید ڈینگیں مارتے چلے جا رہے ہیں"۔

"میں ایسا کبھی نہیں کرتا"۔ انسپکٹر جمشید مسکرائے۔

"تب پھر وضاحت کریں نا"۔

"اچھی بات ہے.... وضاحت سن لیں.... جس وقت ہمیں معلوم ہو گیا کہ کرنل عدنان بخاری لوٹ کر واپس نہیں آئے.... اور پھر اس فائل کا تعلق ان سے ثابت ہو گیا اور ہمیں معلوم ہو گیا کہ بہت گہرا چکر دونوں ملکوں کے خلاف چلایا گیا ہے.... اور آخر میں یہ بھی معلوم ہو گیا کہ یہ چکر آپ کا چلایا ہوا ہے.... تو ہم نے جان لیا.... اس محاذ پر ہم ہار گئے ہیں.... لیکن اس کے باوجود پروفیسر بگران ایسے یہاں سے نہیں چلے جائیں گے.... وہ آخری چھیڑ خانی کرنے کے بعد

ہی رخصت ہوں گے"۔

"جی.... جی.... کیا کہ آپ نے.... آخری چھیڑخانی"۔ فاروق چلا اٹھا۔

"ہاں ہاں بھائی.... میں جانتا ہوں.... یہ بھی کسی ناول کا ناول ہو سکتا ہے.... لہٰذا تم ذرا چپ رہو.... اس موقعے پر مجھے نہ روکو.... روانی کا عالم مجھے بہائے لیے چلا جا رہا ہے"۔

"مم.... مجھے افسوس ہے"۔ فاروق نے ڈرے ڈرے انداز میں کہا۔

"کوئی بات نہیں.... ڈرنے کی ضرورت نہیں.... کیا میں نے تمہیں آج تک کبھی ہاتھ بھی لگایا ہے"۔

"بالکل نہیں اباجان.... نہ ہمیں کبھی امی جان نے ہاتھ لگایا ہے"۔

"اور نہ میں نے تمہیں ایسے سکول میں داخل کیا.... جہاں بچوں کو بات بے بات مارا پیٹا جاتا ہے"۔

"بالکل ٹھیک اباجان"۔ فاروق نے فوراً کہا۔

"لیکن اب آپ خود.... دوسری طرف چلے گئے اباجان"۔ محمود نے گویا توجہ دلائی۔

"اوہ.... سوری.... ہاں تو میں کہ رہا تھا.... میرا اندازہ تھا کہ بگران صاحب آخری چھیڑ خانی کے بغیر رخصت نہیں ہوں گے.... کیونکہ یہ ان کی عادت ہے.... اب میں نے سوچا کہ ان کی اس

عادت سے ہمیں فائدہ اٹھانا چاہیے.... اور پھر میں نے فائدہ اٹھا لیا"۔

"کیا.... کیا مطلب.... فائدہ اٹھا لیا؟"

"ہاں جناب! بالکل"۔

"اوہو.... تو وضاحت کریں نا.... کیسے فائدہ اٹھا لیا"۔ بگران جلا اٹھا۔

"ہمیں کچھ بھی کرنے کی ضرورت نہیں تھی.... صرف اتنا کیا کہ میں نے صدر صاحب سے درخواست کی کہ وہ اسلامی ریاست کے حکمران شیخ محمود عبداللہ خدیقی کو خفیہ طور پر یہاں بلا لیں.... وہ میک اپ میں یہاں آئیں.... یہاں کے ایک باشندے کے لباس میں ایک عام سے انسان کے روپ میں.... عام سے لباس میں.... اور جونہی ان کی ضرورت محسوس ہو.... اور جس جگہ ضرورت محسوس ہوگی.... وہ اپنے ایک ساتھی کے ساتھ وہاں پہنچ جائیں.... ان کا ساتھی ظاہر ہے.... یہاں کوئی خاص آدمی ہی ہو سکتا تھا.... جو انہیں فوری طور پر اس جگہ پہنچا سکے"۔

"کک.... کیا مطلب.... کیا مطلب؟"

نہ صرف بگران.... بلکہ محمود، فاروق اور فرزانہ بھی اچھل پڑے.... ان کی آنکھیں مارے حیرت کے پھیل گئیں.... لیکن بگران کی آنکھوں سے حیرت کے ساتھ خوف اور غصہ شامل ہوا تھا جب کہ ان کی حیرت میں خوشی شامل ہو گئی تھی۔

"وہ.... وہ مارا"۔

"تو.... تو آپ کا مطلب ہے.... یہاں اسلامی ریاست کا حکمران موجود ہے"۔

"بالکل.... نہ صرف موجود ہے.... بلکہ انہوں نے یہ سارا ڈراما اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے.... اور کانوں سے سنا ہے"۔

"نن.... نہیں.... نہیں"۔ بگران چلا اٹھا۔

"جناب.... کے چلانے سے تو میری بات غلط ہو نہیں جائے گی"۔ انسپکٹر جمشید مسکرائے۔

باقی بھی مسکرانے لگے۔

"اور.... وہ کون ہے.... کہاں ہے؟"

اس نے ریسٹورنٹ کے چاروں طرف نظریں دوڑائیں.... شیشے کی دیواروں سے لگے لوگوں کو جلدی جلدی دیکھنے کی کوشش کی۔

"کوئی فائدہ نہیں.... ہمیں آپ کو یہ بتانے کی ضرورت نہیں کہ ان میں سے وہ کون سے ہیں.... کیونکہ ہمیں انہیں یقین دلانا تھا.... نہ کہ آپ کو"۔

"مم.... میں.... میں سے پہچان لوں گا.... اور ختم کر کے ہی یہاں سے رخصت ہوں ہوں گا"۔

"یہاں بھی آپ شکست کھا گئے پروفیسر بگران"۔ انسپکٹر جمشید نے ہنس کر کہا۔

"کیا مطلب.... کیسے؟" بگران نے تلملا کر کہا۔

"جس وقت میں نے آپ کو یہ بتایا کہ ہم نے بالکل سامنے کا طریقہ اختیار کیا ہے.... اسی وقت انہیں اس جگہ سے رخصت ہو جانے کا اشارہ کر دیا تھا.... یہ اشارہ میرے آدمی نے کیا تھا.... جو ان کے ساتھ تھا.... لہٰذا وہ اسی وقت انہیں یہاں سے لے گئے تھے"۔

"تب بھی کچھ نہیں بگڑا.... اسلامی ریاست کے لیے روانہ ہونے والی پرواز پر میں اسے ختم کر دوں گا"۔

"سوری.... اب آپ ایسا بھی نہیں کر سکیں گے"۔

"وہ کیوں؟"

"انہیں براہ راست ان کی ریاست کے جہاز پر سوار نہیں کیا جائے گا.... پہلے وہ ایک اور ملک میں جائیں گے.... وہاں سے اپنی ریاست میں جائیں گے.... اور جائیں گے میک اپ میں ہی.... یعنی ریاست کے حکمران کی حیثیت سے نہیں.... اب کہیے.... کیسی رہی؟"

بگران بت بن کر رہ گیا.... ایسے میں اکرام کے ماتحت اسے گرفتار کرنے کے لیے آگے بڑھے.... بگران زور سے اچھلا۔

"یہ آپ غلطی کر رہے ہیں انسپکٹر جمشید.... کیوں ان کی موت کا سامان کر رہے ہیں.... میں اور اس کے ہاتھوں گرفتار ہو جاؤں گا.... نن.... نہیں.... ہرگز نہیں.... یہ لے لیں میں چلا"۔

ان الفاظ کے ساتھ ہی وہاں ایک دھماکا ہوا.... اور ہر طرف

گہرا دھواں پھیل گیا.... وہاں موجود سب لوگ گرتے چلے گئے.... شیشے کی دیواروں کے باہر جو لوگ تھے.... خوف زدہ ہو کر بھاگ کھڑے ہوئے.... جب انہیں ہوش آیا تو بگران غائب تھا.... اس کا دور دور تک پتا نہیں تھا.... یوں بھی اس جگہ سے نکل جانے کے فوراً بعد اس نے اپنا حلیہ تبدیل کر لیا تھا.... لہٰذا وہ بھلا کسی کے ہاتھ کیا آتا۔

یہ سوچ کر وہ پہلے سکتے کے عالم میں رہ گئے.... پھر انسپکٹر جمشید نے اداس انداز میں مسکرا کر کہا۔

"خیر.... یہ بھی بہت ہے.... بگران کی ساری کامیابی دھری کی دھری رہ گئی"۔

"چلیے پھر گھر چلیں.... وہاں امی جان کی گرم گرم باتیں سنیں گے.... انہیں بار بار کھانا گرم کرنا پڑتا ہے نا.... اس لیے اب وہ باتیں بھی گرما گرم کرنے لگی ہیں"۔

فاروق نے کہا اور وہ سب مسکرانے لگے۔

○☆○
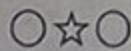
آیندہ ناول کی ایک جھلک

محمود، فاروق، فرزانہ اور انسپکٹر جمشید سیریز

ناول نمبر 657

ساتواں کون

مصنف: اشتیاق احمد

☆ انہیں ایک فون ملا، فون بہت پراسرار تھا۔

☆ الفاظ یہ تھے: گھر کے افراد میں سے ساتویں آدمی کو قتل کر دیا جائے گا۔

☆ سات تاریخ کو شام سات بجے یہ قتل ہو گا۔

☆ گھر کا پتا بھی نوٹ کروا دیا گیا۔

☆ دوسرا فون اس سے بھی زیادہ پراسرار تھا۔

فائدے کی باتیں

آیندہ ماہ انشاء اللہ آپ مندرجہ ذیل ناول پڑھیں گے.....

☆ "ساتواں کون" (قیمت 66 روپے) "پرانا ڈھانچہ" (قیمت 36 روپے) "ایک سراغ" (قیمت 36 روپے) "خوف کا شکار" قیمت (36 روپے) "جنہم کا بھوکا" (قیمت 36 روپے)

☆ اور اب آتے ہیں "فائدے کی باتیں" کی طرف:

☆ ان تمام ناولوں کی کل قیمت 210 روپے ہے..... لیکن براہ راست ادارے سے منگوانے پر آپ کو یہ تمام ناول رعایتی قیمت 180 روپے میں ملیں گے..... ناول بذریعہ وی پی ارسال کیے جاتے ہیں۔

☆ پوسٹ مین آپ سے رعایتی قیمت سے 10 روپے زیادہ وصول کرے گا۔ اس طرح آپ کو یہ تمام ناول 190 روپے میں گھر بیٹھے ملنے کے ساتھ ساتھ 20 روپے کی بچت ہوگی۔

☆ وقت کی بچت..... روپے کی بچت..... یعنی ایک ٹکٹ میں دو مزے۔

☆ عین وقت پر گھر بیٹھے ناول حاصل کرنے کے لئے اپنا فورا" اپنا آرڈر نوٹ کروائیں۔

انداز بک ڈپو عابد مارکیٹ' جوائے شاہ روڈ' سانده کلاں۔ لاہور

اشتیاق احمد کے سنسنی خیز' ہنگامہ آرا' مزاح اور جاسوسی سے بھرپور ناول

گزشتہ ماہ کے ناول

☆ بگران کا جال — 132 روپے

☆ ملاقاتی کارڈ — 36 روپے

☆ دولت کا زہر — 36 روپے

☆ ہیروں کی بارش — 36 روپے

☆ مظلوم قاتل — 36 روپے

انداز بک ڈپو 3۔ عابد مارکیٹ' جوائے شاہ روڈ سانده کلاں۔ لاہور

جناب اشتیاق احمد صاحب

السلام علیکم!

نیا ناول ٹیڑھا مکان پڑھ چکا ہوں۔ مزید آپ کا خط بھی مل چکا ہے۔ جواب دینے کا ازحد شکریہ۔ "آپ نے لکھا کہ آپ بھی ناول پڑھتے ہیں" بھئی ایسی کوئی بات نہیں ہم آپ کے ناول پڑھنا چھوڑ ہی نہیں سکتے۔ البتہ تنگی وقت کے باعث یہ ناول پر تبصرہ لکھ کر روانہ کرنے سے قاصر ہوں۔

ٹیڑھا مکان نام کی طرح ٹیڑھا ثابت ہوا۔ اپنے ٹیڑھے پن ہی کی وجہ سے پسند آیا۔ ورنہ اس موضوع پر آپ پہلے بھی لکھ چکے ہیں۔ موضوع پرانا ہونے کے باوجود ناول اپنے اندر نت نئی خوبیاں سموئے ہوئے تھا۔ کیمپ کے اندر لڑائی کو کچھ اور تفصیلاً بیان کرنا اور طول دینا چاہئے تھا۔ بہرحال مجموعی طور پر (بشمول سرورق) ناول پسند آیا۔

50 واں خاص نمبر جو کہ انشاء اللہ جولائی 99ء میں شائع ہو گا۔ کم از کم 2500 صفحات پر مشتمل ہونا چاہئے۔ ترتیب کچھ یوں ہونی چاہیے۔

جمشید پارٹی 01 تا 500 صفحات

کامران مرزا پارٹی 501 تا 900 صفحات

شوکی برادران 901 تا 1200 صفحات

تینوں پارٹیاں مشترکہ 1201 تا 2500 صفحات

اس خاص نمبر میں حکومت وقت تینوں پارٹیوں کا ساتھ دے اور بھی تمام اجازت نامے وغیرہ ان کے پاس ہونے چاہیں۔ اور صدر مملکت اور حکومت پر دشمنوں کا قبضہ نہیں ہونا چاہئے۔ بلکہ یہ کارنامہ تینوں پارٹیاں ریاست فرقان (جنت میں قتل، کامران مرزا سیریز نمبر 65) کے لئے سرانجام دیں جو کہ آخر میں ایک بین الاقوامی مسئلہ ثابت ہو۔ اس خاص نمبر کا مجرم کسی قسم کی غیر انسانی طاقتوں کا مالک نہ ہو بلکہ صرف ذہنی جنگ کا ماہر ہونا چاہئے۔

اگر آپ انٹانیو اور کالی آنکھ کو دوبارہ زندہ کر سکیں یا ان کی واپسی کروا سکیں تو مزہ آ جائے۔ شکریہ۔

باقی سب خیریت ہے۔ امید ہے جواب سے ضرور نوازیں گے۔

والسلام

Mohammad Arshad Siddiqi
C-12 GROUND FLOOR
APSRA APARTMENT NO 5
NEAR KARIMABAD BRIDGE
FEDERAL CAPITAL AREA
KARACHI 75900
SINDH

☆☆☆

محترم انکل اشتیاق احمد

السلام علیکم!

"موت کا ستارہ" میں اپنا خط دیکھ کر جو خوشی ہوئی وہ بیان نہیں کر سکتا۔ گزشتہ دس سال سے میں آپ کے ناول پڑھ رہا ہوں لیکن میرا خط پہلی مرتبہ شائع ہوا ہے اس کے لئے آپ کا شکر گزار ہوں۔ آپ کے ناول گزشتہ دو ماہ سے بہت لیٹ آ رہے ہیں۔
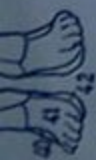
Figure 20-8. Dermal territories defined by their blood supply, as depicted by A, Carl Manchot's die hautartien des menschlichen körpus (1889), B, Michel Salmon's arteres de la peau

"دوسری دنیا کا انسان" 26 تاریخ کو جبکہ "ٹیڑھا مکان" 27 کو ملا۔ آپ کے ناول میں مکتبہ عمران ڈائجسٹ والوں سے خریدتا ہوں۔ انکل چند گزارشات پیش ہیں اگر آپ قابل عمل سمجھیں تو شکر گزار ہوں گا۔

(1) "غار کا سمندر" کو بجائے ہر ناول کے آخر میں شائع کرنے کے لئے ہر ماہ قسط وار شائع کریں اگر ہر ماہ 200 صفحات کی ایک قسط پیش کی جائے اور قیمت 25 سے 30 کے درمیان رکھی جائے تو ہر قاری آسانی سے خرید سکے گا۔ ورنہ ناول کے آخر میں شائع کرنے کا سلسلہ تو بہت طویل اور بور ثابت ہو گا۔

(2) پرانے ناول جو آپ دوبارہ شائع کر رہے ہیں وہ اب بند کر دیں کیوں کہ ایک جلد میں دو الگ الگ کتابیں مزا نہیں دے رہی ہیں یا تو ان کو الگ الگ شائع کریں۔ کیوں کے اگر ایک قاری کے پاس ایک کتاب ہے تو دوسری تو اس کے کام کی ہو گی۔ جبکہ پہلی کتاب اس کے لئے بیکار ہے۔

(3) ناول نمبر 533 (فراڈ، خونی ڈرامہ) وغیرہ کی اشاعت کا دوبارہ انتظام کریں۔ اور ہو سکے تو اپنے ابتدائی دور کی چھوٹی کہانیوں (بڑا قد وغیرہ) کا بھی دوبارہ اشاعت کا انتظام کریں۔ اس بارے میں دوسرے قارئین سے بھی مشورہ طلب کریں۔ خط کافی طویل ہو گیا ہے اب اجازت چاہوں گا۔

(خدا حافظ)

(فقط آپ کا قاری)

محمد عامر خان

جواب کا منتظر

☆☆☆

سازش تیار تھی
اشتیاق احمد